الشرف

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ

کے

حالات، تعلیمات و تصنیفات

ڈاکٹر محمد طیب ابدالی

الشرف

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ

کے

حالات، تعلیمات و تصنیفات

ڈاکٹر محمد طیب ابدالی
شعبۂ اردو (پوسٹ گریجویٹ) مگدھ یونیورسٹی
بودھ گیا۔ گیا

بہار اردو اکاڈمی کا جزوی مالی تعاون

تعداد اشاعت ــــــــ ایک ہزار
سن اشاعت ــــــــ مارچ سنہ ۱۹۸۰ء
کتابت ــــــــ محمد ایوب کلٹوی قاسمی
سرورق ــــــــ فیروز احمد فردوسی

ناشر ــــــــ مکتبہ صوفیار۔ خانقاہ اسلام پور
ضلع نالندہ۔ بہار
مطبع ــــــــ تاج آفسٹ پریس الہ آباد
قیمت مجلد ــــــــ

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ صوفیار۔ خانقاہ اسلام پور۔ ضلع نالندہ بہار
۲۔ دار الشرف۔ باری روڈ۔ گیا۔ بہار
۳۔ اسٹار بکڈپو۔ ۴۰ بی۔ اچاریہ جگدیش بوس روڈ۔ کلکتہ ۱۷
۴۔ دی آرٹ پریس۔ سلطان گنج۔ پٹنہ ۶

نذرِ عقیدت

اس تصنیف کو انتہائی خلوص و عقیدت کے ساتھ

عم محترم الحاج مولانا حضرت سید شاہ تقی حسن بلخی فردوسی علیہ الرحمۃ
سجادہ نشین خانقاہ بلخیہ فردوسیہ فتوحہ پٹنہ

اور

حضرت والد و مرشد سید شاہ محمد ایوب ابدالی فردوسی رشیدی علیہ الرحمتہ

کے نام نامی سے انتساب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں
جنکی تربیتِ باطنی اور تعلیمِ دینی و روحانی نے مجھے اسکا موقع عنایت فرمایا

فقیر

محمد طیب ابدالی

فہرستِ مضامین

عرضِ حقیقت

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ ہادی شریعت رہنمائے طریقت پیشوائے اہل حقیقت، مقتدائے اہل معرفت مرکز اہل بصیرت کی حیثیت سے دنیائے تصوف و شریعت و طریقت میں چراغ راہ ہیں. آپ کا مسلک و روش گمنام پسندی ہے۔ ورنہ ایسی صاحب علم و فضل شخصیت جس کی نظیر دنیائے تصوف میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور نظر آتی ہے اور اس کے علمی و دینی کارنامے پردۂ خفا میں رہے حیرت کی بات ہے کہ مؤرخین اور تذکرہ نگاروں نے بھی آپ کے احوال پر قدرے روشنی ڈالی ہے۔ البتہ تذکرہ مشائخ اور ملفوظات سے حضرت مخدوم جہاںؒ کے احوال پر روشنی پڑتی ہے. سب سے پہلا تذکرہ حضرت مخدوم جہاںؒ کے عم زاد، مرید و خلیفہ شاہ شعیبؒ کا مناقب الاصفیاء فارسی میں ہے۔ جس میں بزرگان سلاسل فردوسیہ اور حضرت مخدوم جہاں کے احوال شرح و بسط کے ساتھ درج ہیں۔ چونکہ وہ اسی عہد کی تصنیف ہے اس لئے قابل توجہ ہے۔ لیکن اس میں بھی خاندان کے احوال، نسب نامۂ مخدوم، اولاد و اخلاف اور تصانیف، ملفوظات کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ حضرت مخدوم جہاں رح کے خلفاء اور جانشینوں کے ملفوظات اور تصنیفات سے کچھ مزید حالات کا علم ہوتا ہے۔ مثلاً گنج لایخفیٰ، ملفوظ المبارک، کاشف الاسرار، مونس القلوب میں واقعات کا اضافہ بھی ہے اور توضیح بھی۔ خود حضرت مخدوم جہاں کے احوال و تعلیمات کا اندازہ آپ کے ملفوظات اور تصنیفات سے کیا جا سکتا ہے۔ لیکن حضرت مخدوم جہاں کے احوال کی سب سے اہم کڑی وسیلہ، شرف و ذریعہ دولت ہے

یہ میرے پر دادا حضرت سید فرزند علی صوفی منیریؒ نے اس تصنیف میں قدیم خاندانی تذکروں کے علاوہ کچھ خاندانی سینے اور سفینے کی روایتوں کا بھی اضافہ کیا ہے سب سے پہلی مرتبہ شرح وبسط اور تفصیل کے ساتھ حضرت مخدوم جہاں کے احوال و کوائف پر اس سے روشنی پڑتی ہے۔ لیکن اس میں بھی آپ کے علمی کارناموں پر خاموشی ہے۔ سیرت الشرف مصنفہ ضمیر الدین بھی طبع ہوئی تاریخ سلسلہ فردوسیہ مصنفہ معین الدین دردائی میں احوال کے علاوہ تصانیف و تعلیمات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ لیکن اس میں بعض حقائق سے اس طرح پردہ پوشی کی ہے کہ اس کی افادی حیثیت مجروح ہو جاتی ہے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب نے دعوت و عزیمت حصہ سوم میں حضرت مخدوم جہاں کی تعلیمات پر روشنی ڈالی ہے۔ لیکن ان تمام حقائق کے باوجود آپ کے تصانیف و ملفوظات پر کوئی تحقیقی کام نہ ہو سکا۔

یہ بھی میری خوش قسمتی ہے کہ جب حضرت صوفی منیری کے نثری کارنامے کو اپنے پی۔ ایچ۔ ڈی کا موضوع بنایا تو وسیلۂ شرف و ذریعہ دولت کو تحشیہ سے مزین کر کے بڑی تلاش و جستجو کے بعد ایڈٹ کیا۔ اور زیور طبع سے آراستہ ہونے کے بعد اس کی پذیرائی ہوئی اور بعض مبصرین نے اسے ایڈٹ کرنے والوں کے لئے مشعل راہ بتایا۔ لیکن میرے دل میں یہ تمنا برابر ابھرتی رہی کہ میں حضرت مخدوم جہاں پر ایک مبسوط کتاب لکھوں۔ جس میں احوال کے علاوہ آپ کے تمام تصانیف اور تعلیمات پر بھی روشنی پڑے۔ چنانچہ پوشیدہ طور پر اپنے تھیسس کے ساتھ ساتھ اس کام کو بھی شروع کر دیا اور تھیسس سے قبل میری یہ دیرینہ تمنا پوری ہوئی۔ اور کتاب زیر تکمیل ہوئی۔ ڈرتے ڈرتے میں نے اس کا اظہار اپنے والد محترم حضرت سید شاہ ایوب ابدالی علیہ الرحمۃ سے کیا۔ اور مزید یہ عرض کیا کہ حضرت مخدوم جہاں کے تصانیف کی عبارتوں کے نمونے کا اردو ترجمہ میرے لئے جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ حضرت والد نے نہ صرف اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا بلکہ میری حوصلہ افزائی کی۔ اور بعض تراجم کے فرائض بھی انجام دیئے۔ بعض مقامات کی وضاحت بھی کی اور اسے جلد سے جلد طبع کرانے کی تمنا کا بھی اظہار کیا۔ پھر عم محترم حضرت سید شاہ تقی حسن بلخی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اس تصنیف کو پیش کیا۔ وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ

میری دیرینہ تمنا پوری ہوئی۔ بس زبان سے دعائیں نکل رہی ہیں، اور دل کام کر رہا ہے آپنے اس تصنیف کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اسمیں قدرے اضافے بھی کیے اور اسکا نام الاشرف آپنے تجویز فرمایا۔ پھر مجھے اس تصنیف کے سلسلے میں کتبخانہ مشرقیہ خدا بخش خاں پٹنہ، کتبخانہ مجیبیہ فتوحہ پٹنہ، کتبخانہ خانقاہ منیر شریف کتبخانہ قادریہ خانقاہ اسلام پور نالندہ کتبخانہ رشیدیہ جونپور متعدد بار حاضری کا موقع ملا۔ استفادہ کیا۔ اور اپنے خاندانی نوادرات سے بھی فیضیاب ہوا۔ الاشرف کی ترتیب وتدوین کے فرائض ایک عشرہ تک راجگیر کے جنگل میں تو نہیں لیکن حضرت مخدوم جہاں کے حجرۂ متبرکہ کے پاس بیٹھ کر انجام دیئے اور اسکے فیضان اور مقبولیت کی دعائیں بطفیل حضرت مخدوم جہاں مانگیں۔ حضرت والد محترم اور عم محترم سید شاہ تقی حسن بلخیؒ کی یہ دیرینہ تمنا اسوقت پوری ہو رہی ہے جبکہ وہ دونوں اس دنیا میں بظاہر موجود نہیں لیکن انکی تعلیمات روحانی اور تربیت دینی ہی کا یہ ثمرہ ہے کہ الاشرف جیسی تصنیف وجود میں آئی۔ کاشکہ تصنیف وتالیف کا یہ شغف ان کی روحانی مسرت کا سبب ہو۔

الاشرف زیور طبع سے آراستہ ہو رہی ہے اسکی خوبی اور خامیاں قارئین کے سامنے ہیں۔ اس تصنیف کی ترتیب میں عزیز دینی جناب سید ذکی احمد ہاشمی اسسٹنٹ انجینیر کا بھی شکرگذار ہوں کہ انہوں نے ترجمے کے فرائض بھی انجام دیئے اور احوال کی ترتیب میں بھی میرا تعاون کیا۔ عزیز موصوف کا یہ جذباتی اور روحانی لگاؤ حضرت مخدوم جہاں سے ہے۔ برادر دینی مولانا سید جمیل احمد فردوسی سیہورہ ایم۔ پی کا بھی ممنون کرم ہوں کہ اپنے نیک مشوروں سے نوازا۔ عم محترم حضرت شاہ تقی حسن بلخیؒ کے پوتے عزیزی سید مظفر الدین بلخی سلمہٗ نے بھی اس تصنیف کی نقل نویسی میں میری مدد کی ہے اللہ انہیں علم وفضل سے نوازے آمین۔ عزیز دینی ڈاکٹر خالد صدیقی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ہر ممکن تعاون کیا۔ اور عزیز دینی فیروز احمد فردوسی مالک اسٹار بکڈپو کلکتہ کا بھی احسانمند ہوں کہ انہوں نے اس تصنیف کی کتابت اور طباعت میں بڑی کدوکاوش کی ہے اپنے ان تمام احباب اور اعزا کا شکرگذار ہوں جنہوں نے مجھے مفید مشوروں سے نوازا ہے۔ اراکین بہار اردو اکاڈمی کا بھی تہہ دل سے شکرگذار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں جزوی مالی تعاون سے میری ہمت افزائی فرمائی۔

میں نے الاشرف میں کچھ نئے معلومات کا اضافہ ضرور کیا ہے لیکن مجھے اسکا بھی احساس ہے کہ کما حقہٗ سارے مواد پر روشنی نہیں ڈالی ہے۔ پھر بھی میری یہ کوشش تاریخ تصوف میں اضافہ کرتی ہے اور بالخصوص حضرت مخدوم جہاںؒ کے احوال وکوائف اور تصنیفات وملفوظات پر روشنی ڈالتی ہے۔ میں اہل نظر اور خبر سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ میری خامیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کریں میں انکی توجہ اور تعاون کا محتاج ہوں۔

فقیر محمد طیب ابدالی ۔ ۲۰ مارچ ۱۹۸۰ء شعبۂ اردو (پوسٹ گریجویٹ) مگدھ یونیورسٹی بودھ گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصوّف اور اسکی حقیقت

شریعت کے لغوی معنی گھاٹ کے ہیں لیکن اصطلاح میں اس گھاٹ کو کہتے ہیں جس سے مذہب کے پیاسے اپنی پیاس بجھائیں اور سیراب ہوں۔ یعنی تشکک کا جو مادہ ان میں ہے اس کو یقین سے بدلیں اور مطمئن ہوں۔ شیخ فیض اللہ جن کی کنیّت ابو محمد ہے اور جو شیخ قاضن علا شطاری کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے اپنے ملفوظ "معدن الاسرار"[۱] کے فصل چہل و سوم "در بیان شریعت" کے عنوان سے ارشاد فرمایا ہے کہ

"الشریعة کالسفینة والطریقة کالبحر والحقیقة کالدر فمن لم یصل الی البحر فمن لم یصل الی الدر" وکما جاء فی الحدیث النبی علیہ السلام الشریعة اقوالی والطریقة افعالی والحقیقة احوالی۔" بہ آنکہ مجموع امر و نواہی و اصول و فروع دعوت را شریعت گویند و رفتن ایں راہ را طاعت گویند و گردن نہادن ایں جملہ را اسلام خوانند و ثبات نمودن بریں جملہ دین گویند حاصل آنکہ بیان توحید و طہارت و نماز و روزہ و حج و جہاد و زکوٰۃ و سائر احکام عبادات و معاملت را شریعت نامند و رسول خدائے نہند ایں جادہ است۔"

ترجمہ: شریعت کشتی کی طرح ہے اور طریقت دریا ہے اور حقیقت موتی ہے۔ پس جس شخص کی رسائی دریا تک نہ ہوئی وہ موتی تک نہ پہنچا اور جیسا کہ حدیث نبی علیہ السلام میں مذکور ہے کہ میرا قول شریعت ہے

---

[۱] معدن الاسرار ملفوظ حضرت قاضن علا شطاری فصل چہل و سوم۔

اور میرا فعل طریقت اور میرے احوال حقیقت ہیں۔

معلوم ہو کہ تمام امر و نواہی اور اصول و فروع کی دعوت کو شریعت کہتے ہیں اور اس راہ کو طاعت کہتے ہیں اور ان تمام اصولوں پر عمل پیرا ہونا اسلام کہلاتا ہے۔ اور ان تمام پر قائم رہنا دین ہے۔ مختصر یہ کہ توحید، طہارت، نماز، روزہ، حج جہاد زکوٰۃ اور تمام عبادات اور معاملات کے احکام کا نام شریعت ہے اور اس راستہ کا رکھنے والا خدا کا رسول ہے۔"

طریقت جس سے تصوف کا نمود ہوا ہے اس کے متعلق بھی حضرت قاضن علا شطاری "معدن الاسرار" کے فصل چہل و چہارم[1] "در بیانِ طریقت" میں اس طرح رطب اللسان ہیں۔ "بدآنکہ در خبر است کہ پیغمبر علیہ السلام در مسجد خود یک زاویہ متعین کردہ بود و از صحابہ یک طائفہ را کہ سالکان راہ طریقت بودند برگزیدہ بعضے میاں ایشاں پیراں بودند۔ چوں ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و سلمانؓ و ابوذرؓ و بعضے کہنہ و کہل بودند چوں معاویہؓ و بلالؓ و ابوذر غفاریؓ و عمارؓ۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایشاں را بہ اوقات خلوت در آں زاویہ می نشاندی و بایشاں اسرار گفتی کہ صنادید عرب و عوام صحابہ آں را فہم نکردو ایں جماعت گاہی ہفتاد تن بودے و گاہے کم و چوں کسے را از میاں ایشاں اکرام کردے ردائے مبارک یا پیراہن بدو دادے و ایں طائفہ بگزار دو حقوقِ شریعت چناں بودند کہ اگر تمام دنیا بدیشاں دہند و نعیم عقبیٰ و بہشت ایشاں را بخشند با بلائے تمام عالم و محنت برائے شاں بارند نعمتِ دنیا و آخرت بہ بیگانگاں گذارند، بلا و محنت خود قبول کنند۔"

ترجمہ: "معلوم ہو کہ حدیث میں مذکور ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے مسجد نبوی میں ایک گوشہ مقرر کر دیا تھا اور صحابۂ کرام کی ایک جماعت جو راہ طریقت پر چلنے والے تھی اور اس راہ کو اختیار کئے ہوئے تھی۔ بعض ان لوگوں کے درمیان پیر تھے جیسے ابوبکرؓ، عثمانؓ، علیؓ، سلمانؓ، اور ابودرداؓ

---

[1] معدن الاسرار ملفوظ حضرت قاضن علا شطاری فصل چہل و چہارم

اور بعض بوڑھے اور ادھیڑ عمر کے تھے، جیسے معاذؓ، ہلالؓ، ابوذر غفاریؓ اور عمارؓ۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو اوقاتِ تنہائی میں اسی گوشہ میں بٹھاتے اور ان لوگوں سے اسرار و رموز کی باتیں کرتے کہ عرب کے سردار اور عام صحابہ اس کو نہیں سمجھتے اور یہ جماعت ستّر افراد پر مشتمل رہتی اور کبھی زیادہ اور کبھی کم اور جب ان لوگوں میں سے کسی کو انعام و اکرام کرتے تو اپنی چادر مبارک یا اپنا لباس مبارک ان کو دے دیتے اور یہ جماعت شریعت کے حقوق ادا کرنے میں ایسی تھی کہ اگر تمام دنیا ان کو دیدی جاتی اور آخرت کی نعمتیں اور بہشت ان لوگوں کو بخش دی جاتیں یا تمام دنیا کی مصیبتیں اور محنت ان لوگوں کو دی جاتیں تو وہ لوگ دنیا اور آخرت کی نعمتیں دوسروں کو دے دیتے اور مصیبت اور محنت خود قبول کر لیتے۔"

آگے چل کر موصوف نے شریعت، طریقت اور حقیقت پر مختصر مگر جامع روشنی ڈالی ہے۔ "فصلِ چہل و پنجم[1] در بیان مراتب و معنی حقیقت" میں فرماتے ہیں کہ "بہ آنکہ حقیقت ہمہ احوال سالکان است۔ چوں سالک بگزارد حقوق طریقت بہدایت خاص رسد احوال حقیقت مکشوف وے گردد۔"

ترجمہ: "معلوم ہو کہ حقیقت سالکوں کی تمام حالتوں کو کہتے ہیں۔ جب سالک حقوقِ طریقت ادا کرے، ہدایت خاص میں پہنچے اور حقیقت کے حالات اس پر کھلیں۔"

پھر آگے اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ "فالحاصل صحت حالِ اعمال ظاہر را شریعت نامند و صحت حال اعمال باطن را طریقت خوانند و صحت حال و ارادت را حقیقت شناسند و علماء ظاہر گویند شریعت حقیقت است و حقیقت شریعت فرق نہ کنند و ایں پیش اہل طریقت غلط است زیرا چہ اقامت علم حقیقت بے اقامت شریعت زندقہ است۔ اقامت علم شریعت بے اقامت

---

[1] معدن الاسرار ملفوظ حضرت قاضن علا شطاری فصل چہل و پنجم

حقیقت نفاق۔ ہر کہ ہنوز شریعت نہ رفتہ است وے را با طریقت آشنائی نیست وہر کہ با طریقت آشنا نہ کشد آں بیچارہ را با حقیقت چہ گذر وچہ کار"

ترجمہ: الحاصل ظاہر اعمال کی صحیح حالتوں کا لوگوں نے شریعت نام رکھا ہے اور باطن اعمال کے صحیح حال کو طریقت کہتے ہیں اور ارادہ کے صحیح حال کو حقیقت سمجھتے ہیں۔ علمائے ظاہر شریعت کو حقیقت کہتے ہیں اور شریعت اور حقیقت میں فرق نہیں کرتے اور یہ اہل طریقت کے نزدیک غلط ہے۔ کیونکہ علم حقیقت کا قیام شریعت کے بغیر زندقہ ہے علم شریعت کا قیام حقیقت کے بغیر نفاق ہے۔ جو شریعت پر بھی نہ چلا اسے طریقت سے کیا واسطہ اور جس کو طریقت سے واسطہ نہ ہو اس بیچارے کو حقیقت سے کیا سروکار۔

تصوف بھی طریقت کا دوسرا نام ہے۔ چنانچہ مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ اپنے مکتوب بست و دوم[۲۲] میں یوں فرماتے ہیں، "بدانکہ[۱] قاعدہ تصوف دیرینہ است واعمال انبیاء وصدیقان بودہ است۔ بحکم غلبۂ عادات زشت کہ در زمانہ پدید آمدہ است۔ صورت حال صوفیان در چشم مردمان زشت می نماید"۔

ترجمہ: "معلوم ہو کہ راہ تصوف قدیم ہے اور انبیاء اور صدیقان کے اعمال بھی یہی ہیں۔ اس زمانے میں چونکہ برائی کا غلبہ ہے اس لئے صوفیوں کا حال بھی لوگوں کی نگاہ میں زشت دکھائی دیتا ہے" حالانکہ یہ راہ محبت کی راہ ہے

مکتوب چہل[۴۶] و ششم میں اس طرح فرماتے ہیں[۵]

"بدانکہ مخلوقات دیگر را با محبت کار نبود کہ ہمت بلند نہ داشتند آں کار ملائکہ کہ راست بینی از آنست کہ ایشاں حدیث محبت نہ رفتہ است وایں زیر وزبر کہ در آدمیاں می بینی از آنست کہ بر ایشاں حدیث محبت رفت کہ یحبھم ویحبونہ

---

[۱] مکتوبات صدی مصنفہ حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ مکتوب بست و دوم۔

ترجمہ: "معلوم ہو کہ اور مخلوق کو محبت سے سروکار نہیں اس لئے کہ بلند ہمت نہیں رکھتے اور یہ جو فرشتوں کا کام بے خلل دیکھتے ہو اس لئے کہ ان کے ساتھ معاملات محبت کا سروکار نہیں اور یہ ہنگامہ اور رتبۂ بالا کہ آدمیوں کے درمیان دیکھتے ہو اس سبب سے ہے کہ ان کے ساتھ محبت کا رشتہ ہے۔ وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ محبت کرتے ہیں ان سے۔"

محبت کے متعلق فوائد رکنی کے فوائد اول میں اس طرح فرماتے ہیں کہ[۵]

"بداں اے برادر! چنانچہ بہ ظاہر نماز و روزہ فریضہ است در باطن عشق و محبت فریضہ است و خمیر و مایہ آں درد و اندوہ است، عشق بندہ را بخدائے می رساند ازاں معنی عشق فرض راہ آمدہ است، حیات از عشق می شناس و ممات بے عشق می یاب۔"

ترجمہ: "اے برادر تم کو معلوم ہو کہ جیسا کہ بظاہر نماز و روزہ فرض ہے باطن میں عشق و محبت فرض ہے۔ جس کی پونجی درد و اندوہ ہے۔ عشق بندے کو خدا تک پہنچاتا ہے۔ اس معنی میں کہ عشق فرض راہ ہے۔ زندگی کو عشق کے ذریعہ پہچانو اور موت بے عشق کے جذبے کو جانو۔"

مذکورہ بالا نکات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تصوف عشق والوں کی راہ ہے اور اس میں خلوص و محبت کو دخل ہے۔ مذہب و ملت اور دیر و حرم سے سوا ہے۔ ؏ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

ان کا دروازہ ہر کے لئے کھلا ہوا ہے۔ صوفی جو تصوف کی راہ پر چلنے والے ہیں ان کا خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ کسی جماعت یا فرقہ میں محدود نہیں۔ چونکہ تصوف کی تعلیم صلح و آشتی کی ہے اور اس کی خمیر میں یہی جذبہ کارفرما ہے اس لئے صوفی کے نزدیک کفر و اسلام اور دیر و حرم کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ صوفی ان چیزوں کو ایک ہی نظر سے دیکھتا ہے۔ اس لئے وہ تعصب اور تنگ نظری سے پرے رہ کر کسی فرقہ کو قابل مذمت نہیں سمجھتا اور نہ کسی عقیدہ کو غلط خیال کرتا ہے۔ وہ ان تمام خیالات و احساسات سے آزاد رہتا

---

[۵] فوائد رکنی ملفوظ حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین منیری فوائد اول

چاہتا ہے۔ چنانچہ بابائے اردو ڈاکٹر عبدالحق نے اپنی تصنیف "اردو کی نشوونما میں صوفیائے کرام کا حصہ" میں صوفی اور مولوی کا تقابلی جائزہ بڑے اچھوتے انداز سے لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں "صوفی، صوف سے مشتق ہو یا صفا سے، وہ مذہبی اور اخلاقی عالم میں ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ملک وملت سے بے نیاز ہے اور ہر قوم اور ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ وہ ایک قسم کا باغی ہے جو رسم اور ظاہر داری کو جو دلوں کو مردہ کر دیتی ہے، روا نہیں رکھتا اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرتا ہے۔ مولوی اور صوفی میں یہ فرق ہے کہ وہ ظاہر کو دیکھتا ہے اور یہ باطن کو، وہ لفظ کو دیکھتا ہے اور یہ معنی کو، وہ رسمیات اور تقلید کا پابند ہے اور یہ ان سے بے زار۔ اس کی نظر برائی پر پڑتی ہے اور یہ برے سے برے میں بھی بھلائی کا پہلو ڈھونڈ نکالتا ہے۔ وہ لعن وطعن سے کام لیتا ہے اور یہ مہرو محبت سے وہ سختی اور تشدد کرتا ہے اور یہ نرمی اور ملائمت۔ وہ بہت کم معاف کرتا ہے اور اس کا شیوہ درگذر کرنا ہے۔ وہ خود اور خود نمائی سے بڑا بنتا ہے اور یہ فروتنی اور خاکساری سے دلوں میں گھر کرتا ہے۔ وہ دوسروں کے عیوب کا متجسس رہتا ہے اور یہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے وہ اپنے علم سے مرعوب کرنا چاہتا ہے اور یہ اپنے عمل سے دوسروں کو لبھاتا ہے۔"

مولوی سب کو ایک لاٹھی سے ہانکتا ہے۔ لیکن صوفی ہر ایک کے رنگ طبیعت کو دیکھتا ہے اور جیسی جس کی طبیعت کی افتاد ہوتی ہے اسی ڈھنگ سے اس کو دیکھتا ہے اور اس کی تربیت کرتا ہے۔ اس میں بعض اوقات وہ شریعت سے تجاوز کرنے یا بعض ارکان واصول کے ترک کرنے میں بھی مضائقہ نہیں کرتا۔ اس کی نظر انجام پر رہتی ہے۔ وہ مولوی کی طرح لفظ کا بندہ نہیں بلکہ معنی کو دیکھتا ہے۔ اصل صوفی بہت بڑا ماہر نفسیات ہوتا ہے اور باوجودیکہ دنیا سے ایک گونہ بے تعلق اور مولوی اس کے مقابلے میں بہت زیادہ دنیا دار ہوتا ہے مگر وہ علماء کی نسبت کہیں زیادہ زمانے کی نبض کو پہچانتا ہے۔ وہ دلوں کو ٹٹولتا ہے اور اسی پر بس نہیں کرتا بلکہ دلوں

لہ اردو کی نشوونما میں صوفیائے کرام کا حصہ مصنفہ ڈاکٹر عبدالحق صد ۲

کی تہہ تک پہنچتا ہے۔ جہاں انسان کے اصل اسرار چھپے اور دبے رہتے ہیں جن سے ہم خود بھی اکثر واقف نہیں ہوتے۔ مولوی کی نظر وہاں تک وہاں تک نہیں پہنچتی ہے۔ اس میں صوفی کی جیت ہے اس کے بعد وہ نفس کی چوریاں اس آسانی، خوش اسلوبی اور لطف سے پکڑتا ہے اور ان کی اصلاح کرتا ہے کہ بعض اوقات مرید کو خبر نہیں ہونے پاتی۔ اس کا سب سے بڑا اور مقدم اصول دلوں کا ہاتھ میں لینا ہے۔ اس مقصد کے حصول میں وہ کسی ظاہری رکاوٹ کی خواہ وہ شرعی ہو یا غیر شرعی پرواہ نہیں کرتا اور سب کو توڑ کر رکھ دیتا ہے اور صحیح بھی ہے۔ جب دل ہاتھ میں آگیا تو گویا سب کچھ مل گیا۔ کسی دل کا ہاتھ میں لانا ایک نئی دنیا کے فتح کرنے سے کم نہیں ہے۔ یہ جو مشہور ہے کہ "دل بدست آر کہ حج اکبر است" یہ صوفی ہی کا قول ہے اور صوفی ہی اس پر عمل کر سکتا ہے۔ حضرت رابعہ بصریؒ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک بار فرمایا "اگر در ہوا پری مگسے، اگر بر دریا روی خسے، اگر دل دل بدست آری کسے۔"

یہی وجہ ہے کہ علماء و امرا بلکہ حکومتوں اور بادشاہوں سے بھی وہ کام نہیں ہو سکتا جو فقیر اور درویش کر گذرتے ہیں۔ بادشاہ کا دربار خاص ہوتا ہے اور فقیر کا دربار عام ہے ــــ جہاں بڑے چھوٹے، امیر غریب، عالم جاہل کا کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ بادشاہ جان و مال کا مالک ہے لیکن فقیر کا قبضہ دلوں پر ہوتا ہے اس لئے ان کا اثر محدود ہوتا ہے اور ان کا بے پایاں اور یہی سبب ہے کہ درویش کو وہ قوت اور اقتدار حاصل ہو جاتا تھا کہ بڑے بڑے جبّار اور باجبروت بادشاہوں کو بھی اس کے سامنے سر جھکانا پڑتا ہے۔

مسلمان درویش ہندوستان میں پُر خطر اور دشوار گذار راستوں سر بفلک پہاڑوں اور لق و دق بیابانوں کو طے کر کے ایسے مقامات پر پہنچے جہاں کوئی اسلام اور مسلمان کے نام تک سے بھی واقف نہ تھا۔ اور جہاں ہر چیز اجنبی اور ہر بات ان کی طبیعت کے مخالف تھی۔ جہاں کی آب و ہوا، رسم و رواج، صورت و شکل، آداب و اطوار، لباس، بات چیت، غرض ہر چیز

ایسی تھی کہ ان کو اہل ملک سے اور اہل ملک کو ان سے وحشت ہو۔ لیکن حال یہ ہے کہ انہیں مرے صدہا سال گذر چکے ہیں لیکن اب بھی ہزاروں لاکھوں بندگان خدا صبح و شام ان کے آستانے پر پیشانیاں رگڑتے ہیں اور جن جن مقامات پر ان کے قدم پڑے تھے وہ اہنگ شریف اور مقدس کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں یہ کیا بات تھی — ؟ بات یہ تھی کہ ان کے پاس دلوں کے کھینچنے کا وہ سامان تھا جو نہ امرا و سلاطین کے پاس ہے اور نہ علماء و حکماء کے پاس

میرے خیال میں بلاد عرب کے ماسوا دنیا کے تمام ممالک میں صوفیاء کرام کا یہ گروہ سرگرم عمل رہا۔ خصوصیت کے ساتھ بغداد، شام، عراق، روس، ترکستان، ایران اور افغانستان کے خطے میں یہ گروہ اپنا مشن لیکر اخلاق و محبت کا درس دیتا رہا۔ ان کے قدم چوتھی صدی ہجری میں ہندوستان کی طرف بھی بڑھے۔ پہلے سندھ اس کے بعد پنجاب پھر راجستھان، بہار، بنگال، دہلی، یوپی، کشمیر اور جنوبی ہند کے بیشتر حصوں کو اپنے رشد و ہدایت کا مرکز بنایا بالخصوص پانچویں صدی ہجری سے ہندوستان میں بزرگان دین کی آمد کا سلسلہ ملتا ہے انکی مقبولیت اور شہرت اس قدر ہوئی کہ انکی خانقاہوں سے رشد و ہدایت کی کرن پھوٹنے لگی اور یہ روشنی آہستہ آہستہ پھیلتی گئی اور زیادہ تابناک ہوتی گئی۔ پہلے تو راجاؤں نے اور ان کے امراء نے شدت کے ساتھ مخالفت کی لیکن جب عوام کی عقیدت میں پختگی اور صوفیوں کے طرز عمل میں اخلاص و محبت دیکھی تو پھر انہوں نے بھی جبین عقیدت اسی آستانے پر جھکائی، صوفیاء کرام کا یہ گروہ ہندوستان کے مختلف خطوں میں پیغام صلح و آشتی اور محبت و خلوص کی تعلیم لیکر پہنچا، پنجاب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ راجستھان میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ ملتان میں حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی، دہلی میں حضرت بدرالدین سمرقندی اور حضرت بختیار کاکیؒ آسام میں حضرت جلال الدین تبریزی، بنگال میں حضرت خواجہ احمد دمشقی اور بہار میں امام تاج فقیہ حضرت شہاب الدین پیر جگجوت جیسے بزرگوں سے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری و ساری ہوا۔

یہ بھی قابل توجہ حقیقت ہے کہ صوبہ بہار میں سب سے پہلے حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے پر دادا حضرت امام محمد تاج فقیہ ۵۷۶ھ میں مجاہدین کے لشکر کے ساتھ تاریخی مقام منیر میں جہاد کرتے ہوئے پہنچے۔ اگرچہ امام محمد تاج فقیہ مدینہ منورہ واپس چلے گئے۔ لیکن اپنے تینوں صاحبزادے یعنی حضرت اسرائیل، حضرت اسمٰعیل اور حضرت عبدالعزیز کو رشد و ہدایت اور تبلیغ اسلام کے لئے یہیں چھوڑ گئے۔ حضرت اسرائیل کے صاحبزادے حضرت مخدوم یحییٰ منیری ہیں جنکی شادی حضرت مخدوم شہاب الدین پیر جگجوت کی بڑی صاحبزادی بی بی رضیہ سے ہوئی اور آپ ہی کے منجھلے صاحبزادے شرف الدین احمد منیریؒ ہیں اور یہ سلسلہ فردوسیہ کے وہ انمول موتی ہیں جن کی شخصیت، علمی و ادبی خدمات اور روحانی فیوض و برکات پر غیر ممالک میں بھی تحقیقی کام ہو رہے ہیں۔ اور یہ میری تصنیف اسی کی ایک اہم ترین کڑی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ بیت المقدس کے محلہ قدس خلیل[1] کے ایک ایسے خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں جو ۵۷۶ھ میں ذوقِ تبلیغ اسلام اور ذوق جہاد میں ہندوستان عازم سفر ہوا۔ اس خانوادہ کی منزل مقصود صوبہ بہار میں قصبہ منیر ضلع پٹنہ تھی۔ تذکروں اور تاریخوں سے اس پر روشنی پڑتی ہے۔ اور "ذریعہ دولت" مصنفہ سید شاہ فرزند علی صوفی منیری[2] میں شرح و بسط کے ساتھ یہ واقعہ تحریر ہے۔

---

[1] قدس خلیل کے متعلق سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے الخلیل (شام) لکھا ہے:۔ اب یہ شہر مملکتِ ہاشمیہ اردنیہ کا ایک شہر ہے جو بیت المقدس سے ۱۵ یا ۱۶ میل پر واقع ہے۔ اس کو حضرت ابراھیم خلیل اللہ کے مدفن ہونے کا شرف حاصل ہے، شرفاء و صلحاء کی ایک قدیم بستی ہے۔ (دعوت و عزیمت حصّہ سوم ص۱۷۷)

[2] حضرت صوفی منیریؒ امام محمد تاج فقیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت مخدوم جلیل منیریؒ برادر بزرگ مخدوم جہاںؒ کے صاحبزادے مخدوم اشرفؒ جن کی شادی مخدوم جہاںؒ کی بڑی صاحبزادی بی بی فاطمہ از بطن بہو بادام ہوئی تھی۔ حضرت صوفی منیریؒ ننہالی نسبت سے ان کی اولاد ہیں موصوف نے اسی مناسبت سے اپنے خاندان کے احوال "ذریعہ دولت" میں لکھا ہے۔ موصوف علم تصوّف میں کافی دست رس رکھتے تھے۔ "مصطلحات المتصوفین" قلمی آپ ہی کی گراں قدر تصنیف ہے، جس سے آپ کی تبحر علمی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ "راحتِ روح (مطبوعہ) بھی ایک تمثیلی داستان آپ کی تصنیف ہے، جس میں تصوف کے رموز و اسرار مقفیٰ اور مسجع عبارت میں "سب رس" کے طرز پر تحریر کیا ہے۔ یہ غالب کے شاگرد تھے اور مایۂ ناز شاگرد۔ ان پر تحقیقی مقالہ راقم الحروف محمد طیب ابدالی کا زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکا ہے، اور "حضرت صوفی منیری کے نثری کارنامے" کے نام سے مشہور ہے۔

۵۷۶ھ میں بیت المقدس کے محلہ قدس خلیل سے حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ کے پردادا حضرت امام محمد تاج فقیہؒ مع اہل وعیال تبلیغ اسلام اور ذوق جہاد میں عازم سفر ہند ہوئے۔ راستہ میں مزید سرفروش اور مجاہدین شریک ہو گئے جس نے ایک مختصر فوج کی صورت اختیار کر لی، اس فوج کے ساتھ حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؒ کے خواہر زادہ حضرت سید ناخطیر الدین ابدالؒ تاج الدین خانگاہ، میر علی ترک۔ لربک شہید جو شہزادوں میں سے تھے، میر سید جعفر اور میر سید مظفر جو سرداروں میں سے تھے، عازم ہندوستان ہوئے، سالار لشکر حضرت قطب سالار علمبردار ربانی تھے۔ جن کا مزار مہنداداں متصل منیر میں ہے، اس لشکر اسلام کا داخلہ شمال ومغرب کے راستے سے ہوا، ہندوستان کا بیشتر حصہ خاموشی سے طے کیا، بالآخر کرم ناسا ندی تک جو بکسر کے قریب ہے، نیز جہاں سے حکومت منیر کی سرحد شروع ہوتی تھی پہنچ گئے، جب اس ندی کو عبور کر لیا تو راجہ کی فوج مدمقابل ہوئی جم کر لڑائی ہوئی اور وہاں سے جہاد شروع ہو گیا، راجہ کی فوج کو شکست ہوئی اور قلعہ کے پھاٹک تک شدت سے تعاقب کیا گیا، یہاں راجہ نے آخری اور فیصلہ کن مقابلہ کیا۔ خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی، اور منیر مسلمانوں کے قبضہ میں اس وقت آیا جب کہ راجہ کی اکثر وبیشتر فوج تباہ و برباد ہو چکی تھی۔

جب غازیان دین بفتح وفیروزی منیر کے قریب پہنچے، وہاں کا راجہ اہل وعیال کو لے کر فرار ہو گیا پھر اس کی خبر معلوم نہ ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کسی غازی کے ہاتھ سے راہ میں مارا گیا، الغرض بفتح وظفر منیر پہنچے، اور علم اسلام نصب کیا، رواق میں جو ایک پتھر کا متکہ ہے اور تکیہ بولا جاتا ہے، امام محمد تاج فقیہ اس پر تکیہ لگا کر بیٹھے اور تلوار دھوئی بڑی درگاہ منیر شریف جہاں حضرت مخدوم شاہ یحییٰ منیریؒ کا مزار ہے کوئی پرستش کی جگہ تھی۔ غازیوں نے بتوں کو توڑا، اور اس کے دروازے پر پتھر کی جو مورتی تھی اسے شکستہ کر کے جہاد کی نشانی چھوڑی۔ **قطعہ تاریخ** ؎

یافت چوں بر راجہ منیر ظفر — داد امام از دیں جہاں را نوی
ہست منقول از بزرگان سلف — سال آں **دین محمد شد قوی**

۵۷۶ھ

فتح کے کچھ دنوں کے بعد حضرت امام محمد تاج فقیہؒ اپنے صاحبزادوں کو مفتوحہ علاقے سپرد کر کے وطن مالوف واپس چلے گئے۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے اسرائیل[1] اسمٰعیل[2] اور دوسری محل سے عبدالعزیز[3]۔ اسرائیل بڑے بیٹا تھے، اس لئے انتظامی امور آپ کے ذمہ رہا۔ اور آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت شاہ یحیٰی منیریؒ کے سپرد انتظام کر دیا۔

حضرتِ مخدوم شاہ یحیٰیؒ کے زمانے میں ایک بادشاہ[4] غازی و مجاہد جہاد کرتا ہوا دیارِ شرق

۱ـ حضرت اسرائیل امام محمد تاج فقیہؒ کے بڑے صاحبزادے تھے، آپ کے دو بیٹے ہوئے یحیٰی اور مظفر۔ حضرتِ مظفر جواں واصل بحق ہوئے اور مخدوم شاہ یحیٰی منیریؒ سے بہار کو شہرت حاصل ہوئی، اس لئے کہ آپ ہی کے منجھلے صاحبزادے حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیریؒ ہیں۔

۲ـ حضرت اسماعیلؒ کی اولاد نے ترہت میں جاکر رشد و ہدایت کا سلسلہ قائم کیا۔ آپ کے پوتا حضرت جمال منیریؒ ہیں جن کے پوتا حضرت شیخ فیض اللہ ابو محمد شیخ قاضن علاء شطاریؒ ہیں۔ جو حضرت عبداللہ شطارؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ھندوستان میں آپ ہی سے سلسلہ شطاریہ کی ترویج و اشاعت ہوئی۔

۳ـ حضرت عبدالعزیز کے صاحبزادے سلیمان لنگر زمینؒ ہوئے۔ جن کی شادی حضرت شہاب الدین پیر جگجوتؒ کی صاحبزادی بی بی ولیہ کمال سے ہوئی جن کے نواسے غریب دھوکڑ پوشؒ ہیں۔ دوسرے صاحبزادے حضرت مخدوم جلال منیریؒ ہیں جن کے صاحبزادے حضرت مخدوم شاہ شعیبؒ ہیں۔ آپ کی تصنیف مناقب الاصفیاء نے اپنی صداقت اور افادیت کے لحاظ سے قبولِ عام حاصل کر لیا ہے۔

۴ـ بادشاہ غازی سے مراد اختیار الدین محمد بن بختیار الدین خلجی ہے۔ وہ سیستان کے مشرقی سرحد گرم سیر سے غزنی پہنچا۔ پھر وہاں سے ہندوستان تلاشِ روزگار میں ۵۹۱ھ میں پہنچا، اور دہلی میں قطب الدین ایبک کے دربار میں فوج کی ملازمت کے لئے پہنچا۔ معمولی چہرہ بشرہ کی وجہ سے فوج کی ملازمت نہ مل سکی۔ وہاں سے بدایوں پہنچا۔ وہاں کے گورنر ملک ہزبر الدین نے اسے جاگیر کے بدلے صرف نقد مشاہرہ پر ملازم رکھ لیا۔ پھر وہاں سے ۱۱۹۷ء میں اودھ پہنچا اور گورنر اودھ ملک حسام الدین نے اس کی

(بقیہ حاشیہ پر ص ــ)

میں پہنچا آپ نے سلطنت اس کی نذر کی، انہوں نے کہا کہ میں جہاد کرتا ہوں، مال غنیمت لیتا ہوں، مسلمانوں کا مال و ملک نہیں لیتا۔ آپ نے فرمایا "بادشاہی اور ملک وراثت نہیں، دادِ الٰہی ہے جس کو چاہے دے۔ مجھ سے یہ بار نہیں اٹھتا۔ عبادت میں حرج ہوتا ہے پھر عدل و انصاف کے لئے وصیت کی اور سلطنت اُن کے گلے منڈھی اور خود سبک دوش ہوئے۔ بادشاہ غازی خرچ خانقاہ وغیرہ کے لئے چند مواضع آپ کے متعلق کر گیا آپ نے بفراغِ خاطر خداوند تعالیٰ کی عبادت اور رضا و محبت میں عمر عزیز بسر کی۔

علامہ سید سلیمان ندوی ندیم بہار نمبر ۱۹۳۳ء میں طبقات ناصری مصنفہ منہاج سراج کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ "بختیار خلجی المتوفی ۶۰۲ھ نے چھٹی صدی ہجری کے آخر میں منیر و بہار پر قبضہ کیا۔ اس وقت اس صوبہ پر بودھ مت کی حکومت تھی اور شہر بہار ان کے علماء و فضلاء کی درس گاہ اور عابدوں کی خانقاہ تھی۔ اس زمانے میں منیر و بہار صوبہ کے مرکزی شہر تھے اور یہی مقام ہیں جن کو اس صوبہ کے روحانی بادشاہ حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری نے اپنے وجود سے شرف بخشا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) صحیح قدردانی کی اور اسے دو پرگنہ جاگیر میں دیئے، مرزاپور کے جنوبی مشرقی کنارے پر ۳۰ میل مرزاپور سے دور ایک موضع بھوئلی ہے وہی بختیار خلجی کے عروج کا گہوارہ ثابت ہوا، بھاگوت بھوئلی اور رگھوا پر گہوال راجپوتوں کا قبضہ تھا، بختیار خلجی نے سارے علاقے پر قبضہ کیا اور کرم ناسا ندی تک دھاوا کرتا ہوا چلا گیا۔ اور منیر صوبہ بہار پر ۵۹۵ھ میں قبضہ کر لیا اور اسے اپنا فوجی اڈہ بنایا۔ خلجی اور ترکی سوار اس کے گرد جمع ہونے لگے، پھر اس نے جنوبی بہار پر پورا قبضہ کر لیا۔ پھر بنگال اور تبت پر چڑھائی کی۔ وہاں ناکامیابی ہوئی اور اس کی فوج کو بہت نقصان پہنچا، وہاں سے شکستہ دل لوٹا اور بیمار ہو گیا، اور ۱۲۰۶ء مطابق ۶۰۳ھ دیوکوٹ میں انتقال کیا (طبقات ناصری اور تاریخ بنگال)، تاریخ فرشتہ جلد دوم ص۲۴۰ میں تحریر ہے کہ اس کا جنازہ بہار لا کر دفن کیا گیا، بہار شریف کے محلہ عماد پور میں ایک مزار ہے، جسے بختیار خلجی کا مزار کہا جاتا ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ حقیقت ہو۔

مستند تاریخوں میں مذکورہ واقعہ فتح منیر کے متعلق خاموشی ہے، البتہ خاندانی نسب ناموں اور قدیم نوشتوں اور سفینوں سے اس پر روشنی پڑتی ہے جو میں نے تحریر کی ہے، البتہ کچھ تذکروں سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام محمد تاج فقیہ کے ساتھیوں کے حملے کا زمانہ محمود غزنوی اور محمد غوری کے درمیان کا زمانہ ہے

بختیار خلجی کے ورود بہار سے قبل منیر مسلمانوں کے زیر اقتدار آچکا تھا۔ اور حضرت امام تاج فقیہؒ کی اولاد نے دینی بادشاہت کے ساتھ ساتھ دنیاوی حکومت بھی عرصہ تک کی۔

اس واقعہ پر مزید روشنی پروفیسر اختر اورنیوی مرحوم شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی نے اپنی تصنیف میں ڈالی ہے کہ "صوبہ بہار میں مسلمانوں کی سیاسی و تہذیبی اثرات کا آغاز باضابطہ طور پر اختیار الدین محمد بن بختیار خلجی کی فتوحات سے ہوا۔ اس کا زمانہ ۵۹۰ھ تا ۶۰۲ھ بمطابق ۱۱۸۹ء تا ۱۲۰۶ء تھا۔ لیکن بعض واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محمد بن بختیار سے پہلے مسلمانوں نے یہاں قدم جمانا شروع کر دیا تھا۔ محمود غزنوی کے بھانجے سالار مسعود غازی کے لشکر کا اطراف بنارس تک آنا ثابت ہوتا ہے۔ جن جن جگہوں میں مسعود غازی کے مجاہدین نے جنگ کی اور مقتول ہوئے، وہ مقامات گنج شہیداں کے نام سے مشہور ہیں۔ اور وہاں غازی میاں کا میلہ لگتا ہے۔ سیوان ضلع سارن، بہار اور منیر شریف ضلع پٹنہ میں بھی ایسی جگہیں ہیں جہاں یہ میلے لگتے ہیں"[1]

ان تمام واقعات سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ صوبہ بہار میں منیر پہلی جگہ ہے جہاں مسلمانوں کا قدم پہلے آیا، اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہوئی۔ اور حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ کے خاندان کے افراد نے اس میں اہم رول ادا کیا، اور اپنی تبلیغی اور روحانی ضیا سے چپہ چپہ کو نور ایمان سے منور کیا، یہاں کے اکثر و بیشتر بزرگ صوبہ بہار اور ملک کے مختلف مقامات میں اشاعت اسلام کے لئے گئے اور وہیں کے ہو رہے، جن کے مزارات آج بھی اپنے فیوض

---

[1] بہار میں اردو زبان و ادب کا ارتقا ص ۱۷۹ مصنف پروفیسر اختر احمد اورنیوی مرحوم۔

کے لئے مشہور ہیں، یہاں کے لوگوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ دوسروں کو بھی یہاں آنے کی دعوت دی اور انہیں اپنا بنالیا۔ ہندوستان اور بیرون ہندوستان کے اکثر شیوخ، صوفی خانوادے اور شہزادے یہاں کی شہرت سنکر آئے، اور اسی کے خاک میں آسودہ ہیں۔ جن کے مزارات آج بھی ان کی نشاندہی کرتے ہیں، اور اس صداقت کی ترجمانی کرتے ہیں۔

نسب نامہ پدری

مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ ہاشمی خاندان کے وہ انمول فرد ہیں جن کا تعلق پدری حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت زبیرؓ سے ملتا ہے۔ مخدوم جہاں کا پدری نسب حضرت ابوالفتح ہدیۃ اللہ بیر سرمست ابن مخدوم فیض اللہ فاضن علاء شطاریؒ اور تحقیقات المعانی ملفوظ حضرت مولانا آموںؒ میں اس طرح تحریر ہے۔

شیخ شرف الدینؒ ابن مخدوم شاہ یحییٰ منیریؒ ابن مخدوم شاہ اسرائیل ابن امام محمد تاج فقیہؒ ابن مولانا ابوبکرؒ ابن ابوالفتحؒ ابن ابوالقاسم ابن ابوصائم ابن ابودہر ابن ابواللیث ابن ابوشہمہ ابن ابودین ابن ابومسعود ابن ابوذر ابن زبیرؓ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدالمناف۔

ذریعہ دولت صـ۲ میں تحریر ہے کہ "واضح ہو کہ کسی کاتب نے کہیں غلطی سے

لے الدرالمنثور صـ۵ میں تحریر ہے کہ بعض نسخوں میں زبیر ابن عبدالمطلب کی جگہ پر ابودردار بن عبدالمطلب بن ہاشم لکھا ہے اور بعض میں ابودردار معروف بہ ابوصعب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہے۔ لیکن اکثر نسخوں میں زبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم لکھا ہے اور یہی صحیح ہے، کیونکہ معتبر کتابیں مثل کتاب المعارف مصنفہ امام ابن قتیبہ استاد امام ترمذی صاحب وجامع کتاب الانساب سمعانی وجمرۃ الانساب امام ابن حزم ظاہری وکتاب الانساب مصنفہ امام ذہبی، والانساب سیوطی، واسد الغابہ، یہ سب متفق ہیں کہ عبدالمطلب کی اولاد میں زبیر ایک شخص تھے، اور ابودردار نام کا کوئی نہ تھا۔

(ذریعہ دولت حاشیہ صـ۲)

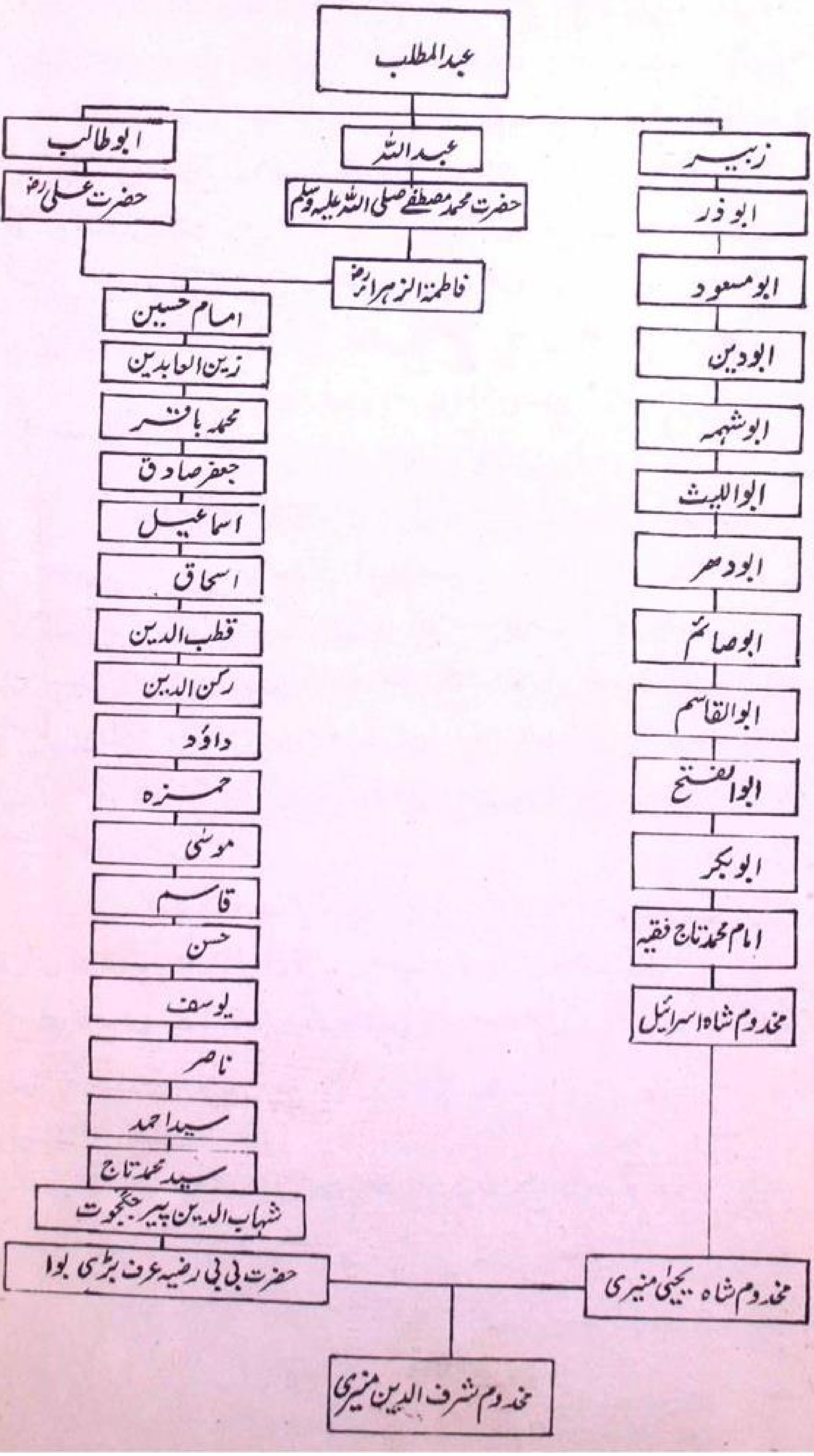
ابوذرؓ کو ابودردا لکھدیا تھا اور لوگوں میں اختلاف پڑگیا ہے، تحقیق یہ ہے کہ ابوذر زبیر بن عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔ اور زبیر کی کنیت ابوصعب ہے اور ابودردا انصاری ہیں۔ ھاشمی و مطلبی نہیں۔ جن کو شک ہے جامع التواریخ وغیرہ میں دیکھ لیں۔ اور فقیر نے حضرت شیخ ابوالفتح ہدیۃ اللہ پیر سرمست ابن مخدوم شاہ فاضن شطاریؒ رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا بدست خاص دیکھا ہے، اور وہ نوشتہ منیر میں ہنوز موجود ہے اس میں ابوذر بن زبیر لکھا ہے، اور یہ نسب نامہ مخدوم جو میں نے لکھا ہے یہ اس کی نقل ہے، اور ابوالفتح ہدیۃ اللہ بھی تاج فقیہی ہیں۔

نسب نامہ مادری

مخدوم جہاں کا نسب مادری حضرت امام حسینؓ شہید دشت کربلا تک اس طرح پہنچتا ہے۔

مخدوم شیخ شرف الدینؒ ابن بی بی رضیہؒ بنت سید شہاب الدین پیر جگجوتؒ بن سلطان سید محمد تاج بن سلطان سید احمد بن سلطان سید ناصر بن سلطان سید یوسف بن سید حسن بن سید قاسم بن سید موسیٰ بن سید حمزہ بن سید داؤد بن سید رکن الدین بن سید قطب الدین بن سید اسحاق بن سید اسمٰعیل بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید شباب اہل الجنۃ حضرت امام حسین بن حضرت فاطمۃ الزھراء رضؓ بنت رسول اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مذکورہ بالا نسب نامہ سے پتہ چلتا ہے کہ مخدوم جہاں وہ انمول موتی ہیں جن کا ددیہالی اور ننہالی خاندان حسب و نسب میں امتیازی فضیلت و عظمت کا حامل ہے۔ اور جن کے خاندان سے اسلام کی زبردست نشو و نما ہوئی


عبدالمطلب
ابوطالب
عبداللہ
زبیر
حضرت علیؓ
حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم
فاطمۃ الزہرا رضؓ
ابوذر
ابومسعود
ابودین
ابوشہم
ابوالیث
ابوصر
ابوصائم
ابوالقاسم
ابوالفتح
ابوبکر
امام محمد تاج فقیہ
مخدوم شاہ اسرائیل
امام حسین
زین العابدین
محمد باقر
جعفر صادق
اسماعیل
اسحاق
قطب الدین
رکن الدین
داؤد
حمزہ
موسیٰ
قاسم
حسن
یوسف
ناصر
سید احمد
سید محمد تاج
شہاب الدین پیر جگجوت
حضرت بی بی رضیہ عرف بڑی بوا
مخدوم شاہ یحییٰ منیری
مخدوم شرف الدین منیری

ولادت باسعادت

مخدوم جہاں شعبان کی ۲۶ یا ۲۹ تاریخ کو ۶۶۱ھ میں بمقام منیر شریف پیدا ہوئے۔ حضرت مخدوم کی پیدائش کے وقت ناصر الدین محمود سلطان التمش جیسا دیندار حکمراں سربرآرائے ہندوستان تھا۔ الحاکم بامراللہ بغداد کے تخت خلافت پر تھا۔ "شرف آگیں" سے تاریخ ولادت نکلتی ہے۔ حضرت صوفی منیریؒ نے "وسیلۂ شرف"[۱] میں ایک قطعہ تاریخ لکھی ہے، جس میں ولادت، وفات اور مدت عمر کو جمع کیا ہے۔ اور اس میں صنعت پیدا کی ہے، کلیات[۲] صوفی منیریؒ ص ۱۶۶ میں یہ تحریر ہے: "تاریخ ولادت و رحلت حضرت حضرت مخدوم شرف الدین رضی اللہ عنہ کہ مادہ ہائے قدیم را بنظم آوردہ ام"۔ کلیات صوفی منیریؒ میں ہی یہ قطعہ تاریخ قلم بند ہے۔

شرف آگیں ولادت آں شاہ ۶۶۱ — پر شرف سال رحلت آں ماہ ۷۸۲
عمر مخدوم زندہ دائم ۱۲۱ — رضی اللہ عنہ طاب ثراہ

اس قطعہ تاریخ سے صوفی منیریؒ کی قادرالکلامی کا پتہ چلتا ہے۔ اسلئے کہ پہلے مصرعہ میں "شرف آگیں" سے ولادت باسعادت کا سنہ نکلتا ہے اور دوسرے مصرعہ میں "پر شرف" سے سال رحلت نکالی ہے، اور تیسرے مصرعہ میں "زندہ دائم" سے حضرت مخدوم جہاں کی مدت عمر ۱۲۱ سال نکالی اور چوتھا مصرعہ دعائیہ ہے۔

پرورش و پرداخت

مخدوم جہاں کی پرورش و پرداخت میں آپ کی والدہ حضرت بی بی رضیہ عرف بڑی بوا نے بڑی احتیاط سے کام لیا۔ اس لئے کہ آپ نے اپنے لڑکے کو کبھی بھی بغیر وضو دودھ نہیں پلایا اور تفاول نیک سے کام لیا۔ مناقب الاصفیا[۳] ص ۱۳۰ میں ہے کہ "مادر شیخ شرف الدین منیری ایشاں را در آواں بچگی ہیچ وقت بے وضو شیر نہ دادہ است" یعنی شیخ شرف الدین کی

۱؎ "وسیلۂ شرف" مرتبہ طیب ابدالی ص ۶۴۔
۲؎ کلیات حضرت صوفی منیری مخطوطہ ص ۱۶۶۔
۳؎ مناقب الاصفیا ص ۱۳۰ مصنفہ حضرت مخدوم شاہ شعیبؒ۔

والدہ نے ان کو شیر خوارگی کے زمانے میں کسی وقت بے وضو دودھ نہ پلایا۔ تذکروں میں یہ مذکور ہے کہ آپ کی ماں آپ کو ایک دن گہوارہ میں اکیلے مکان میں چھوڑ کر دوسرے مکان میں گئیں، تھوڑی دیر کے بعد آئیں تو دیکھا کہ گہوارہ کے پاس ایک مرد بیٹھا ہے اور مکھیوں کو ہنکاتا ہے۔ اور گہوارہ ہلاتا ہے۔ آپ ڈریں تو وہ مرد غائب ہو گیا۔ جب خوف سے سکون ہوا تو اپنی حالت پر آئیں اور یہ کیفیت اپنے والد (شہاب الدین) سے کہا۔ ان کے والد نے فرمایا ڈرو نہیں وہ مرد خواجہ خضر تھے،

لے قاضی شہاب الدین پیر جگجوت قدس سرہ صوبہ بہار کے متقدم بزرگ ہیں آپ کی ذات بابرکات سے صوبہ بہار میں رشد و ہدایت اور علوم تصوف کی ترویج و اشاعت ہوئی سلسلہ سہروردیہ کی اشاعت شروع میں آپ ہی کے ذریعہ ہوئی آپ کی اولاد اور آپ کا خاندان علم و عرفان کی حیثیت سے بہت ممتاز ہے، آپ کی اولاد دنیائے تصوف میں غیر معمولی شہرت کی مالک ہیں، آپ کی ولادت باسعادت ۵۷۵ھ میں کاشغر میں ہوئی اور نسبی سلسلہ سیدنا امام حسینؓ سے ملتا ہے، کہا جاتا ہے کہ آپ کو شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ سے ارادت و خلافت تھی، اسی سبب سے سلسلہ سہروردیہ کی اشاعت صوبہ بہار میں سب سے پہلے آپ ہی کے ذریعہ ہوئی، آپ کی چار بیٹیاں تھیں جو خود ولیہ کاملہ تھیں ۱۔ بڑی بیٹی حضرت رضیہ کی شادی امام محمد تاج فقیہ کے پوتے یحییٰ منیری سے ہوئی، جن سے چار بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئیں ۲۔ منجھلی بیٹی حضرت بی بی حبیبہ کی شادی مخدوم سید موسیٰ ہمدانیؒ سے ہوئی، جن سے حضرت مخدوم احمد چرم پوشؒ (محلہ انبیر بہار شریف) مشہور ہوئے ۳۔ سنجھلی بیٹی حضرت بی بی ہدیہ عرف بی بی کمالؒ کی شادی حضرت امام تاج فقیہؒ کے دوسرے پوتے سلیمان لنگر زمین بن عبدالعزیز سے ہوئی، جن سے ایک بیٹا مخدوم عطاء اللہ اور ایک بیٹی بی بی کمال ہم نام والدہ ہوئیں، آپ ہی کے صاحبزادے غریب اللہ حسین دھکڑ پوش جلیل القدر سہروردی بزرگ ہیں، حضرت سلیمان لنگر زمین اور بی بی کمال کا مزار کاکو ضلع گیا میں مرجع خلائق ہے۔
۴۔ چھوٹی بیٹی حضرت بی بی جمال کی شادی حضرت مخدوم آدم صوفی چشتی (جو بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے مرید و خلیفہ ہیں جیسا کہ گنج ارشدی ملفوظ غلام ارشد جونپوری میں ہے)

صلوٰۃ اللہ علیہ، اور وہی گہوارہ ہلاتے تھے، اور لڑکے کی حفاظت کرتے تھے تمہارا بیٹا بزرگ ہوگا۔ اور خواجہ ہم پر خفا تھے کہ تمہاری بیٹی بچہ کو خالی گھر میں اکیلا چھوڑ کر گئیں، لڑکے کو اکیلے چھوڑ کر نہ جایا کرے، کیونکہ نظر آسیب کا ڈر ہے۔

(بقیہ حاشیہ ص۔ کا) کے صاحبزادے شیخ حمیدالدین کی درگاہ جیوٹھلی پٹنہ سے ہوئی۔ جن سے مخدوم تیم اللہ سفید باز رہ ہوئے، جن کا مزار ہیجو بن متصل بڑی درگاہ شریف بہار میں ہے۔ صوبہ بہار کا قدیم صوفی خانوادہ حضرت پیر جگجوت ہی کے نسل سے ہے۔ حضرت پیر جگجوت زیادہ تر عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے کثرت سے طے کے روزے رکھتے، آپ اخلاق و محبت کو بہت بڑی عبادت سمجھتے تھے، آپ نے موضع عالم پور جیوٹھلی (جو کہ پٹنہ سے ۸ میل کی دوری پر واقع ہے) میں سکونت اختیار کر کے رشد و ہدایت کی ترویج و اشاعت کی اور سلسلہ سہروردیہ کی اشاعت اپنا مقصد بنایا آپ نے اپنی سب لڑکیوں کی شادی اولیا اللہ سے کی، تاکہ دولت شریعت و طریقت سے یہ گھرانے مالا مال رہیں، صوبہ بہار کا قدیم صوفی خانوادہ آپ کا اور آپ کے نواسوں کا گھر تسلیم کیا جاتا ہے، آپ کا آستانہ بلا فرق مذہب و ملت سب کے لئے کھلا ہوا ہے۔ کوئی بھی طالب بے فیض آپ کے یہاں سے نہیں پھرا، آپ لوگوں کو عاجزی و انکساری کی تعلیم دیتے تھے، آپ کی تعلیم تھی کہ پابندی شریعت ضروری ہے، اس کے بعد ہی طریقت کا درجہ آتا ہے، جو شخص شریعت پر گامزن رہے گا وہی طریقت کی منزل پر پہونچے گا، اور وہی سلوک کی راہ آسانی سے طے کر سکتا ہے۔

آپ ۱۲ ذی قعدہ ۶۶۲ھ کی صبح اپنے مالک حقیقی سے جا ملے اور موضع عالم پور جیوٹھلی میں مدفون ہوئے، آپ کا مزار خام دریائے گنگ کے کنارے واقع ہے، مگر دریائے گنگ کے جوش سیلاب سے محفوظ رہتا ہے،

آپ کا مزار کچی درگاہ کے نام سے مشہور ہے، اور زیارت گاہ خاص و عام ہے، (مزید تفصیلی حالات دیکھنا چاہیں تو میرا مضمون مطبوعہ رسالہ تاج کراچی مؤرخہ ستمبر ۱۹۶۶ء دیکھئے۔

تعلیم وتربیت حضرت مخدوم کی ابتدائی تعلیم وتربیت گھر ہی پر ہوئی، اور دستور کے مطابق کتابیں پڑھیں، اس عہد میں غیاث الدین بلبن ۶۶۴ھ؁ ۱۲۶۸ء لغایت ۶۸۶ھ؁ ۱۲۸۱ء کی حکومت تھی، اس کے دورِ حکومت میں ایک محقق اکمل اور یکتائے روزگار (صرف ہندوستان ہی کے نہیں بلکہ عرب وعجم کے) حضرت علامہ شرف الدین[1] ابو توامہ رضؓ دہلی میں درس وتدریس اور تربیت باطنی میں

---

[1] حضرت مولانا شرف الدین ابو توامہ اپنے عہد کے ممتاز عالم اور اجل صوفی تھے، آپ شمس الدین التمش کے عہد حکومت ہی سے علم وتدریس کے نظام شمسی کے ایک روشن ستارہ تھے، غیاث الدین بلبن ۶۶۴ھ؁ لغایت ۶۸۶ھ؁ کے عہد میں دہلی میں آپ کو عوام میں مقبولیت حاصل تھی اور عقیدتمندوں کا سیلاب امنڈ آیا تھا جس سے بادشاہِ وقت غیاث الدین بلبن کو خطرہ لاحق ہوا کہ اس مقبولیت کے سبب بادشاہ کی اہمیت نہ رہے گی، چنانچہ اسی ڈر سے اس نے آپ کو سنار گاؤں جانے کا حکم صادر کیا، آپ نے سنار گاؤں جاتے ہوئے منیر شریف میں چند روز قیام فرمایا غالباً ۶۶۴ھ؁ لغایت ۶۷۳ھ؁ کا یہ واقعہ ہے۔ حضرت مخدوم جہاں والدین کی اجازت لے کر طلب علم میں آپ کے ساتھ ہو گئے اور سنار گاؤں میں ۶۹۰ھ؁ تک آپ علمِ شریعت وطریقت حاصل کرتے رہے، حضرت علامہ ابو توامہ نے آپ کو اپنی دامادی کا شرف بھی بخشا، جیساکہ پرانے کرسی نامے میں اور حضرت صوفی منیریؒ کے نانا شاہ لطف علی منیریؒ کے فاتحہ کی کتاب میں یہ اشعار منظوم ہیں ؎

شیخ شرف الدین شرف الملک شرف العالمین — اولیائے کامل ومحبوب ختم المرسلین!
شیخ یحییٰ والداو شہ ذکی الدین پسر — جداو تاج الفقیہ قاتل کفارِ دیں
مادرش بوابڑی بادام نامی زوجہ اش — شرف توامہ بود استاد وخسرش بالیقیں!
شہ نجیب الدین فردوسی است پیر بیعتش — شد مظفر نائبِ فرماں برو گدی نشیں!
فاطمہ وزہرہ دال بنتانِ مخدوم جہاں — شیخ اشرف میر قمرالدین ختنانِ متیں!

بعد ازاں حضرت چولھائی خادم مقبول خاص
فاتحہ اخلاص کرسی آنکہ باشد خوش تریں

(بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

مشغول تھے، ان کے تبحر علمی اور کمالات کی اتنی شہرت ہوئی کہ ارادتمندوں کا ایک سیلاب امنڈ آیا، ان کی مقبولیت سے شاہ دہلی کو اندیشہ ہوا کہ شاید سلطنت پر قابض ہو جائیں، سیاسی مصالح کی بنا پر سنار گاؤں چلے جانے کا حکم صادر کیا۔ مولانا موصوف نے بھی فراست سے سمجھا کہ اطاعت اولوالامر واجب ہے اور آپ نے سنار گاؤں کا سفر اختیار کیا حضرت مولانا ابو توامہ دہلی سے سنار گاؤں جاتے ہوئے ۶۶۸ھ میں حضرت مخدوم شاہ یحییٰ منیری کی ملاقات کو منیر شریف میں چند روز قیام پذیر ہوئے شیخ شرف الدین منیری نے جب مولانا ابو توامہ سے ملاقات کی تو مولانا موصوف کے وفور علم اور دانشمندی کے دیکھنے سے فریفتہ ہو گئے، جی میں کہا کہ علوم دین کی تحقیق

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آپ کے متعلق خوان پر نعمت کی مجلس ششم میں مخدوم جہاں اس طرح عقیدت کا اظہار کرتے ہیں "مولانا شرف الدین ابو توامہ ایسے عالم تھے کہ تمام ہندوستان میں آپ کا حوالہ دیا جاتا اور علم میں آپ کا کوئی ہمسر نہ تھا" ایک جگہ اور اسی طرح فرماتے ہیں "مولانا شرف الدین ابو توامہ ہندوستان کے علماء میں اس قدر مشہور تھے کہ ان کے علم میں کسی کو شبہ نہ تھا، آپ ریشمی سربند اور ازار بند استعمال کرتے تھے، آپ نے ایسی چیزیں لکھی ہیں کہ دوسرے علماء کو اس کی تقلید کرنی چاہئے، اگر سبق پڑھانے میں مشکل پیش آتی تو غور کرتے اور غور کرتے وقت سربند کاندھے پر لٹکاتے اور اس کو ہاتھ میں لیکر مشغول رہتے، یہاں تک کہ مشکل حل ہو جاتی، اس کے بعد سربند کو چھوڑ کر مشکل کو بیان فرماتے" آپ علم شریعت و طریقت کے علاوہ علم کیمیا، ہمیا اور سیمیا پر بھی قدرت رکھتے تھے آپ شاعر بھی تھے اور آپ ہی کی مشہور فقہی مثنوی بنام حق مشہور ہے، جس کا یہ شعر آج بھی زبان زد خاص و عام ہے ؎

روز اول کہ جاں گداز بود　　　اولیں پرسش نماز بود

سنار گاؤں کے سفر میں آپ کے ساتھ آپکے بھائی حافظ رکن الدین بھی تھے آپ نے ایک مدرسہ کی بنیاد بھی ڈالی، جس میں درس و تدریس کا سلسلہ ایک زمانے تک قائم رہا، آپ کا وصال ۷۰۰ھ میں ہوا، سنار گاؤں میں بمقام مورن پاڑہ ایک کھلے چبوترے پر آپ کا مزار مبارک ہے جس سے فیوض و برکت آج بھی جاری ہے (حاشیہ وسیلہ شرف صفحہ ۱۴)

ایسے ہی محقق کی خدمت و صحبت کے بغیر حاصل نہ ہوگی، اور ارادہ کیا کہ مولانا کی صحبت میں سنار گاؤں چلیں اور خود مولانا شرف الدین توامہ بھی شیخ شرف الدین منیری کی قابلیت اور روش اور صلاح و تقویٰ کے دیکھنے سے خوش ہوئے اور دل میں کہا کہ علوم دین کی تعلیم میں ایسے شخص کے حق میں کوشش کرنی چاہیئے، شیخ شرف الدین منیری رح والدین کی رضامندی سے مولانا شرف الدین توامہ کے ساتھ سنار گاؤں[1] روانہ ہو گئے۔

---

[1] سنار گاؤں جسے کبھی سبرناگرام کہا جاتا تھا اس وقت قصبہ نرائن گنج ضلع ڈھاکہ کا ایک گمنام گاؤں ہے، مغلوں کے عہد سے پہلے یہی گاؤں بنگال کے مسلمان بادشاہوں کا مستقر اور حکمرانوں کا پایۂ تخت تھا، تیرھویں نیز چودھویں صدی عیسوی تک صرف یہی نہیں کہ اس کا شمار بنگال کے بڑے شہروں میں ہوتا تھا، بلکہ جاوا، سماترا کے بحری راستے پر ایک بڑا پورٹ اور کلکتہ کے بجائے ہندوستان کا ایک بڑا بندرگاہ سمجھا جاتا تھا، یہاں سے بادبانی جہاز جزائر ہند، مصر و عراق سے آمد و رفت رکھتے تھے، فاتح بنگال بختیار خلجی المتوفی ۱۲۰۶ء مطابق ۶۰۲ھ کے ایک جانشین سلطان غیاث انور نے مشرقی بنگال کے ساتھ اس شہر کو ۶۱۰ھ میں فتح کیا اور مغربی بنگال کے ساتھ ملا لیا، مسلمانوں کے عہد میں سنار گاؤں کی شہرت و عظمت کو چار چاند لگ گئے، یہاں کے خاصے نیتوں یا ململ قسم کے کپڑے اپنی باریکی اور نفاست میں دنیا بھر میں لاجواب شمار ہوتے تھے، خطاطی، زرگری، مسکوکات اور دوسرے فنون لطیفہ کے ساتھ بحری تجارتی تعلقات کے لیئے بھی سنار گاؤں مشہور تھا۔

سرزمین بنگال کا صدر مقام ہونے کی وجہ سے سیاحوں کے علاوہ علماء و فضلاء نیز مشائخ و اولیا جوق در جوق سنار گاؤں کی طرف کھنچے چلے آتے تھے، حضرت شیخ ابو توامہ رح سنار گاؤں میں ۶۶۸ھ میں پہونچے، ایک مدرسہ اور خانقاہ کی بنیاد ڈالی، جہاں طلبا اور مریدین کی تربیت میں تقریباً ۷۰۰ھ تک تا دم حیات مشغول رہے، حاکم بنگالہ سکندر شاہ نے بھی حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی المتوفی ۸۰۰ھ کو سنار گاؤں میں جلاوطن کیا تھا سنار گاؤں میں ان ہی جیسے بزرگوں کی مساعی جمیلہ سے لوگ گروہ در گروہ حلقۂ اسلام میں داخل ہونے لگے، ڈاکٹر J. wise کے بیان کے مطابق چودھویں صدی مسیحی میں سنار گاؤں ذی علم اور مقتدر

(بقیہ حاشیہ بر صفحۂ آئندہ)

حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ نے علومِ دین کے حاصل کرنے میں نہایت درجہ کوشش کی، رات دن حصولِ علم میں مشغول رہتے تھے، اور اس مشغولیت کے ساتھ ساتھ ریاضت و مجاہدہ بھی کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ طے کے روزے بھی رکھتے تھے۔ نہایت مشغولیت کی وجہ کر مولانا شرف الدین ابو توامہ کی کندوری میں حاضر نہ ہو سکتے تھے، اور فرماتے تھے کہ دستر خوان پر حاضر ہونے سے بہت وقت ضائع ہوتا ہے، جب مولانا شرف الدین ابو توامہ نے کیفیت حال و ریاضت دریافت کی تو آپ کے واسطے کھانا علیحدہ مقرر کیا، ایک مدت تک مولانا مذکور کی خدمت وصحبت میں رہے، یہاں تک کہ علومِ دین کی تحقیق ہوئی، استاد اور علوم سکھانے لگے تو آپ نے کہا کہ مجھ کو یہی علومِ دین کافی ہیں۔

"مونس القلوب" میں یہی واقعہ کچھ تفصیل سے ہے کہ مخدوم علامہ شرف الدین ابو توامہ کے ساتھ گئے اور تمام علوم دین حاصل کئے۔ مولانا نے فرمایا میرے پاس کتنے ہی علوم نادر اور بھی ہیں وہ بھی حاصل کر لو، جیسا کہ علم کیمیا، سیمیا، ہیمیا اور علم تسخیر وغیرہ"۔ آپ نے فرمایا کہ" میں نے علم فقہ اور اصول وغیرہ جو حاصل کیا اُسکے سبب سے خود کو ملامت کر رہا ہوں کہ کیوں اتنا وقت اس میں صرف کیا، اور اپنے پروردگار کی عبادت نہ کی۔ اب مجھ کو اور علوم کی حاجت نہیں"۔ جب مولانا نے مخدوم کی یہ باتیں سنیں اور یہ ہمت دیکھی تو سات بار آپ کے گرد پھرے اور پھر بولے: "ایسی ہمت کے قربان"۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ہستیوں کے لئے بڑی شہرت رکھتا تھا، سنارگاؤں کی علمی اور ثقافتی عظمت اس وقت ختم ہوئی جبکہ ۱۶۱۱ء میں اس کے آخری خود مختار تاجدار موسیٰ خاں کو مغل شاہنشاہ جہانگیر کے حاکم بنگالہ اسلام خاں کے آگے شکست ہوئی، مغلوں کے تاخت و تاراج کے بعد قوم مگھ نے اس کی رہی سہی عظمت کو خاک میں ملا دیا، سنارگاؤں کے جنگل اور کھنڈر آج بھی اس بات کے شاہد ہیں کہ یہاں صوفیوں اور درویشوں کا مرکز تھا، اور اس کے اطراف میں کثیر تعداد میں ویران مسجدوں کے نشانات پائے جاتے ہیں، یہ دریائے برہمپتر سے دو کوس کی دوری پر ہے۔ (حاشیہ وسیلۂ شرف صـ۱۶)

حضرت مخدوم جہاںؒ نے اپنے استاد حضرت شرف الدین ابو توامہ کے متعلق "خوانِ پر نعمت"[1] کی مجلس ششم صـ۱۰۵ میں بیان کیا ہے کہ "مولانا اشرف الدین توامہ ایں چنیں دانشمندے کہ در تمامت ہندوستان مشارٌ الیہ بود نہ و ہیچ کس را در علم شبہے نبود ایشاں جعد افریشمی می کردند و ازار بند آفریشمی می بستند ایشاں اینچنیں چیزہا نوشتند بعد ازاں ہم دیگرے را ہم شاید کہ بنوید تا در حلت سبق گفتی اگر جائے سخن مشکل شدے در تامل می شدند، در حالت تامل جعد را برکتف می آوردند و بر دست می گرفتند و بر آں مشغول می شدند تا آں سخن با تامل حل می شدے، بعدہٗ می گذاشتند، و آں مشکل را بیان می کردند"،

یعنی مولانا اشرف الدین توامہ ہندوستان کے علمار میں اس قدر مشہور تھے کہ ان کے علوم میں کوئی شبہ نہ تھا، آپ ریشمی سربند اور ازار بند استعمال کرتے تھے آپ نے ایسی چیزیں لکھی ہیں کہ دوسرے علمار کو بھی تقلید کرنی چاہئے، اگر سبق پڑھانے میں کوئی مشکل پیش آتی تو غور کرتے اور غور کرتے وقت سربند کاندھے پر لٹکاتے اور اس کو ہاتھ میں لے کر مشغول رہتے یہاں تک کہ مشکل حل ہو جاتی اس کے بعد سربند کو چھوڑ کر مشکل کو بیان فرماتے۔

مخدوم جہاںؒ تعلیم میں کچھ اس طرح مشغول تھے کہ گھر سے جتنے بھی خطوط آتے تھے اسے پڑھتے نہ تھے بلکہ ایک پتھر کے نیچے دبا کر رکھ دیتے تھے، جب آپ علم سے فارغ ہو چکے تو ان خطوط کو دیکھنا شروع کیا، پہلا خط جو آپ نے پڑھا اس میں آپ کے والد حضرت مخدوم[2] یحییٰ منیریؒ کے وصال کی خبر تھی، مخدوم یحییٰ منیری سنہ ۶۹۰ھ

---

[1] "خوانِ پر نعمت" ملفوظ حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ۔

[2] حضرت مخدوم شیخ یحییٰ منیری حضرت امام محمد تاج فقیہ (فاتح منیر) کے بڑے صاحبزادے حضرت مخدوم اسرائیل کے بیٹے اور مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ کے والد ہیں، آپ سنہ ۵۷۶ھ میں اپنے دادا حضرت امام محمد تاج فقیہ کے ہمراہ مجاہدین اسلام کے جلو میں منیر شریف تشریف لائے، گویا آپ کی آنکھ اشاعتِ اسلام اور جہاد کرنے والوں کی گود میں کھلی اور پرورش و پرداخت میدان جہاد اور تلواروں کے سایوں میں ہوئی اور پھر رشد و ہدایت کا سلسلہ (بقیہ بر صـ ۲۸)

میں واصل بحق ہوئے۔ "وسیلۂ شرف" مصنفہ صوفی منیری کے صـ میں قطعہ تاریخ وصال
یہ ہے۔ قطعہ تاریخ ؎

شد دو تاریخش زالقاب شریفش خود عیاں ٭ کاں یکے مخدوم و دیگر تاریک دیہیم گفت

مخدوم و تاریک دیہیم دونوں ہی سے ۶۹۰ھ نکلتا ہے۔ ۶۹۰ھ ۶۹۰ھ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) بھی آپ ہی کے وقت میں جاری ہوا۔ آپ کی شادی عظیم آباد کے قدیم بزرگ حضرت شہاب الدین پیر جگجوت کی بڑی صاحبزادی رضیہ عرف بڑی بوا سے ہوئی، جن کے بطن سے چار بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی، جن کی تفصیل یہ ہے۔ بڑے صاحبزادے حضرت مخدوم جلیل الدین احمد مرید حضرت نجیب الدین فردوسیؒ اور خلیفہ والدؒ، ۲۔ منجھلے صاحبزادے حضرت مخدوم شرف الدین احمد مرید و خلیفہ حضرت نجیب الدین فردوسیؒ ۳۔ سنجھلے صاحبزادے حضرت مخدوم خلیل الدین احمد مرید حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ ۴۔ چھوٹے صاحبزادے حضرت مخدوم حبیب الدین احمد مرید حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ ۵۔ صاحبزادی بی بی ماہ خاتون تھیں جن کی شادی میر شمس الدین مازندرانی سے ہوئی، آپ کو حضرت تقی الدین مہسویؒ سے بے پناہ ارادت تھی۔ اخبار الاصفیاء در احوال الاولیاء مصنفہ عبدالصمد بن افضل محمد بن یوسف الانصاری سن کتابت ۱۰۱۸ھ قلمی فارسی خدابخش اورینٹل لائبریری پٹنہ کے صـ ۳۴ میں تحریر ہے کہ "شیخ یحییٰ بن اسرائیل منیریؒ نوراللہ مرقدہٗ جدش از قدس خلیل بمنیر آمدہ علم اسلام زد و بوطن مراجعت نمود، سراج المجد از آثار او ست و شیخ از متقدمین و اکابر وقت بود۔ ارشاد از شیخ شہاب الدین سہروردی دارد و ہم از شیخ نجم الدین فردوسیؒ" تذکرۃ الکرام اور مراۃ الکونین میں بھی آپ کو حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کا مرید و خلیفہ تسلیم کیا گیا ہے، آپ اور آپ کی اولاد سے ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں رشد و ہدایت کی اشاعت ہوئی، آپ کا وصال بروز پنجشنبہ ۱۱ شعبان المعظم ۶۹۰ھ بمقام منیر شریف ضلع پٹنہ ہوا، اور بڑی درگاہ میں مدفون ہوئے جو مرجع خلائق ہے، یہاں تک کہ شاہنشاہ بابر بھی حاضری دے چکا ہے۔ جیسا کہ بابر نامہ میں مذکور ہے۔

(حاشیہ وسیلۂ شرف صـ ۱۱ تا ۱۲)

شادی واولاد مخدوم جہاں کے شادی کے متعلق تذکرہ اور سلسلۂ انساب میں مختلف باتیں ہیں، مناقب الاصفیا، کے قلمی نسخوں میں جو صوبہ بہار کے مختلف خانوادوں اور خانقاہوں میں ہنوز محفوظ ہیں، یکساں طور پر یہ تحریر ہی۔

"آنچہ در زمانے در سنار گاؤں در علم مشغول بود۔ مرضے لاحق شد، اطبار آں مقام گفتند کہ دوائے ایں مرض جماع است۔ برائے دفع مرض کنیز کے داشت، آزاں کنیزک یک پسر شد۔ پسر را تسلیم مادر کرد و گفت ایں را بجائے من دانید و مرا بگذارید، ہر جاکہ خواہم بردم پندارید کہ شرف الدین مرد"۔

یعنی جس زمانے میں سنار گاؤں میں علم میں مشغول تھے۔ ایک بیماری لاحق ہوئی تھی۔ وہاں کے طبیبوں نے کہا کہ اس مرض کی دوا جماع ہے۔ دفع مرض کے لئے ایک جاریہ رکھی، اس جاریہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اس بیٹے کو ماں کے سپرد کیا اور کہا کہ اس کو میری جگہ پر سمجھئے، اور مجھ کو چھوڑ دیجئے، جہاں چاہوں جاؤں سمجھئے کہ شرف الدین مر گیا"۔

مناقب الاصفیار کے اس نسخہ میں جو ۱۳۱۲ھ مطبع نور الانوار کلکتہ سے طبع ہوا، نیز جس کے ناشر اقبال علی صاحب ہیں "کنیز کے داشت" کے بجائے "نکاح کرد" ہے، اس سلسلہ کی دوسری روایت "انوار ولایت"، مصنفہ سید شاہ عبدالقادر اسلام پوری، اور "آثار منیر"، مصنفہ مراد اللہ منیری میں بیان کی گئی ہے، جس کے مطابق حضرت مخدوم جہاں کی شادی علامہ شرف الدین ابو توامہ کی صاحبزادی بہو بادام سے ہوئی، جن کے بطن سے دو صاحبزادیاں بی بی فاطمہ اور بی بی زہرہ ہوئیں۔ بی بی فاطمہ کی شادی مخدوم جہاں کے بڑے بھائی مخدوم جلیلؒ کے صاحبزادے مخدوم اشرفؒ سے ہوئی تھی، جن سے صاحبانِ منیر ہیں، اور بی بی زہرہ کی شادی مخدوم جہاں کے خواہر زادے مبر قمر الدین بن شمس الدین

---

۱ "مناقب الاصفیاء" قلمی مکتوبہ ۱۱۴۳ھ

۲ "وسیلۂ شرف" ص ۱۷

۳ انوار ولایت ص ۱۳۶

مازندرانی سے ہوئی تھی ۔

اس موضوع پر ان اشعار سے بھی قدرے روشنی پڑتی ہے جو حضرت شاہ لطف علی[1] منیری کرسیؒ کے فاتحہ کی کتاب میں درج ہے ۔ ؎

شیخ شرف الدین شرف الملک شرف العالمیں ۔۔۔ اولیائے کامل و محبوب ختم المرسلیں
شیخ یحیٰی والد او شہ زکی الدین پسر ۔۔۔ جد او تاج الفقیہ قاتل کفار دیں
مادرش بُوا بڈی بادام نامی زوجہ اش ۔۔۔ شرف توّامہ بود استاد و خسرش بالیقیں
شہ نجیب الدین فردوسی است پیر بیعتش ۔۔۔ شد مظفر نایب و فرماں بر و گدی نشیں
بعد ازاں حضرت چولھائی خادم مقبول خاص
فاتحہ اخلاص کرسی آنکہ باشد خوشتریں

ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ مخدوم جہاں کی زوجہ محترمہ کا اسم گرامی بادام تھا اور وہ علامہ شرف الدین توامہ کی صاحبزادی تھیں، نیز مخدوم کے صاحبزادے کا نام زکی الدین تھا اور فاطمہ و زہرہ بیٹیوں کے نام تھے ۔ اس بات کی توثیق منیر کے قدیمی کرسی نامے سے بھی ہوتی ہے ۔

علاوہ ازیں "گل فردوس" مصنفہ حضرت شاہ امین احمد[2] رحؒ سے بھی مخدوم جہاں کی زوجہ محترمہ حضرت بہو بادام اور صاحبزادے مخدوم زکی الدین کا پتہ چلتا ہے ۔

مندرجہ بالا ذرائع کے علاوہ اور کوئی دوسرا ذریعہ ایسا موجود نہیں تھے[3] جسے

---

[1] حضرت شاہ لطف علی منیریؒ جناب شاہ فرزند علی صوفی منیریؒ صاحب 'وسیلۂ شرفا' کے نانا تھے، آپ کو بی بی فاطمہ کے واسطے سے حضرت مخدوم جہاں کی فرزندیت کا شرف حاصل ہے

[2] حضرت شاہ امین احمدؒ (سجادہ نشیں خانقاہ حضرت مخدوم جہاں بہار شریف) مخدوم زکی الدین بن مخدوم جہاں کی اولاد میں، آپ حضرت شاہ ولایت علی اسلام پوری رح (خسر شاہ فرزند علی صوفی منیریؒ) کے مسترشد اور خلیفہ ہیں ۔

[3] شاہ شرف الدین مرحوم خانقاہ بہار شریف کے منجھلے صاحبزادے شاہ نجم الدین کے پاس ایک قلمی نسخہ ہے جس سے حضرت مخدوم کی اولاد پر روشنی پڑتی ہے اور بہت سے ایسے حقائق روشن ہوتے ہیں جن سے انتزاعی کیفیت پیدا ہوتی ہے اسلئے اس سے گریز کرنا ہی بہتر سمجھا گیا ۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں جو باتیں سامنے آتی ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں،

(۱) مناقب الاصفیا قلمی نسخہ کے مطابق مخدوم جہاں نے جاریہ رکھی۔

(۲) مناقب الاصفیا مطبوعہ نسخہ کے مطابق مخدوم جہاں نے نکاح کیا۔

مناقب الاصفیا قلمی نسخے کا بیان بیّن طور پر مطبوعہ نسخہ سے متعارض ہے: "کنیزکے داشت" کی جگہ "نکاح کرد" کس طرح ہوگیا خدا جانے۔ قلمی نسخہ اپنی قدامت (مکتوبہ ۱۱۴۳ھ) کے لحاظ سے مطبوعہ نسخہ (مطبوعہ ۱۳۱۳ھ) کے مقابلے میں اصل (original) کی حیثیت رکھتا ہے۔ لہٰذا روایت کے صحیح الفاظ تو بالتحقیق[1] وہی ہوں گے جو قلمی نسخہ میں ہیں۔ یعنی "کنیزکے داشت" البتہ اس عبارت سے جو اشکال پیدا ہوتا ہے اسے قدرے تامل فکر کے بعد اٹھایا جاسکتا ہے۔

مخدوم جہاںؒ کی شادی حضرت بہو بادام بنت علامہ شرف الدین ابو توامہ سے ہوئی، اس بات میں کوئی اختلاف نہیں، اگر یہ بات صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو پھر دفع مرض کی خاطر علاحدہ سے ایک جاریہ رکھنے کی کیا ضرورت تھی، اگر یہ کہا جائے کہ یہ واقعہ شادی سے پہلے کا ہے تو پھر سوال اٹھتا ہے کہ جو استاد شاگرد کے احوال سے اتنا باخبر ہو کہ اس کی مشغولیتوں کے پیش نظر اس کے کھانے کا الگ انتظام کرے۔ اس کی صلاحیتوں کا اس حد تک معترف ہو کہ اپنی لڑکی کو اس کے حبالۂ عقد میں دینے کا ارادہ رکھے، کیا شاگرد کے اس مرض سے واقف نہ ہوا ہوگا جس کے دفعیہ کے لئے جاریہ رکھی گئی، اور اگر واقف ہوا ہوگا تو کیا یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ بجائے اس وقت جو واقعتاً ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کا وقت تھا، استاد نے گریز کیا اور شاگرد کو جاریہ رکھنے دی یہ بات اس اعتبار سے اور بھی محل نظر ہو جاتی ہے کہ بعد میں استاد نے اپنی لڑکی شاگرد کے حبالۂ عقد میں دی۔ کون باپ اپنی لڑکی سوکن پر دے گا۔ خواہ وہ جاریہ ہی کیوں نہ ہو۔

اس گفتگو سے یہ حقیقت روشن ہوگئی کہ مخدوم جہاںؒ نے دفع مرض کی خاطر نکاح فرمایا، اور یہ نکاح علامہ شرف الدین ابو توامہ کی صاحبزادی سے ہوا۔ جہاں تک مناقب الاصفیا کی روایت کا تعلق ہے، راقم السطور کے نزدیک اس کا مفہوم وہ نہیں جو سمجھا جاتا رہا ہے۔ بشرفا کے گھرانے میں رواج تھا کہیں کہیں آج بھی پایا جاتا ہے۔

---

[1] ان الفاظ کی تائید دوسرے قلمی نسخوں (مناقب الاصفیا) کے علاوہ گنج ارشدی ص ۱۱۱ سے بھی ہوتی ہے

جس کے مطابق بیوی خود کو شوہر کی کنیز کہتی تھی۔ نیز لڑکی کے والدین جب لڑکی کو کسی کے حبالۂ عقد میں دے دیتے تھے تو بطور انکساری یوں کہتے تھے "میاں یہ تمہاری کنیز ہے" یا "میں نے اپنی لڑکی فلاں کی کنیزی میں دے دیا — وغیرہ" ہو سکتا ہے کہ صاحب مناقب الاصفیا نے مخدوم جہاںؒ کی زوجہ محترمہ کے سلسلے میں اسی قبیل کا کوئی جملہ سنا ہے اور اسے بلفظہٖ رقم فرما دیا ہو۔ اگر ایسا نہیں ہے یعنی مفہوم وہی ہے جو اب تک سمجھا جاتا رہا ہے تو پھر دختر علامہ شرف الدین توامہؒ کے مخدوم جہاں کی زوجیت میں آنے کا واقعہ راقم السطور کی گذشتہ بحث کی روشنی میں غلط ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ دختر علامہ شرف الدین توامہ مخدوم جہاں کی زوجہ تھیں۔ لہٰذا یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مناقب الاصفیاء کی عبارت سے زوجۂ مخدوم حضرت بہو بادام بنت علامہ شرف الدین ابو توامہ کے علاوہ اور کوئی دوسری ہستی مراد نہیں۔

راقم السطور کی رائے کی تائید حضرت شاہ لطف علی منیریؒ کے فاتحہ کی کتاب میں درج اشارہ سے بھی ہوتی ہے، جن میں مخدوم جہاں کے والد، والدہ، جد اعلیٰ، پیر بیعت نائب وگدی نشیں، پسر، دختران، زوجہ، خسر، داماد، خادم، تقریباً تمام قریبی اشخاص کا نام آتا ہے، لیکن "کنیزک" کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا، حالانکہ مخدوم کے عقیدتمندوں کے لئے جہاں ان کے خادم حضرت جو طانیؒ قابل احترام ہیں وہیں ان سے متعلق "کنیزک" بھی محترم اور معزز — مشہور ہے "قیس کے لئے لیلیٰ کی گلی کا کتا بھی قابل محبت تھا" لہٰذا شاہ لطف علی کا تذکرۂ کنیزک سے گریز کرنا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ "کنیزک" کا اپنے عمومی مفہوم میں سرے سے کوئی وجود ہی نہ تھا اور یہ لفظ مناقب الاصفیاء میں روایتاً درج ہو گیا جس کی شکل وہی ہو سکتی ہے جو اوپر گذری۔

کرسی نامہ قدیم میں مخدوم ذکی الدین کو جو غیر از بطن بہو بادام بتایا گیا ہے، وہ راقم السطور کے نزدیک مناقب الاصفیاء کی عبارت مذکورہ کے سبب سے ہے، چنانچہ کرسی نامہ کے مندرجات پشت در پشت منتقل ہوتے رہے، یہاں تک کہ حضرت صوفی منیری نے بھی وسیلۂ شرف میں یہی درج فرمایا ہے۔ ویسے وسیلہ شرف کی عبارت مناقب الاصفیاء کی عبارت کا لفظی ترجمہ ہے بلا کسی حذف واضافہ کے۔

اس گفتگو سے یہ بات تقریباً طے ہو چکی کہ مخدوم جہاں کی ایک اور صرف ایک شادی ہوئی، حضرت بہو بادام بنت علامہ شرف الدین ابو توامہؒ آپ کی زوجۂ محترمہ ہیں۔ ان کے

علاوہ مخدوم جہاںؒ کی نہ کوئی زوجہ تھیں نہ جاریہ۔

اب رہی بات آل واولاد کی۔ تو اس سلسلہ میں یہ کہنا کہ مخدوم جہاں کی ساری زندگی میں ایک ہی اولاد ہوئی اور وہ تھے آپ کے پسر (حضرت مخدوم زکی الدینؒ) جنہیں آپ نے اپنی والدہ محترمہ کے سپرد کر دیا تھا، اور اس قول پر گل فردوس کے ایک شعر[1] کو بطور دلیل پیش کرنا عجیب سی بات ہے، کیونکہ مذکورہ شعر اپنے مضمون (CONTENT) کے لحاظ سے بالکل درست ہے، حضرت مخدوم جہاںؒ کے ساری زندگی میں ایک ہی فرزند ہوئے لیکن اس سے یہ کہاں معلوم ہوتا ہے کہ بیٹیاں نہ ہوئیں۔ پھر یہ کہ صاحبان منیر کو آخر کیا ضرورت پیش آگئی تھی کہ خواہ مخواہ دو بیٹوں کے وجود کا اختراع کرتے، اگر یہ کہا جائے کہ اس سے مخدوم جہاں کی طرف نسبت ذریت مقصود تھی تو یہ بات تو انہیں قبل ہی حاصل تھی صاحبان منیر کو مخدوم جہاں کی صاحبزادیوں کے علی الرغم مخدوم کے اہل خاندان کی حیثیت حاصل ہے، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

نیز یہ کہنا کہ حضرت مخدوم جہاںؒ جب سنار گاؤں سے واپس ہوئے تو آپ کے ساتھ آپ کے پسر تھے، دختران کے ذکر سے تاریخ خالی ہے، اور بھی عجیب ہے، اسلئے کہ تاریخ تو حضرت بہو بادام کے تذکرہ سے بھی خالی ہے۔ ازدواجی اعتبار سے تاریخ بہو بادام کا نہیں، "کنیزک" کا پتہ دیتی ہے، ان کا سراغ تو خاندانی کرسی ناموں ہی سے لگتا ہے۔ تو پھر یہ کرسی، نامہ جو بہو بادام کے معاملے میں معتبر ہے۔ صاحبزادیوں کے معاملے میں کیوں غیر معتبر سمجھا جائے رہی بات مخدوم جہاں کے ساتھ صرف پسر کے آنے کی تو سیدھی سی بات ہے۔ سفر میں باپ اپنے ساتھ بیٹے ہی کو لے جاتا ہے، بیٹیوں کو نہیں،

اس گفتگو سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت مخدوم جہاں کے ایک صاحبزادے حضرت مخدوم زکی الدین اور دو صاحبزادیاں بی بی فاطمہ و بی بی زہرہ تھیں اور تینوں کی والدہ بہو بادام بنت علامہ شرف الدین ابو توامہ تھیں۔ مخدوم زکی الدین والد کے ساتھ ہی سنار گاؤں سے منیر آئے اور دادی کے زیر سایہ پرورش پائی۔ بہو بادام لڑکیوں کے ساتھ بعد میں آئیں مخدوم زکی الدینؒ[2] کا مزار موضع سیکڑہ علاقہ سیوڑی ضلع بیر بھوم (بنگال) میں ہے، حضرت

---

[1] بود او را ہمہ عمر چوں فرزند ہمیں ۔۔۔ مادرش را بسپرد ست جگر بند ہمیں
(گل فردوس مصنفہ شاہ امین احمدؒ)

[2] تذکرہ مصابیح رشاد حصہ دوئم۔ اردو ترجمہ مناقب الاصفیاء۔ صـ ۱۶۳

بہو[1] بادام بی بی فاطمہ اور بی بی زہرہ کے مزارات منیر شریف میں ہیں۔

طلب پیر

حضرت مخدوم جب سنار گاؤں سے واپس آئے تو ان کے دل میں طلب پیر کا ایک جذبہ کارفرما تھا۔ وہ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ بغیر پیر کے کوئی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ طلب پیر میں حوصلہ بلند تھا اور پیر کامل کی تلاش تھی، مخدوم جہاں مکتوبات صدی کے مکتوب پنجم میں تحریر فرماتے ہیں کہ: "بداند کہ مبتدی را بعد صحت توبہ باجماع مشائخ رضوان اللہ اجمعین فریضہ است کہ پیر پختہ طلب کند" یعنی مبتدی بعد صحت توبہ با جماع مشائخ طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین فرض ہے کہ پیر پختہ طلب کرے، چنانچہ آپ . . اپنے بڑے بھائی مخدوم جلیل منیری رح کے ساتھ بلکہ طلب پیر میں دہلی گئے اور بہت سارے مشائخ وقت سے ملاقات کی، لیکن کہیں سیری نہ ہوئی فرمایا "اگر شیخی ایں است ماہم شیخم" یعنی اگر پیری یہی ہے تو ہم بھی پیر ہیں۔

پھر محبوب الٰہی شیخ نظام الدین اولیا[2] سے ملاقات کی۔ آپ کی مجلس میں مذاکرہ علمی میں حصہ لیا۔ جواب پسندیدہ دیئے۔ شیخ نظام الدین نے اعزاز و اکرام فرمایا اور ایک طبق پان عطا فرمایا اور فرمایا "سیمرغ است اما نصیب دام ما نیست" یعنی ایک سیمرغ ہے لیکن

---

[1] صاحبان منیر کی نشاندہی اسی طرح پر ہے اور صاحب البیت ادری ما فی البیت کی مثل مشہور ہے۔

[2] محمد نام لقب نظام الدین اولیا، محبوب الٰہی اور سلطان المشائخ ہے، والد ماجد کا نام احمد بن علی تھا۔ ننہیال اور ددھیال کی طرف سے سادات حسینی تھے۔ آپ کے دادا خواجہ علی اور نانا خواجہ عرب دونوں ہم جد تھے۔ دونوں کا خاندان بخارا سے ہجرت کر کے لاہور آیا، اور پھر وہاں سے بدایوں میں سکونت پذیر ہوا۔ بدایوں ہی میں ۶۳۶ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی جیسا کہ سیر الاولیا میں تحریر ہے، حضرت پانچ سال کی عمر میں یتیم ہو گئے، آپ کی والدہ ماجدہ نے جو اپنے وقت کی بڑی صالحہ اور باخدا خاتون تھیں اس در یتیم کی پرورش کی، جب پڑھنے لکھنے کے قابل ہوئے تو مولانا علاء الدین اصولی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، اور تکمیل کے بعد آپ نے دستار فضیلت باندھ دی، دستار کے لئے کپڑا خود آپ کی والدہ نے روئی کات کات کر بنا تھا۔ آپ سولہ سال کی عمر میں دہلی آ گئے اور یہاں شمس الدین خوارزمی سے مقامات حریری پڑھی، آپ نے حدیث مشہور محدث شیخ محمد بن احمد المارِیکلی مشہور کمال الدین زاہد متوفی ۶۸۴ھ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے پڑھی اور اجازت لی، آپ کی والدہ نے یقین و توکل کی تعلیم دی تھی چنانچہ سیر الاولیا صـ۱۵۱ میں ہے کہ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نیا چاند دیکھ کر حاضر ہوا اور قدم بوسی کی، اور نئے چاند کی مبارکباد معمول کے مطابق پیش کی فرمایا کہ "آئندہ مہینہ کے چاند کے موقع پر کس کی قدم بوسی کروگے"؟ میں سمجھ گیا کہ انتقال کا وقت قریب ہے، میرا دل بھر آیا اور میں رونے لگا۔ میں نے کہا کہ مخدومہ "مجھ غریب و بیچارا کو آپ کس کے سپرد کرتی ہیں؟" فرمایا کہ اس کا جواب کل دوں گی"۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس وقت کیوں نہیں جواب دیتیں۔ یہ بھی فرمایا کہ جاؤ۔ آج رات شیخ نجیب الدین متوکل کے یہاں رہو۔ ان کے فرمانے کے مطابق میں وہاں گیا۔ آخر شب میں صبح کے قریب خادمہ دوڑی ہوئی آئی کہ بی بی تم کو بلا رہی ہیں میں ڈرا اور میں نے پوچھا خیریت ہے۔ کہا۔ ہاں! جب میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا کہ کل تم نے مجھ سے ایک بات پوچھی تھی۔ میں نے اس کا جواب دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اب میں اس کا جواب دیتی ہوں غور سے سنو۔ فرمایا!" تمہارا دایاں ہاتھ کون سا ہے۔ میں نے ہاتھ سامنے کر دیا، میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا خدایا! اس کو تیرے سپرد کرتی ہوں۔ یہ کہا اور جان بحق تسلیم ہوئیں۔ میں نے اس پر خدا کا بہت شکر ادا کیا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر والدہ سونے اور موتیوں سے بھرا ہوا ایک گھر چھوڑ کر جاتیں تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔

حضرت خواجہ نظام الدینؒ طالب پیر میں اجودھن تشریف لے گئے جہاں حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر جیسے کامل پیر تھے ان کی زیارت کی اور پھر آپ سے مرید ہوئے۔ حضرت شیخ نے اپنے چہیتے مرید کو خود سے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ کی عوارف المعارف کے چھ باب پڑھائے، حضرت نظام الدین اولیاؒ تین بار اپنے پیر کی خدمت میں اجودھن حاضر ہوئے اور آپ کو اسی ملاقات میں اجازت و خلافت سے بھی نوازا گیا۔ سیر الاولیا میں ہے کہ خلافت نامہ لکھ کر دیا اور ہدایت کی کہ مولانا جمال الدینؒ کو ہانسی میں اور قاضی منتخب کو دہلی میں دکھا دینا۔ پھر ارشاد ہوا کہ تم ایک سایہ دار درخت ہوگے جس کے سایہ میں اللہ کی مخلوق آرام پائے گی، استعداد کی ترقی کے لئے مجاہدہ کرتے رہنا۔ آپ دہلی میں سلسلہ چشتیہ کی رشد و ہدایت کرتے رہے، عمر مبارک جب اسّی سے زیادہ ہوئے تو سفر آخرت کے آثار نمایاں ہوئے، وفات سے چالیس روز پیشتر استغراق و تحیر کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ ۱۷ ربیع الثانی ۷۲۵ھ کو طلوع آفتاب کے بعد زہد و عبادت، حقیقت و معرفت اور رشد و ہدایت کا یہ آفتاب غروب ہوگیا، نماز جنازہ شیخ الاسلام رکن الدین نبیرۂ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانیؒ نے پڑھائی۔ نماز کے بعد شیخ الاسلام رکن الدینؒ نے فرمایا

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

لیکن ہمارے دام کا حصہ نہیں ہے، پھر وہاں سے پانی پت تشریف لے گئے شیخ شرف الدین پانی پتی المعروف بہ شاہ بو علی قلندرؒ سے ملاقات کی۔ ان کے متعلق فرمایا کہ "شیخے است اما مغلوب الحال است۔ بہ تربیت دیگری نمی پردازد" یعنی شیخ ہے لیکن مغلوب الحال ہے، دوسروں کی تعلیم میں مشغول نہیں ہوتا۔ اس کے بعد آپ پھر دہلی واپس ہوئے تو آپ کے بڑے بھائی یعنی،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کہ "مجھے اب معلوم ہوا کہ مجھے چار سال تک دہلی میں اسلئے رکھا گیا کہ مجھے اس نماز جنازہ کی امامت کا شرف حاصل ہو۔ آپ دہلی میں مدفون ہوئے جو آج نظام الدین کے نام سے مشہور ہے اور مرجع خلائق ہے ۶۹۰ھ میں مخدوم جہاں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے خلفاء میں نصیر الدین چراغ دہلویؒ، حضرت اخی سراجؒ، امیر خسرو دہلویؒ، برہان الدین غریبؒ مشہور ہوئے۔ (حاشیہ وسیلۂ شرف ص ۱۷-۱۸)

۱ے شیخ شرف الدین نام، اور لقب بو علی قلندرؒ تھا۔ امام اعظم ابو حنیفہ کی اولاد میں سے تھے، آپ کے والد ۶۰۰ھ میں عراق سے ہندوستان آئے۔ شیخ شرف الدین بو علی قلندر پانی پت میں ۶۰۵ھ میں پیدا ہوئے، کم سنی ہی میں تمام علوم ظاہری حاصل کئے۔ لیکن جب علم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے تو جذب و بیخودی کی حالت میں علوم و فنون کی تمام کتابوں کو دریا میں ڈال کر جنگل کی راہ لی اور مجذوب ہو گئے آپ کسی سے مرید نہ تھے، لیکن اخبار الاخیار میں اتنا مذکور ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے ارادت رکھتے تھے، اور بعض کا خیال ہے کہ آپ کا روحانی تعلق حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ سے تھا، ان میں سے کسی روایت کی تصدیق نہ ہوسکی ہے۔

شیخ جلال حضرت بو علی قلندر ہی کے فیض نظر سے راہ طریقت پر گامزن ہوئے، ایک دن شیخ بو علی قلندرؒ سر راہ بیٹھے ہوئے تھے کہ کم سنی کے زمانے میں شیخ جلال الدین گھوڑے پر سوار ادھر سے گذرے۔ ان کو دیکھ کر شیخ بو علی قلندرؒ نے فرمایا: "زہے اسپ و زہے سوار" کانوں میں یہ آواز پڑتے ہی شیخ جلال بیخود ہو گئے۔ گھوڑے سے اتر پڑے اور اسی وقت گریبان چاک کرکے جنگل کی راہ لی اور چالیس سال تک جنگل میں پھرتے رہے، اور پھر شیخ زماں ہوئے۔ سلطان جلال الدین خلجی کو حضرت شاہ بو علی قلندرؒ سے بڑی عقیدت تھی اور اس نے حضرت امیر خسروؒ کے دست مبارک سے آپ کی خدمت میں نذورات بھیجے تھے۔ جسے آپ نے قبول فرمایا۔ ۱۳ رمضان المبارک ۷۲۴ھ میں آپ کا (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

مخدوم جلیل رح نے آپ کے آگے خواجہ نجیب[۱] الدین فردوسی کا ذکر کیا اور آپ کی روش اور تعریف بیان کی۔ آپ نے جواب دیا کہ جو قطب دہلی تھے انھوں نے ہم کو پان دے کر واپس کر دیا دوسرے کے پاس کیا جائیں۔ آپ کے بھائی رح نے فرمایا کہ ملاقات میں کچھ نقصان نہیں، ملاقات کرنی چاہئے۔ جب بھائی رح نے مجبور کیا تو آپ نے ملاقات کا قصد فرمایا اثنائے راہ میں پان کھاتے تھے کچھ پان کے بیڑے پگڑی میں تھے۔ جب خواجہ نجیب الدین فردوسی رح کے گھر کے نزدیک پہونچے تو ایک قسم کی دہشت طاری ہوئی اور انفعال حاصل ہوا۔ دل میں کہا کہ میں شیخ نظام الدین رح

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) وصال ہوا، آپ کا روضۂ مبارک پانی پت میں ایک پرفیض اور پرکیف مقام پر واقع ہے اور زیارت گاہ۔۔ خاص و عام۔۔۔ ہے۔ مکتوبات بنام اختیار الدین اور حکمنامہ شرف الدین آپ سے منسوب اور مشہور ہے۔ (وسیلۂ شرف ص ۱۸-۱۹)

[۱] خواجہ نجیب الدین فردوسی رح حضرت شیخ عماد الدین دہلوی رح کے صاحبزادے اور حضرت رکن الدین فردوسی رح اور حضرت نظام الدین اولیاء رح کے برادر علاتی تھے۔ حضرت رکن الدین فردوسی کے تربیت یافتہ مرید اور خلیفہ تھے، آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سید امیر خورد کی صاحبزادی اور شیخ عماد الدین کی زوجۂ ثانیہ تھیں۔ آپ ولیٔ کاملہ اور کشف و کرامت والی خاتون تھیں، آپ ہی کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نے حضرت نظام الدین اولیاء رح کو بچپن ہی میں دیکھ کر فرمایا تھا کہ اس لڑکے کی پیشانی سے نور ہویدا ہے۔ یہ دہلی میں بڑا نام کرے گا اور اس کی بزرگی اور شیخی کی دھوم ہوگی حضرت نجیب الدین فردوسی رح نے گمنامی کو اپنے لئے پسند فرمایا تھا۔ شہرت اور اسباب شہرت سے بری تھے اولیائی تحت قبائی (اولیاء اللہ خلق کی نگاہ سے ایسے مستور ہوتے ہیں کہ سوائے خدا کے اور کسی کو ان کی خبر نہیں ہوتی) آپ کی شان تھی آپ کے مریدین میں بڑے بڑے عارف اور محقق تھے مولانا عاصم اندسمی فتاویٰ تاتارخانی کے مؤلف آپ کے مرید تھے، بڑی عارفانہ نظمیں ان کے قلم سے نکلی ہیں، خواجہ نجیب الدین فردوسی کے تمام کمالات پردۂ خفا میں ہیں۔ ۲ر شعبان ۶۹۱ھ میں دہلی میں حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین منیری رح کو مرید کرنے کے بعد وصال فرمایا حوض شمسی کے متصل مسجد اولیاء کے مشرقی سمت میں ایک چہار دیواری کے اندر آپ کی قبر مبارک ہے۔ بہار شریف کے سمت میں ایک کھڑکی کھلی ہوئی ہے اسے حضرت علیم الدین بلخی نے بنایا تھا، اب دروازے پر ایک کتبہ بھی لگا ہوا ہے، جس پر مزار حضرت نجیب الدین فردوسی کندہ ہے۔ مکرمی حیدر سجاد صاحب مدظلہ بہار شریف کی عقیدت کا ثمرہ ہے۔ (حاشیہ وسیلہ شرف ص ۱۹-۲۰)

کے یہاں گیا تھا اس وقت دہشت نہ ہوئی تھی۔ یہ کیا بات ہے کہ مجھ کو دہشت پیدا ہوتی ہے جب خواجہ کے سامنے گئے۔ پان اسی طرح منھ میں تھا۔ جب خواجہ کی نظر آپ پر پڑی، فرمایا: "در دہن برگ و در دستار برگ و گفتار اینکہ ما ہم شیخیم"۔ یعنی منھ میں پان اور پگڑی میں پان اور کلام یہ کہ ہم بھی شیخ ہیں۔ فوراً پان منھ سے پھینکا۔ دہشت زدہ عرق عرق ادب سے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد مرید ہونے کی درخواست کی اور خواجہ نے آپ کو ارادت سے مشرف کیا اور سلسلہ فردوسیہ[1] میں مرید کیا۔ اور اجازت نامہ جو آپ کے پہنچنے سے بارہ سال پہلے لکھ رکھا تھا لائے اور حوالہ کیا۔ شیخ شرف الدین نے کہا: "میں نے ابھی تک آپ کی خدمت نہیں کی ہے اور طریقت کی روش آپ سے نہیں سیکھی ہے، پھر آپ جو فرماتے ہیں (فرمائیں گے) کیسے پورا ہوگا۔ خواجہ نجیب الدینؒ نے کہا کہ میں نے یہ اجازت نامہ حضرت رسالتمآب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے لکھا ہے نبوت تم کو تعلیم کرے گی یعنی روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم ہوگی۔ ولایت پیر درکار ہے تم اس کا اندیشہ نہ کرو۔ پھر روش طریقت کی تلقین کے بعد رخصت کیا اور فرمایا: - اگر کچھ راستہ میں سنو تو واپس نہیں ہونا۔ ایک دو منزل آئے تھے کہ سنا کہ خواجہ نجیب الدین دارالبقا فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر میں کوچ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ واپس نہ ہوئے اور منیر کی طرف روانہ ہوئے، ایک مدت کے بعد بہیا[2] کے قریب پہنچے، ایک دن

---

[1] سلسلہ فردوسیہ کا سلسلہ بیعت مغز المعانی مجالس سی و یکم در ذکر شجرۂ پیران میں اس طرح ہے "فقیر حقیر شرف منیری از خدمت شیخ الاسلام نجیب الدین فردوسیؒ از رکن الدین فردوسیؒ از بدرالدین سمرقندیؒ از سیف الدین باخرزیؒ از نجم الدین کبریؒ از ضیاء الدین ابونجیب سہروردیؒ از قاضی وجیہ الدین ابوحفصؒ از محمد بن عبداللہ المعروف بعمویہؒ از ممشاد علو دینوریؒ از ابوالقاسم جنید بغدادیؒ از خواجہ سری سقطیؒ از معروف کرخیؒ از امام علی رضاؒ از امام موسٰی کاظمؓ از امام جعفر صادقؓ از امام محمد باقرؓ۔ از امام زین العابدینؓ از امام حسین شہید کربلاؓ از امیرالمومنین حضرت علیؓ با حضرت رسول اللہ دارد۔

[2] جنگل بہیا۔ راجہ مہی پال دیو پسر راجہ رن پال دیو ہرنبسی حکمراں بہیا تھا، راجہ منسکاری جو اسی کا ہمعصر تھا اور مخدوم جہاں کا معتقد ہوا تو پھر راجہ مہی پال کے ظلم و تشدد سے تنگ آکر لوگوں نے راجہ منسکاری کو یہاں کا راجہ بنایا۔ اب بہیا کی شکل ایک میدان کی ہے۔ ندی کے کنارے واقع ہے۔ بہیا منیر سے تقریباً ۳۲ میل کی دوری پر مغربی سمت میں واقع ہے۔ آرہ سے دو اسٹیشن کے بعد بہیا

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

ایک طاؤس کی آواز سُنی، چونکہ مرید ہونے کے بعد ایک کیفیت آپ میں پیدا ہو رہی تھی جو طاؤس کی آواز پر مزید افزوں ہوا۔ اور آپ نے خود کو بہیا کے جنگل میں ڈال دیا، کسی نے نہ جانا کیا ہوئے بہت تلاش کی گئی لیکن بے سود، مجبوراً بھائیوں اور مصاحبوں نے اجازت نامہ اور تبرکات پیر کو آپ کی ماں کے سپرد کیا۔ یہ واقعہ ۶۹۱ھ کا ہے۔

حضرت صوفی منیریؒ نے وسیلۂ شرف میں لکھا ہے کہ جب آپ کے والد ماجد مخدوم شیخ یحییٰ منیری قدس اللہ سرہ نے ۶۹۰ھ میں کہ لفظ "مخدوم" سے ظاہر ہوتا ہے انتقال فرمایا اس وقت آپ کی عمر مبارک ۲۹ برس کی تھی اور آپ سنار گاؤں میں تحصیلِ علم میں مصروف تھے اور قریب فراغ تھے۔ بعد فراغتِ تعلیم منیر آئے اور وہاں سے دہلی گئے اور مرید ہوئے تو آپ کا سن شریف تیس ۳۰ برس کا تھا، انہی دنوں آپ کے پیر خواجۂ خواجگان حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی علیہ رحمۃ کا انتقال ہوا۔ شعر ہے ؎

تاریخ سالِ شیخ نجیب الدین گفت ہاتف کہ خواجۂ دیں بود ۶۹۱ھ

ایضاً۔ نجیب دیں کہ اخص الخواص بود بجاست ؛ کہ سالِ رحلت آں ہمچو او اخص آمد ۶۹۱ھ

"خواجہ دیں بود" ۶۹۱ اور "اخص" ۶۹۱ دونوں سے تاریخ رحلت حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی ۶۹۱ نکلتی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اسٹیشن ہے اس کے بعد ڈمراؤں اسٹیشن ہے۔ سال میں ایک بار ہندی مہینہ میں میلہ لگتا ہے اور اس میں مخدوم جہاں شیخ شرف الدین منیریؒ کی نیاز ہوتی ہے اس میلے میں لوگ مرغ لاکر فاتحہ و نیاز کرتے ہیں، راجہ ہنسکار ساہی کے عہد سے یہ معمول ہوا ہے بتاریخ بست و پنجم کنوار دسہرہ ہنگام شگون توزیع پہلے فاتحہ بالخیر بنام نامی مخدوم بہاری کے ہو کر بعدہٗ دیگر رسومات انجام پاتے ہیں۔ مقبرہ چلہ گاہ کی نیاز چڑھاوا چادر کا ریاست کی جانب سے اکثر ہوتا ہے۔ (حاشیہ وسیلہ شرف ص ۲۳)

[1] مناقب الاصفیا ص میں ہے کہ "شیخ شرف منیریؒ می گفت کہ من چوں بخواجہ نجیب الدین فردوسی پیوستم حزنے در دل نہادہ شد کہ ہر روز آں حزن زیادہ می شد تا در بہیا رسیدیم خود را در جنگل بہیا انداختیم"۔

ترجمہ:۔ شیخ شرف الدین منیریؒ کہتے تھے کہ میں جب خواجہ نجیب الدین فردوسی سے مرید ہوا تو ایک حزن دل میں پیدا ہو گیا وہ حزن ہر روز زیادہ ہوتا یہاں تک کہ بہیا میں پہنچا اور جنگل بہیا میں خود کو ڈال دیا۔

حضرت صوفی منیریؒ نے ان تمام واقعات کو صرف ایک قطعہ میں سمو دیا ہے ؎

چوں[1] مقتدائے دیں شرف الدین منیری رح — یک سال بعد ازاں کہ پدر شد جناں مقیم
بیعت نمود و پیرش ازاں پس وفات یافت — گردید سال بیعت او گوہر یتیم (۶۹۱)

لطائف اشرفی" ملفوظ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر[2] سمنانی کے ص ۳۷ پر مخدوم جہاں کی بیعت

---

[1] ترجمہ:- جب دین کے پیشوا شرف الدین منیریؒ نے اپنے والد کے جنت مقیم ہونے کے ایک سال بعد بیعت فرمائی اور اس کے بعد ان کے پیر نے وفات پائی ان کے بیعت کا سال "گوہر یتیم" ہوا (۶۹۱)

[2] آپ کے والد سلطان ابراھیم سمنان کے بادشاہ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۶۸۸ھ میں ہوئی۔ آپ کا نام سید اشرف ہے اور لقب جہانگیر۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد ماجد کے زیر سایہ ہوئی۔ سات سال کی عمر میں قرأت بھی سیکھی، چودہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاھری کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔

والد کے انتقال کے بعد آپ نے عنانِ حکومت سنبھالی، لیکن کچھ دنوں کے بعد آپ خضر علیہ السلام کی نصیحت کے تحت تخت و تاج سے سلطان محمود کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ اور والدہ ماجدہ کی اجازت سے عازم دیارِ ہند ہوئے، اوچ ہوتے ہوئے بنگال پہنچے، جہاں حضرت شیخ علاؤ الدین بنگالیؒ کے دست حق پرست پر سلسلۂ چشتیہ میں مشرف بہ بیعت ہوئے، پیر و مرشد نے خرقۂ خلافت سے سرفراز کر کے جونپور جانے کی ہدایت فرمائی، دورانِ سفر جونپور محمد پور میں قیام فرمایا۔ وہاں کے علماء سے خلفائے راشدین کے متعلق گفتگو ہوئی، ان لوگوں نے آپ کی اس کتاب پر اعتراض کیا جس میں خلفائے راشدین کا تذکرہ تھا۔ اس اعتراض کا شافی جواب وہیں کے ایک عالم مولوی سید خاں نے دیدیا۔ محمد پور سے آپ ظفر آباد تشریف لائے جہاں شیخ کبیرؒ آپ سے بیعت ہوئے۔ یہ بات شیخ حاجی چراغ ہند سہروردی کو ناگوار گذری، انہوں نے شیخ کبیرؒ کو بددعا دی، لیکن ان کے ساتھ ان کے پیر کی دعائیں تھیں، کچھ نہ ہوا حضرت نے جونپور کے علاقہ میں قصبہ کچھوچھ کو اپنی جائے سکونت قرار دیا۔ وہاں ایک خانقاہ تعمیر کرائی اور ایک باغ لگایا اور اس کا نام روح آباد رکھا۔ جونپور سے آپ حضرت قطب الدین مدار رح کی معیت میں حرمین شریفین کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے، اس سفر میں آپ نے بیشتر ممالک اسلامیہ کی سیاحت کی، آپ نے مذکورہ بالا سفر کے علاوہ ایک سفر اور بھی کیا ہے اس سفر میں حضرت میر سید علی ہمدانیؒ آپ کے ہمراہ تھے، آپ نے ۲۷ محرم ۸۰۸ھ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

اورحضرت نظام الدین اولیاؒ سے ملاقات کا واقعہ اس طرح درج ہے :-

"چوں حضرت شیخ شرف الدین بعداز تحصیل علوم شرعیہ وتکمیل ریاضات اصلیہ وفرعیہ بشرف ملازمت حضرت سلطان المشائخ بدہلی تشریف بردند،،، استدعاء ارادت وارشاد نمودند۔ استفسار از عالم غیبی وقضا لاریبی کردند وسر بجیب استغراق کشیدہ برآوردند وفرمودند برادرم شرف الدین نصیب ارادۃ وحصول سلوک شما از برادرم نجم الدینؒ صغری است بروید کہ مترصد قدوم شما و منتظر حضور معلوم اند۔ چوں بوقت اشارت سر براہ ملازمت شیخ نجم الدین صغریؒ نہادند فرمودند از مصاحبتِ فقرئی خالی نروید۔ بارے سماع وصفائیؒ ازیں خاندان مبارک باشد، تعلیم کردند سماع وصفائیؒ دریں دودمان از آنجا است"

ترجمہ :- جب حضرت شیخ شرف الدین علوم شریعہ کی تحصیل اور ریاضت اصلیہ و فرعیہ کی تکمیل کر چکے تو حضرت سلطان المشائخ کی شرف ملازمت کے لئے دہلی تشریف لے گئے اور آپ سے ارادت وارشاد کے لئے استدعا کی۔ حضرت سلطان المشائخ نے عالم غیبی اور قضا لاریبی سے استفسار فرمایا اور استغراق میں سر جھکایا پھر فرمایا: برادرم شرف الدین تمہاری ارادت اور تعلیم سلوک برادرم نجم الدین صغری سے متعلق ہے تم انہی کے پاس جاؤ وہ تمہارے منتظر ہیں اور جب وہ حضرت شیخ نجم الدین صغریؒ کے پاس جانے لگے تو وہ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ فقیروں کے یہاں سے خالی نہ جاؤ تم کو اس خاندان سے صفائی اور سماع مبارک ہو۔ اس سلسلہ میں سماع اور صفائی کی تعلیم یہیں سے ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کو اس جہان فانی سے سفر دارِ آخرت فرمایا، آپ کا مزار مبارک کچھوچھہ میں مرجع خاص وعام ہے اور آسیب کو دور کرنے کیلئے مشہور ہے۔

آپ جامع علوم ظاہری و باطنی ہیں۔ خلفائے راشدین پر آپ کا ایک رسالہ اور "بشارات المریدین" آپ کی مشہور تصانیف ہیں آپ کے مکتوبات تصوف وعرفان کا بیش بہا خزانہ ہیں آپ شاعر بھی تھے آپکا تخلص اشرف ہے۔ ملفوظات میں لطائف اشرفی مشہور ہے، حاجی عبدالرزاق آپ کے خلیفہ و جانشین ہیں جن سے سلسلہ کو زبردست فروغ حاصل ہوا (حاشیہ جادۂ عرفان ص ۳۴-۳۵) لے ایسا معلوم ہوتا (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

تاریخ فرشتہ میں ہے :- "درہماں ایام شیخ شرف الدین منیریؒ و برادر بزرگ شیخ جلیل الدین بقصد ارادت بدہلی آمدند. شیخ نظام الدین اولیاءؒ را دریافتہ خواستند کہ مرید شوند لیکن شیخ فرمود کہ حوالہ شما بخوانوادۂ فردوسیاں است.

ترجمہ :- اسی زمانے میں شیخ شرف الدین اور ان کے بڑے بھائی شیخ جلیل الدین منیریؒ مرید ہونے کی غرض سے دہلی آئے. شیخ نظام الدین اولیا کو دریافت کیا چاہتے تھے کہ ان سے مرید ہوں، لیکن شیخ نظام الدین نے فرمایا کہ :- تم لوگ خوانوادۂ فردوسیہ کے حوالے ہو"

اخبار الاخیار[1] میں یہ واقعہ اس طرح لکھا ہے :-

"گویند کہ شیخ شرف الدین بشوق بندگی شیخ نظام الدینؒ بدہلی آمد قضارا پیش ازاں کہ بدہلی برسد، شیخ نظام الدین بریاض رضواں خوابیدہ بود. شیخ نجیب الدین فردوسی در آنجا بود - چوں بملازمت او رسید فرمود، درویش سالہا گذشت کہ منتظر تو نشستہ ام - امانتے دارم کہ بتو سپردنی است، مرید شد و نعمتے کہ برائے او نہادہ بودند بگرفت"!

ترجمہ :- لوگوں نے نقل کیا ہے کہ شیخ شرف الدین بشوق بندگی شیخ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں دہلی آئے، اتفاق کی بات جب دہلی پہنچے نظام الدین باغ جنت کو سدھار چکے تھے، شیخ نجیب فردوسی وہاں تھے، جب ان کی ملازمت میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا، درویش برسوں سے تمہارا منتظر بیٹھا ہے. میرے پاس ایک امانت ہے جو تمہارے سپرد ہے، مرید ہوئے اور جو نعمت ان کی رکھی تھی لے لی".

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہے کہ نجم الدین صغریٰ کا نام غلطی سے رقم ہوگیا ہے، نجیب الدین ہونا چاہئے. کیونکہ نجم الدین صغریٰ حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ و خواجہ بدرالدین سمرقندیؒ کے زمانے کے بزرگ ہیں. ملاحظہ ہو: "در عہد خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ در ہند بسیار محققان اہل طریقت بودند، چنانچہ شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین زکریا و شیخ الاسلام و شیخ نجم الدین صغریٰ و شیخ الاسلام دہلی و شیخ الاسلام خواجہ بدرالدین سمرقندی"!

(مناقب الاصفیا ص ــــ)

[1] اخبار الاخیار مصنفہ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۹۹

"خزینۃ الاولیاء[1] کے مطابق "شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کا شمار ہندوستان کے اولیاء اور مشائخ کبار میں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ کو شیخ نجیب الدین فردوسی سے جو شیخ رکن الدین فردوسیؒ کے مریدوں میں تھے، ارادت حاصل تھی، شیخ شرف الدین ابتدائً شیخ نظام الدینؒ بدایونی سے شوق ارادت میں دہلی پہنچے۔ لیکن اس وقت شیخ المشائخ جان بحق ہو چکے تھے اور شیخ نجیب الدین فردوسی دہلی میں موجود تھے، چنانچہ ان کی خدمت میں پہنچے۔ شیخ موصوف آپ کے استقبال کے لئے گھر سے برآمد ہوئے اور فرمایا تمہارا حصہ میرے پاس امانت ہے۔ اب میں وہ امانت تمہارے سپرد کرتا ہوں، برسوں سے اس دن کا منتظر تھا"۔

مندرجہ بالا روایتیں مخدوم جہاں اور نظام الدین اولیاء کی ملاقات میں تعارض پیدا کرتی ہیں، لیکن جب ان تمام واقعات اور روایات کا جائزہ لیا جاتا ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ مناقب الاصفیا کی روایت صحت پر مبنی ہے:

حضرت مخدوم شاہ شعیبؒ صاحب مناقب الاصفیا حضرت مخدوم جہاںؒ کے مرید وخلیفہ اور رعم زاد[2] ہیں۔ دونوں حضرات کا زمانہ ایک ہی ہے۔ مخدوم شاہ شعیبؒ مخدوم جہاں سے کچھ ہی چھوٹے تھے، دونوں کا مقام بھی قریب ہی ہے۔ حضرت مخدوم جہاں بہار شریف میں قیام پذیر تھے اور حضرت مخدوم شاہ شعیبؒ شیخپورہ (ضلع مونگیر) میں مقیم، شیخپورہ اور بہار شریف کا درمیانی فاصلہ ۳۵ میل ہے، حضرت مخدوم جہاں ان کی تعلیم و تربیت کے لئے شیخپورہ[3] جاتے رہتے تھے۔ لہٰذا مخدوم شاہ شعیبؒ کی روایت دوسری روایتوں کے مقابلے میں زیادہ وزن رکھتی ہے، مزید یہ کہ مناقب الاصفیا دوسرے تذکروں، خزینۃ الاولیاء اخبار الاخیار وغیرہ سے زیادہ قدیم ہے۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں راقم السطور کی رائے مناقب الاصفیا کی روایت کے حق میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

[1] خزینۃ الاولیا مصنفہ غلام سرور محمد بن حفتی رحیم اللہ قریشی صفحہ ۲۹

[2] حضرت مخدوم شاہ شعیبؒ بن حضرت مخدوم شاہ جلال بن مخدوم شاہ اسمٰعیل بن امام تاج فقیہ حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین بن حضرت مخدوم یحییٰ منیری بن مخدوم شاہ اسرائیل بن امام تاج فقیہ

[3] "مخدوم جہاں شاہ شعیب اور حضرت اسحاق مغربی کی ملاقات کیلئے جو فی الوقت شیخپورہ میں ہیں جایا کرتے تو درمیان میں میرے یہاں رکتے اور مجھے زیارت نصیب ہوتی": (مطلوب المبارک مصنفہ حضرت مولانا آموں)

وصیت نامہ من حضرت نجیب الدین فردوسیؒ

اے عزیز در زیست وے بعد از تامل و تفکر بسیار روشن شدہ کہ مشغول شدن بہر چہ ہست باش گو خطا است ۔ جز مشغولی بہ ترک خودی گرفتن ۔ خودی عبارت است از جملہ حرکات وسکنات واقوال وافعال ہوائے بشریت کہ ازیں کس در وجود آید حسب عادت و مقتضی ہوائے بشریت از خوردن، خفتن و گفتن و مخالفت کردن وشنیدن و دیدن وغیر آں مگر آنچہ ازیں جملہ بوقت ضرورت بقدر ضرورت باشد اگر آں نکند از حق دور افتد ۔ پس از اں اہم مہمات است کہ لیلاً ونہاراً دریں تفکر باشد کہ از خودی ہنوز چہ ماندہ است تا آنگاہ از خودی بفضل حق بکلی بیروں آید از آنکہ سر از خود باقی است جواب باقیست پیش از فراغ ایں اصلاً در بستہ بہ کار دیگر مشغول شدن روا نیست کہ پیش از بروں آمدن از خودی بہر چہ مشغول شوند شیطانیت است ۔ پس بہ ہیچ نوع ہمہ بہ کار دیگر مشغول نمی باید شد، بیان چیز ہائے کہ مجاہدہ و ریاضت نفس را بداں می باید آورد تا خودی بہ رود تقوی بکمال رسد و انسلاخ بشریت حاصل شود ۔ اصلاً والبتہ ہیچ زمانے بے وضو نہ باشد

اے عزیز! یہ بات بڑے غور وفکر کے بعد ظاہر ہوتی ہے کہ ترک خودی میں مشغولیت کے علاوہ دنیا کی کسی چیز میں مشغول رہنا غلطی ہے انسانی حرکات وسکنات، اقوال وافعال ہی سے انسانی خواہش پیدا ہوتی ہے، کھانا، سونا، بولنا، میل جول رکھنا، سننا، دیکھنا وغیرہ انسانی طبیعت کا تقاضا ہے لیکن یہ تمام چیزیں بقدر ضرورت ہونی چاہئیں، اگر ضرورت سے زیادہ ہو تو حق سے دوری ہو جاتی ہے، اس لئے دن رات اس خیال میں رہنا چاہئے کہ خودی میں سے کیا چیز باقی رہ گئی ہے، یہانتک کہ اللہ کے فضل سے خودی سے بالکل چھٹکارا ہو جائے اگر بال برابر بھی فرق باقی رہ گئی ہے تو حجاب باقی ہے، جب تک اس سے فراغت نہ ہو جائے دوسرے کام میں مشغول ہونا صحیح نہیں، کیونکہ خودی سے چھٹکارا پانے سے پہلے کسی کام میں مشغول ہونا شیطنت ہے اس لئے کسی حال میں دوسرے کام کی طرف مشغول نہیں ہونا چاہئے، مجاہدہ اور ریاضت نفسی اس طرح ہونا چاہئے کہ خودی فنا ہو جائے اور انتہائی درجہ کا تقوی حاصل ہو اور بشریت کی پوری!

بعد از وضو دو رکعت نماز بگذارد و اصلاً والبتہ فوت
نہ کند و مقصود از خوردن طعام و آب بقاے سہ
چیز است حیات و عقل و قوت، اکنوں ترک
طعام گرد تا آنکہ داند کہ در حیات یا در عقل خواہد
افتاد، نان خشک یا برنج خشک یا کھچڑی
خشک آنچہ حاصل شود آں مقدار بخورد و گرد
نان خورش نہ گردد و ہم چنیں ترک آب گیرد، تا
آں نگاہ داند کہ در حیات یا در عقل خلل خواہد افتاد
آں نگاہ اندک آب خورد ہماں مقدار کہ حلق را تر
کند و غلبہ تشنگی بر نشاند، حاصلہ بسبب نقصان قوت
اصلا والبتہ طعام و آب نہ خورد، بہ رفتن قوت
التفات نہ کند و ایں معنی از تجربہ روشن شود کہ
از سبب طعام چند روز خوف و خلل حیات و
عقل باشد و از سبب آں چند روز تجربہ روشن
شدہ باشد ہم معہود بکند، شب و روز اصلاً والبتہ
نہ خسپد و بداں چہ تواں ہمہ نماز و یا خواندن قرآن و
کتاب وغیرہ آں خواب دفع کند اصل الوجود
ایں کار آں است کہ اصلا والبتہ شب و روز نہ
غلطد . . . .
. . . نشستہ و ایستادہ روز و شب بگذارند با ہیچ
کس سخن نہ گوید مگر جواب سائل و جواب اگر
عالمے نہ باشد نہ گوید کہ دائم و البتہ بجواب علمے مشغول
نہ شدند، کہ دراں آفات بسیار است اگر غیر علمی باشد
سخن کوتاہ کند و ضروری بگوید و آں نیز جائے
کہ از جائے گفتن چارہ نہ باشد، فاما آنچہ تواند
بگوید خود اصلاً و البتہ سخن بگوید اصلاً و البتہ تا ہیچ

صفائی ہوجائے کسی وقت بے وضو رہنا درست نہیں
اگرچہ آدھی رات جاڑے کا موسم ٹھنڈا پانی ہی کیوں
نہ ہو، وضو کے بعد دو رکعت نماز کسی حال میں فوت
نہیں ہونا چاہیئے، کھانا کھانے اور پانی پینے سے
صرف تین چیزوں کی بقا ہوتی ہے، حیات، عقل اور
قوت، کھانا اس وقت تک ترک کرتے رہنا چاہیئے
جب تک عقل اور حیات میں خلل پیدا ہونے کا اندیشہ
نہ ہو، خشک روٹی، خشک چاول یا خشک کھچڑی
جو کچھ بھی مل جائے اس انداز سے کھالیا جائے کہ
سالن ترکاری وغیرہ کے پھیر میں نہ رہے اسی طرح
پانی پینا بھی ترک کر دے یہاں تک کہ اس کو معلوم
ہو کہ زندگی یا عقل میں خلل پڑے گا۔ اس وقت
تھوڑا سا پانی جو صرف حلق تر کرنے کو ہو پی لے
تاکہ پیاس بجھ جائے لیکن قوت کے کم ہونے کی
وجہ سے ہرگز نہ کھائے پیئے اور قوت کے زائل ہونے
کی طرف ہرگز توجہ نہ کرے، اور یہ بات تجربہ سے
معلوم ہو سکے گی کہ کھانے کی وجہ سے کتنے دن میں
زندگی اور عقل میں خلل پڑنے کا خوف پیدا ہوگا اور
جب یہ تجربہ سے معلوم ہو تو اس کا لحاظ رکھے، رات
اور دن میں کسی وقت نہ سوئے اور نماز قرآن کی تلاوت
اور مطالعہ سے نیند کو دور کرے، اس طرح کے
کام کا تمام تر دار و مدار اس پر ہے کہ رات اور دن
میں کسی وقت نہ لیٹے۔ بلکہ بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر
رات دن گذارے کسی شخص سے بات چیت نہ کرے
البتہ سائل کا جواب دے سکتا ہے لیکن سائل اگر
عالم ہو تو اس کا جواب نہ دے بلکہ کبھی علمی جواب میں

کس مخالطت و ملاقات نہ کند، در کنجے خالی نشستہ
بود باشد و ہر کہ ہست باش و برائے خود از کنجے خود
بیروں نہ آید و کسے را پہلوئے خود آمدن نہ دہد،
علی الدوام نظر سوئے زمین دارد و اصلا و البتہ
بے ضروری چپ و راست ببیند اصلا و البتہ سخن کسے
را گوش ندارد و البتہ و قدآں نکند کہ بدانم کہ چہ سخن می گوید
عمداً و قصداً، اول را بہ چیزے مشغول نہ گرداند اگر چہ سخن در
گوش افتد و یا نہ افتد فہم نہ شود، چوں نان خشک
و آب بوقت ضرورت خواہد خورد، ہر چہ ہست اورا
البتہ نخورد کہ آں محض اتباع خودی است۔ ہر روز
یک بار میانہ روز متوضع رود اگر بسبب قلت طعام
دو روز احتیاط نشود بہتر باشد اما ازیں زیادت
نہ رود، و وقت ضائع نہ گرداند اگر چہ بتقاضائے
پیدا شود اگر چہ وضو مشوش می باشد تا براین عادت
شود، ہمہ وقت جز یک گلیم نہ پوشد مگر دو زمائے
سرما لبا مچہ کہنہ پوشد، بالائے خرقہ   برایں
چیز ہائے مزید نہ کند اصلا و البتہ نہ در روز نہ در
شب اصلا، و البتہ از آمدن کسے و رفتن کسے و
سخن کسے و کار کسے ناخوش نہ شود و اعتراض
نہ کند و بگذارد کہ در حاضر و باطن در ہیچ
چیزے انکارے و اعتراضے نہ کند و چوں
چرا و کم و کیفیتی بگذارد و اگر چہ آتش بر سر باد
تا مقام وحدت با حال ذوقی حاصل شود و
داگر در وقت سماع تا آنکہ ممکن باشد اصلاً،
و البتہ بگذارد تا آب چشم بر رود و تا جنبش
و حرکتے در وجود آید بہ قدر المقدور دریں

مشغول نہ ہو کیونکہ اس میں بہت سی آفتیں ہیں،
لیکن اگر جواب علمی نہ ہو تو اس کے متعلق مختصر
گفتگو کرے اور صرف ضروری بات کہے اور
وہ بھی اس وقت جب بجز بولنے کے اور کوئی
چارہ نہ ہو تو جو کچھ ہو سکے گفتگو کرے لیکن خود
کوئی بات نہ کہے، کسی کے ساتھ بالکل ملاقات
اور میل جول نہ کرے اور ایک خالی گوشہ میں بیٹھا
رہے اور جو چیز موجود ہو اس کو باقی رہنے دے
اپنے کام کے لئے گوشے سے باہر نہ نکلے اور کسی
کو اپنے پہلو میں آنے کی اجازت نہ دے، نظر ہمیشہ نیچی
زمین کی طرف رہے بے ضرورت آس پاس نہ دیکھے
کسی کی بات نہ سنے اور نہ اس کی کوشش کرے کہ
دوسرا کیا کہتا ہے دل کو عمداً یا قصداً کسی چیز میں نہ
لگائے کوئی بات کان میں پڑے اور سمجھ میں نہ آئے
تو اس کی فکر بھی نہ کرے ضرورت کے وقت سوکھی
روٹی کھائے اور پانی پی لے کوئی چیز اس لئے
نہ کھائے کہ وہ موجود ہے کیونکہ اس طرح محض خودی
کا پابند ہوتا ہے، دوپہر کے وقت روزانہ قضائے
حاجت کے لئے جائے اور اگر کم کھانے کی وجہ
سے اس کی ضرورت نہ ہو تو بہتر ہے لیکن اس سے
زیادہ نہ جائے اور وقت ضائع نہ کرے اگر چہ اسکی
ضرورت محسوس ہو اور وضو مشکوک ہو یہاں تک
کہ اس کی عادت ہو جائے اور تمام وقت ایک
کمبل کے سوا اور کچھ نہ اوڑھے، مگر جاڑے کے
دن میں آستین والا لبادہ خرقہ کے اوپر پہنے اور اس
پر دن ہو یا رات کسی چیز کا اضافہ نہ کرے کسی کے

باب بگوشد مگر آنکہ چناں مغلوب گردد کہ نگاہ نہ تواند داشت، زاں کہ در ظاہر شدن احوال سماع آفات بسیار است وآنچہ بر قلب و فواد بگذرد از آتش خبر نہ باشد کہ ایں مقام بس اعظم است، بہ مشقت ہائے بسیار و مجاہدہا و ریاضت بے اندازہ اگر خواستہ باشد دریں مقام رسد، تو از خویش جہدی بکن، خدا روزی کند، سالہا می باید جان کندیدہ راہ یابد وگرنہ سعادت فقد وقع اجرہ علی اللہ حاصل آید ے

کار نازک بتاں رعنا نیست
سنگ زیریں آسیا بودن

آنے جانے، بولنے اور کام کرنے پر ناخوش نہ ہو اور نہ کوئی اعتراض کرے، یہ معلوم نہ ہو کہ اسکو ظاہراً یا باطناً کسی چیز سے انکار رہے خواہ سر پر آگ ہی کیوں نہ ہو لیکن چوں چرا نہ کرے اور نہ اپنے میں کمیت اور کیفیت ظاہر ہونے دے یہاں تک کہ اسکو مقام وحدت اور حال ذوق حاصل ہو جائے، سماع کے وقت جہاں تک ممکن ہو آبدیدہ نہ ہو اور جسم کو حرکت نہ دے یہاں تک کہ مغلوب ہو جائے اور اپنی حفاظت آپ نہ کر سکے، لیکن سماع میں احوال کے ظاہر ہونے سے بڑی آفتیں ہیں انکا چھپانا بہت اہم باتوں میں سے ہے، قلب اور دل پر جتنی بھی آگ برسے اس کی خبر نہ ہو اور یہی وہ مقام عظیم ہے جو بڑی مشقت اور بڑے مجاہدے اور بے انتہا ریاضت کے بعد حاصل ہوتا ہے، تم اپنی طرف سے کوشش کرو خدا عطا کریگا برسوں کے بعد مشقت اٹھانے والے کو راستہ ملتا ہے اور اگر سعادت حاصل نہیں ہوتی ہے تو اللہ تعالےٰ اس کا اجر دیتا ہے۔

کام نازک بدن بتوں کا نہیں
سنگ زیریں آسیا،، ہونا

ریاضت حضرت بی بی رضیہ نے جب اپنے محبوب بیٹے کے غائب ہو جانے کی خبر سُنی تو آپ کی جدائی سے غمگین ہوئیں لیکن صبر کے سوا چارہ ہی کیا تھا، زمانہ تک کچھ پتہ نہ چلا کہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔[1] اتفاق کی بات ہے کہ ایک دن بارش ہو رہی تھی کہ مخدوم جہاں کی یاد آگئی، جدائی کے سبب آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور اسی لمحہ یہ خیال آیا کہ آج کی رات اس جدا ماندہ (شرف الدین) کا کیا حال ہو گا۔

ناگاہ دیکھا کہ گھر کے صحن میں کھڑے ہیں، پکارا کہ اے فرزند! اس بارش میں صحن میں کیوں کھڑے ہو، گھر کے اندر آؤ" ——— آپ (مخدوم جہاں) نے فرمایا ——— "آپ صحن میں آئیے اور دیکھئے کہ اس بارش میں کس طرح ہوں"۔ جب آپ کی والدہ صحن میں آئیں تو دیکھا کہ جس جگہ آپ کھڑے ہیں کچھ بارش نہیں ہے اور آپ کے کپڑے بالکل خشک ہیں، پھر آپ نے عرض کیا:۔ "اے ماں مجھ کو خدائے تعالےٰ اس طرح پر رکھتا ہے آپ کیوں میری فکر میں غمگین رہتی ہیں۔ مجھے خدا کے حوالہ کر دیجئے اور مجھ سے خوش رہئے"۔ آپ کی ماں نے کہا کہ:۔ "میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا اور جب تم طلبِ خدا میں ہو تو تم سے بدل و جان راضی ہوں"۔ پھر تھوڑی مدت کے بعد پھر غائب ہو گئے۔

نقل ہے کہ جب بہیا کے جنگل میں داخل ہوئے تو بارہ برس تک کسی نے آپ کی خبر نہ پائی، اس کے بعد کسی نے آپ کو راجگیر[2] کے جنگل میں دیکھا پھر برسوں تک جنگل راجگیر میں اس طرح غائب رہے کہ کسی سے ملاقات نہ ہو سکی، خدا جانے آپ کو اس مدت دراز میں جنگل میں خدا کے ساتھ کیا معاملہ تھا۔

---

[1] مناقب الاصفیاء، ص ۱۳۳

[2] راجگیر تاریخی اور روحانی اعتبار سے مشہور و معروف مقام ہے۔ ڈاکٹر ہنٹر گزیٹیر میں لکھتا ہے کہ "راجگیر کے پہاڑ دو قلہ متوازی الخط کی صورت میں جنوبی و غربی سمت کو چلے گئے ہیں، جن کے درمیان ایک تنگ وادی ہے، جس کو جگہ جگہ نالے اور دُرّے قطع کرتے ہیں۔ یہ پہاڑ جو کسی جگہ ہزار فٹ سے زیادہ بلند نہیں ہیں، عظیم الشان چٹانوں سے مرکب اور گھنی گھنی جھاڑیوں سے مزین ہیں اور ایک خاص قدیمی دلچسپی رکھتے ہیں، کیونکہ ان پر اکثر مذہب بودھ کے آثار قدیمہ ملتے ہیں، جنرل کننگھم کہتے ہیں چینی سیاح ہیون سیانگ نے جو کپوتریکا پہاڑی کا ذکر کیا ہے وہ یہی ہے گرم جھرنے یہاں بہت ہیں۔ ڈاکٹر بچنین ہملٹن کہتے ہیں کہ یہ راجگیر وہی راجگرِہا ہے جو بودھ گوتم کا مسکن تھا اور قدیم مگدھ کا پایۂ تخت تھا، حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین نے بھی ایک زمانے تک اس کے جنگل میں ریاضت و مجاہدہ کیا ہے، آج بھی مخدوم جہاں کا اور آپ کے خلیفہ حضرت مولانا مظفر بلخی (بقیہ برصفحہ آئندہ)

یہ بھی منقول ہے کہ کسی نے آپ کو ایک وقت جنگل میں دیکھا تھا ایک درخت میں لٹکائے ہوئے متحیر کھڑے تھے، چیونٹیاں حلق کے اندر آتی اور جاتی تھیں اور آپ کو اس حال کی خبر نہ تھی وسیلہ شرف صـ۲۳ میں صوفی منیری نے لکھا ہے کہ :" فقیر راقم نے بزرگوں سے سنا ہے تعداد معلوم نہیں کہ کتنے زمانے تک یہی حالت رہی اور یہ واقعہ بہیا کے جنگل کا تھا، آپ وہاں ایک درخت کی شاخ پکڑے ہوئے عالم بے خودی میں تھے اور اس مقام میں آپ کا چلہ ہے اور زیارت گاہ ہے، اس زمانے میں جگدیش پور[1] کے زمیندار کا وہاں گذر ہوا، آپ کو اس حالت میں دیکھا تو مردہ گمان کیا، جب ناک پر ہاتھ رکھ کر تمیز کی تو سانس چلتی پائی پلنگ پر اٹھا کر اپنے گھر لایا، جسم مبارک میں روغن استعمال کیا اور دوا اور غذا وغیرہ سے بہت خدمت کی، جب آپ کو افاقہ ہوا، اور طاقت آئی آپ رخصت ہونے لگے وہ زمیندار مانع ہوا کہ آپ یہیں رہیں ہم اور گھر کے سارے لوگ آپ کی لونڈی اور غلام ہیں خدمت کو حاضر ہیں لیکن آپ رکنے کے لئے تیار نہ ہوئے مجبوراً وہ راضی ہوگیا اور پہنچانے کے لئے ساتھ ہولیا آپ کے کہنے سے بھی نہ مانا، آپ ہر منزل میں کہتے کہ بس اب یہاں سے پھر جاؤ: وہ کہتا تھا کہ ہم منیر تک پہنچا آئیں گے اور جب موضع سرودھا[2] میں پہنچے آپ نے فرمایا کہ بس اب یہاں سے گھر جاؤ، یہاں سے میرے فرزندوں کا حق ہے، الغرض آپ نے وہاں سے اس کو پھیر دیا، سو وہاں تک اس کی عملداری ہوگئی، اور جگدیش پور اور ڈمراؤں کے راجہ اور بابو اسی کی اولاد سے ہیں اور وہ لوگ اس بات کے قائل ہیں اور اب تک رسم نیاز و فاتحہ ہر سال میں اور اپنی تقریبات میں بجالاتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کا حجرہ مبارک ہے جس میں دونوں حضرات ذکر و مراقبہ کرتے تھے وہ فیوض روحانی کیلئے اکسیر ہے اور یہاں دور دراز سے خاص و عام زیارت کے لئے آتے ہیں چلہ کش ہوتے ہیں اور بامراد جاتے ہیں،

[1] جگدیش پور منیر سے تقریباً ۵۰ میل مغربی سمت کے دوری پر ہے۔ اس کا ریلوے اسٹیشن ڈمراؤں ہے، ضلع آرہ شاہ آباد کا ایک قصبہ ہے، راجہ کنور سنگھ یہاں کے رہنے والے تھے، تاریخ اوجینیہ جلد دوم صـ۱ میں تحریر ہے کہ ابتک وارثان راجہ جنت یافتہ یعنی اولاد ماندھاتا سنگھ مسکونہ ریاست راجگی و وارثان سوجان ساہی مسکونہ ریاست بالوائی مقام جگدیش پور بکبسر نے بتاریخ ۲۵ ماہ آسن فاتحہ بنام نامی حضرت مخدوم بہاری بعدہ باسم راجہ مرحوم فاتحہ بالخیر کا نشان قائم رکھا ہے۔

[2] سرودھا اُس زمانہ میں اودھ کی سرحد اسی خطہ سے شروع ہوتی تھی، اس لئے اس کا نام سراودھ پڑا اور بعد میں وہ عرف عام میں، سرودھ ہوگیا، منیر شریف سے تقریباً (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

سخن کوتاہ وہ وہاں سے پھر گیا، اور آپ نے جنگل و بیاباں کا راستہ لیا ؎

صوفی دل بے قرار کآمد حرمش ⁂ باشد طپش از خرام ناز صنمش
دارد گذرے در دل پر درد آں شوخ ⁂ داغ دل ریش است نشانِ قدمش

واللہ اعلم کتنے زمانے کے بعد موضع راجگیر میں پہنچے، اور وہ جگہ آپ کو پسند آئی اِس لئے کہ دامنِ کوہ میں جنگل واقع ہے، تنہائی و عافیت کا مقام، چشمہ آب گرم خداداد، حمام غسل وضو کا آرام، آپ کو پابندئ شریعت اور اتباعِ سنت بہت تھی اور کیوں نہ ہو، روحِ نبی صلی اللہ علیہ و سلم سے تعلیم و تربیت تھی اور التزام باطن کے ساتھ آداب ظاہر سے معمور تھے اور جیسا کہ مولوی معنوی (مولانا رومی) فرماتے ہیں :- ؎

جمع صورت با چنیں معنی ژرف ⁂ نآید از کس خبر کہ سلطانے شگرف

ایک[1] مدت مدید کے بعد بعض لوگ آپ کو جنگل میں دیکھتے تھے اور ملاقات کرتے تھے، مولانا نظام مولی شیخ نظام الدین اولیاء کے خلیفہ بہار میں تھے، انہوں نے خبر پائی کہ شیخ شرف الدین منیری سے لوگ ملاقات کرتے ہیں تو وہ ملاقات کے لئے جاتے تھے اور تلاش کرتے تھے، جہاں کہیں کسی پہاڑ اور جنگل میں مشغول رہتے تھے ڈھونڈ نکالتے تھے، بعضے یاران شیخ نظام الدین بھی اسوقت بہار میں تھے، یہ لوگ بھی نظام مولی کے ساتھ جاتے تھے، شیخ شرف الدین منیری رح نے جب ان لوگوں کی سچی طلب دیکھی فرمایا :- اتنی دور سے اس جنگل میں کہ چارپایوں اور درندوں کے خوف کی جگہ ہے، آپ لوگ آتے ہیں مجھ کو دشوار معلوم ہوتا ہے، آپ لوگ شہر ہی میں رہئے میں روزِ جمعہ کو شہر ہی میں حاضر ہونگا، وہیں ملاقات ہوگی، مولینا نظام اور دوسرے یاروں نے قبول کیا اس وقت سے پھر شہر میں جامع مسجد میں تشریف لاتے تھے اور تھوڑی دیر مولانا نظام اور یاروں کے ساتھ بیٹھتے تھے، پھر جنگل واپس جاتے، پھر ایک مدت اس طرح گذری پھر یاروں نے کہا کہ ایک مقام متعین کرنا چاہئے کہ ادائے نماز جمعہ کے بعد وہاں ٹھہریں شہر کے باہر جہاں اب مخدوم جہاں کی خانقاہ ہے، دو چھپرہ ڈالا، جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو اس مقام میں یاروں کے ساتھ ٹھہرتے تھے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۸ میل مغربی سمت پر واقع ہے، کو نلو راسٹیشن سے ایک میل مشرق جانا پڑتا ہے لیکن میرے خیال میں یہ درست نہیں۔

[1] مناقب الاصفیا صفحہ ۱۳۴

اس کے بعد مولانا نظام مولیٰ مجد الملک مقطع[1] بہار پر متقاضی ہوئے کہ کچھ مال مزکیٰ رکھتا ہوں اس مال سے اپنے اہتمام سے ایک مکان شیخ شرف الدین کے لئے تیار کردوں، جہاں وہ دو چھپرہ تھا عمارت بنوائی، کھانا تیار کیا خلق کو بلوایا، یاران شیخ نظام الدین حاضر ہوئے، حضرت شیخ شرف الدین سے سجادہ پر بیٹھنے کے لئے التماس کیا، سجادہ پر بیٹھنے کے بعد مولانا نظام مولیٰ اور یاران شیخ نظام کی جانب منھ کیا اور فرمایا:- یاران مجالست شما برایں حد آورد کہ دراین بت خانہ نشاندی۔ یعنی یارو تمہاری مجالست مجھ کو اس حد پر لائی ہے کہ اس بت خانہ میں بٹھلایا"۔ جب تک پاؤں میں قوت تھی باہر جاتے تھے، ایک دو مہینہ باہر رہتے تھے ایک مدت اسی طرح پر گذری جب سلطان محمد تغلق[2] بادشاہ دہلی نے خبر پائی کہ شیخ شرف الدین منیریؒ جو برسوں جنگل بہیا میں رہتے تھے اور خلق سے کنارہ کش رہتے تھے، اب شہر میں آتے ہیں اور خلق کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔

مجد الملک مقطع بہار کو لکھا کہ شیخ الاسلام شیخ شرف الدین منیری کے لئے خانقاہ تیار کردو، اور راجگیر کو فقیروں کے وظیفہ کے لئے مقرر کردو اور ایک بلغاری جانماز نشانی بھیجی اور فرمان میں لکھا کہ اگر وہ قبول نہ کریں بجبر قبول کراؤ، جب اس کا فرمان مجد الملک کو پہنچا، مخدوم جہاں شیخ شرف الدین کے پاس لے گیا اور کہا جو اس نے لکھا ہے میری کیا طاقت ہے اس پر اقدام کروں یعنی آپ پر جبر ڈالوں، لیکن جب آپ قبول نہ فرمائیں گے وہ قصور کو میری طرف نسبت کریگا اور اس کا معاملہ معلوم ہے خدا جانے میرے ساتھ کیا کرے، جب مجد الملک کی لجاجت دیکھی باکراہ

---

[1] مقطع بہار سے مراد گورنر ہے۔ اس عہد میں گورنر کے عہدہ کو مقطع کہا جاتا ہے اور وہی صوبہ کا سب سے بڑا حکمراں اور افسر ہوتا تھا۔

[2] سلطان محمد تغلق کا پہلا نام ملک فخرالدین جوناں تھا جو دہلی میں اپنے والد غیاث الدین تغلق کے بعد ۷۲۵ھ میں تخت نشین ہوا اور بمقام ۲۱ محرم ۷۵۲ھ میں اس کی وفات ہوئی۔ یہ بادشاہ تمام مؤرخین کے لئے ایک معمہ بنا رہا، لیکن اعلیٰ صلاحیت کا حامل تھا۔ وہ حافظ قرآن تھا، عربی و فارسی میں بہت اعلیٰ خطوط لکھتا تھا، سلطان محمد تغلق باوجود ایک راسخ العقیدہ، حنفی المذہب، پابند صوم وصلوٰۃ مسلمان ہونے کے آزاد خیال تھا، اور اکثر ہمعصر صوفیائے کرام کو اس سے گزند پہنچا، حالانکہ بہت سے بزرگوں کا احترام بھی کرتا تھا، چنانچہ حضرت مخدوم جہانیاں کو شیخ الاسلام بنا کر ان کے تصرف میں چالیس خانقاہیں دی تھیں۔ مخدوم جہاں کو مصلیٰ بھیجا تھا، اور خانقاہ کی تعمیر کے لئے حکم دیا، وہ خود ایک بڑا متبحر عالم تھا اور سیاسی امور میں مذہبی مداخلت کا روادار نہ تھا۔

تمام قبول کیا، بعدہ جب سلطان نے وفات پائی، سلطان فیروز کا جلوس ہوا، تو اس گاؤں کو ترک کیا ———— گنج لایخفی میں ہے :-

"کاملاں را اگرچہ اختلاط خلق و مشغول بدیہ و خانقاہ زیاں ندارد لیکن ایشاں در طور کثرت و اسباب و سائر را بجائے ثابت دارند آنچہ موجب بعد و تفرقہ است آں را بت و بت خانہ نامند اگرچہ ایشاں را موجب بعد و تفرقہ نباشد تا با ثر ظاہر نہ شود۔ با ایں ہم ہمہ از حق و حق بینند در مشاہدہ ایشاں خللے نباشد، و چیز ہا کہ قدوہ طریقت است آنرا کراہت کنند و در آں شاہد حق باشند مریداں و متصوفیاں حالات صوفیاں را در یافتن نتوانند، صوفیاں اہل صاحباں اطوار اند ہرچہ کنند ہمہ حق کنند و حق باشند" ———— کاملوں کے لئے اگرچہ خلق سے میل ملاپ اور صریح انہماک اور خانقاہ نقص نہیں مگر یہ (کاملین) کثرت اسباب کے ڈھنگ میں اعتدال کو قائم رکھتے ہیں، جو کچھ بعد (جمعیت) اور تفرقہ (دل) کا سبب ہے اسے بت اور بتخانہ کہتے ہیں اگرچہ ان کے لئے بعد اور تفرقہ کا سبب نہیں، جب تک حد سے بڑھ جانے کا اندیشہ (دل میں) نہ ہو، یہ ہو نیکے باوجود سب حق کی طرف سے اور حق دیکھتے ہیں ان کے مشاہدہ (حق) میں خلل نہیں ہوتا اور وہ تمام چیز جو طریقت کی (ظاہری) ٹھاٹ ہے اس سے نفرت کرتے ہیں اور اسمیں (بھی) شاہد حق ہوں مریدیں اور سالکان راہ صوفیوں کو جان نہیں سکتے، صوفیاء بے تمکین مشرب والے ہیں جو کریں حق سے کریں اور حق (کے ساتھ) ہوں۔

یہ واقعہ کچھ تفصیل کے ساتھ گنج لایخفی ملفوظ شیخ حسین معز بلخی میں اس طرح تحریر ہے :-

فرمایا اے یارو! تمہاری مجالست مجھ کو اس حد پر لائی کہ اس بت خانہ میں بٹھلایا اور جب تک پائے مبارک میں قوت تھی ایک دو مہینے باہر رہتے تھے، جب قوت نہ رہی گھر میں رہنے لگے، شیخ حمیدالدین حضرت شیخ سے محبت رکھتے تھے، خلوتوں میں ساتھ رہتے ایک بار آدھی رات کو آئے، چاندنی رات تھی، حضرت شیخ باہر آئے صحن میں سایہ دیوار میں بیٹھے، شیخ حمیدالدین بھی ایک ساعت بیٹھے رہے، پھر بولے اگر یہ چبوترہ کچھ بڑھے صحن مصفا نظر آئے، حضرت شیخ اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا: میں نے جانا اس آدھی رات کو امور دینی میں کچھ مشکل پیش آئی ہے، ان مشکلات کے حل کے لئے آئے ہیں، کہتے ہیں چبوترہ بڑھاؤ، یہ نہیں کہتے کہ اس بت خانہ کو اینٹ اینٹ کر ڈالو اور ویران کر دو۔

منقول ہے[1] کہ ایک بار قاضی زاہد نے جو کہ عالم، سالک طریقت تھے اور اعتقاد مخدوم

(1 مناقب الاصفیا ص ۱۳۶)

جہاں پر رکھتے تھے، پوچھا کہ "مخدوم ہم نے سنا ہے کہ تیس[۱] برس آپ نے کچھ نہ کھایا اور پیشاب و پیخانہ کی حاجت نہ ہوئی، ان ریاضتوں میں حاصل کیا تھا" فرمایا: "تیس[۲] برس میں نے طعام نہیں کھایا ہے، لیکن جنگل سے حاجت کے وقت کچھ کھالیا تھا۔ جب پیشاب و پیخانہ بند رہا تو برسوں کے بعد میں محتلم ہوا، سردی سخت تھی پانی کے کنارے گیا۔ دل میں گذرا کہ تیمم کروں اور نماز ادا کروں، پھر دل میں گذرا کہ نفس شرع میں پناہ لیتا ہے فوراً پانی میں کودا بے ہوش ہو گیا جب آفتاب نکلا ہوشیار ہوا۔ حاصل یہ ہوا کہ اس دن نماز فجر قضا ہو گئی اور فرمایا زاہد جو کچھ شرف الدین نے ریاضت و مجاہدہ کی قسم سے کیا ہے اگر پہاڑ کرتا تو پانی ہو جاتا لیکن شرف الدین کچھ نہ ہوا۔

اس واقعہ کو "مونس القلوب[۱]" میں احمد لنگر دریا بلخی نے اس طرح لکھا ہے کہ "ایک دن حضرت قاضی زاہد علیہ الرحمۃ نے آپ سے پوچھا کہ اتنی ریاضتیں کیں اور خلوتیں کیں کیا کیا حاصل ہوا۔ فرمایا: "جس زمانہ میں جنگل بہیا میں تھا ایک رات مجھ کو غسل کرنے کی حاجت ہوئی، صبح کو پانی کے کنارے گیا کہ غسل کروں اور سردی سخت تھی دل میں آیا کہ رخصت شرع ہے تیمم کروں اور نماز پڑھوں پھر میں نے سوچا یہ خیال شیطانی ہے اور نفس کا مکر ہے کہ شرع میں پناہ ڈھونڈتا ہے جب تک کپڑے اتاروں نفس دوسرا وسوسہ نہ ڈالے اور راہ عزیمت سے باز رکھے، خرقہ سمیت پانی میں کودا، جب باہر نکلا بے ہوش ہو گیا، نماز صبح قضا ہو گئی، اس واقعہ سے یہی حاصل ہوا۔

ذوق وجد

"مونس القلوب[۲]" میں مذکور ہے کہ حضرت مخدوم شیخ حسین فرماتے تھے کہ "ایک دن قاضی زاہد نے حضرت مخدوم جہاں سے یہ بات پوچھی کہ آپ کو کب کب ذوق ہوا۔ آپ (مخدوم جہاں) نے فرمایا کہ ایک دو بار مجھ کو ذوق حاصل ہوا تھا۔ ایک تو وہی کہ کپڑے پہنے ہوئے پانی میں کودا تھا، دوسرے ایک دن میں بیابان میں پھر رہا تھا کہ ایک مقام میں ایک چرواہا گایوں کو چرا رہا تھا اور کئی گوسالے اس میں تھے اور اس کے قریب قریب کئی گھر آباد تھے ان گوسالوں میں سے ایک گوسالہ اچھا معلوم ہوا، اس کو دیکھ رہا تھا، اور چرواہا ایک درخت کے سایہ میں سویا ہوا تھا۔ اس وقت کئی ہندو عورتیں اس بستی سے گوبر چننے کو آئیں ان میں ایک ڈائن تھی، گوسالہ کو چوٹ پہنچائی اور چلی گئی اور اسی وقت گوسالہ زمین پر

۱۔ مونس القلوب مجلس دوازدہم ص ۹۴

۲۔ مونس القلوب مجلس دوازدہم ص ۹۵،۹۶

گرا اور لوٹنے لگا، چرواہا جو جاگا، عورتیں چلی گئیں تھیں اور میں کھڑا تھا، مجھ کو پکڑا کہ میرے گوسالہ کو تو نے مارا ہے ایک لاٹھی مجھ کو زور سے مارا۔ اور چاہتا تھا کہ اور مارے، میں نے کہا کہ مجھ کو کیوں مارتا ہے۔ چرواہا بولا —— میرے گوسالہ کو تو نے مارا ہے، میں نے کہا اگر تیرا گوسالہ اچھا ہو جائے تو مجھ کو نہ ستائے گا —— بولا ہاں! مجھ کو دو مشکلیں پڑیں، اگر چپ رہتا ہوں تو چرواہا کے ہاتھ سے رہائی نہیں ہوتی اور اگر کہتا ہوں تو اس عورت کا راز فاش ہوتا ہے الغرض حیلہ سے اس عورت کے پاس گیا اور حکمت سے اس کو کہا کہ حال یہ ہے اگر کوئی تدبیر کرے کہ گوسالہ اچھا ہو جائے تو تیرا بھی بھید پوشیدہ رہتا ہے اور میں بھی رہائی پاتا ہوں ورنہ تو بھی فضیحت میں ہوگی اور میں بھی گرفتار ہوں گا۔ پھر اس عورت نے طلسم کیا کہ گوسالہ اچھا ہو گیا مجھ کو چرواہے کی لاٹھی کھانے میں ایک ذوق اور مزہ حاصل تھا۔

"مونس القلوب"[1] میں مذکور ہے کہ "حضرت مخدوم شیخ مظفر مرحوم نے آپ سے پوچھا کہ ایام شروع مجاہدہ میں کسی وقت ذوق بھی تھا۔ فرمایا —— کہ جس وقت میں کوہ راجگیر میں تھا مخمصہ ہوا۔ یعنی حالت اضطرار میں کسی مباح چیز کی تلاش میں چلا، دامن کوہ میں ایک مرد کو دیکھا کہ کھانا کھا رہا ہے اور اس کے ملازم دو مرا مور چھل ہلا رہے ہیں، میں اس کے نزدیک گیا اور کہا " التوفیق شیٔ عظیم " یعنی توفیق عمدہ چیز ہے اس مرد نے کہا، آؤ اور کھانا کھاؤ، میں گیا اور بقدر ضرورت لقمہ اٹھاتا تھا اس کے لوگوں نے جب اس طرح پر دیکھا، آئے اور خواجہ کو جھڑکا کہ اے خواجہ تم کو شرم نہیں کہ ایسے شخص کے ساتھ کھانا کھا رہے ہو۔ مجھ کو اس بات نے مزہ دیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا تین دن تک اس خوشی میں پہاڑ پر تواجد میں رہا۔

کشف و کرامات

بزرگان دین نے کرامت اور خرق عادات کو رشد و ہدایت اور تبلیغ اسلام کا ذریعہ بنایا تھا، ان سے ایسی چیزیں ظہور ہوتیں لیکن کبھی کبھی —— حضرت مخدوم جہاں کے بھی خرق عادات اور کرامات بے شمار مشہور ہیں مگر صرف کرامتیں دلیل شیخی نہیں ہیں، کیونکہ کرامتوں کے متعلق خود مکتوبات صدی کے مکتوب[2] دہم میں "اقوال شیخ" کے حوالہ سے لکھتے ہیں:۔

"بت[3] اندر عالم بسیار است، یکے از بتاں ایں طائفہ کرامت است، اگر با کرامت

---

[1] مونس القلوب مجلس پنجاہ و پنجم ص ۲۸۴

[2] "مکتوبات صدی" مکتوب دہم

سکون گیرد محجوب گردد، واگر از کرامت اعراض نماید و تبرا کند، مقرب و مکشوف بود"[1]

یعنی قول مشائخ ہے کہ دنیا میں بہتیرے بُت ہیں، اور ان بتوں میں سے ایک گروہ (مشائخ) کے لئے ایک بت کرامت ہے۔ اگر اپنی کرامت پر مطمئن ہوئے تو محجوب ہوئے اور اگر کرامت سے گریز کیا اور بیزار ہوئے تو مقرب بہ خدا ہوئے۔

ایک بار ایک مرد کئی مکھیاں مری ہوئی آپ کے پاس لایا اور بولا کہ :۔

یعنی شیخ جلاتا اور مارتا ہے فرمائیے کہ یہ مکھیاں زندہ ہو جائیں"۔ مخدوم جہاں نے جواب دیا "میں خود درماندہ ہوں دوسرے کو کیا زندہ کر سکتا ہوں"۔ وہ مرد شیخ احمد چرم پوش ابن سید موسیٰ ہمدانی[2] کے پاس گیا۔ شیخ احمد چرم پوش نے فرمایا "یہ بھید خدا نے شیخ شرف الدین کو دیا ہے ہم نہیں کر سکتے"۔ پھر مکھیوں کو کہا کہ "اڑ جاؤ" مکھیاں اڑ گئیں۔ پھر اس مرد نے کہا کہ "اب زندہ کا معائنہ کروں"۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ راستے میں معائنہ کرو گے، جب وہ شخص واپس ہوا، راستہ میں ایک سوار سے ایسی ضرب آئی کہ مر گیا، شیخ شرف الدین کو اس کی خبر ہوئی اُس کے جنازے میں شریک ہوئے۔ جب شیخ احمد چرم پوش نے سنا کہ مخدوم جہاں حاضر ہوئے ہیں آپ بھی اس کے جنازے میں شریک ہوئے، دونوں بزرگوں کی موجودگی میں لوگوں نے دفن کیا

حضرت مولانا مظفر بلخی[3] ایک دن اپنے پیر (مخدوم جہاں) کے ساتھ کسی مجلس میں شریک تھے، شیخ الحاج منہاج الدین بھی اس مجلس میں حاضر تھے، بات فرضیت حج تک پہنچی، شیخ منہاج الدین بطور تعرض آپ کے پیر سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ حج سب مسلمانوں پر فرض ہے اور ایک طرح کا فخر فعل حج سے ظاہر کیا، آپ کو شیخ منہاج الدین کی باتوں سے باطن میں ایک قسم کی حرارت پیدا ہوئی، ضبط نہ کر سکے اپنی آستین شیخ منہاج الدین کو دکھائی اور بولے "کتنا حج کا ذکر کرو گے۔ غلامان شرف الدین کی آستین میں دیکھو"۔ شیخ منہاج الدین نے جو نگاہ کی کعبۂ مبارک کو آپ کی آستین میں دیکھا، تعجب میں رہے، آپ کے پیر حضرت مخدوم جہاں کو یہ بات پسند نہ آئی، آپ کو کہا کہ جتنا تو اپنی کرامت میں مشغول ہوا اتنا ہی کرامت دینے والے سے

---

[1] مناقب الاصفیا صفحہ ۱۳۰ [3] مناقب الاصفیا صفحہ ۱۵۱

[2] شیخ احمد چرم پوش حضرت پیر جگجوت کے نواسے اور حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین کے خالہ زاد بھائی تھے، آپ کے والد کا نام موسیٰ ہمدانی تھا جو حضرت امام حسینؓ کی اولاد میں سے تھے، آپ کی پیدائش سنہ ۶۵۶ھ

(بقیہ حاشیہ بر صفحۂ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں ہوئی آپ کی تعلیم و تربیت مروجہ نصاب کے مطابق گھر ہی پر ہوئی، علم ظاہری کے بعد علم باطنی کی طرف رجوع ہوئے اور آپ کو سلسلۂ سہروردیہ سے عقیدت ہوئی، چنانچہ حضرت شیخ سلیمان مہسوی کی خدمت میں جایا کرتے، مونس القلوب مجلس نود و یکم ۷۶۳ھ میں تحریر ہے کہ "سماعت شیخ تقی الدین خلیفہ بندگی شیخ احمد چرم پوش و شیخ حسین مہسوی بخدمت شیخ سلیمان رفتن ہیچ جامہ نداشتند خدمت شیخ سلیمان ایشاں را ہشت جیتل دادند کہ ہر دو نفراں برائے ستر کنید چوں ہر دو بزرگان از پیش خدمت شیخ سلیمان برخاستند بیروں آمدند میانِ خود اندیشہ کردند کہ بدیں مقدار جامہ دو نفر نشود. پس خدمت شیخ حسین دو بکڑ خریدند و خدمتِ شیخ احمد چرم شدند، چوں ہر دو بزرگان پوشیدہ پیش خدمت شیخ سلیمان رفتند، خدمت شیخ فرمودند شما را ہمیں کافی است مبارک فرمود" شیخ سلیمان مہسوی جو کہ تقی مہسوی کے مرید تھے وہ خواجہ احمد دمشقی کے اور وہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ کے مرید تھے، ایک بار شیخ احمد چرم پوش اور شیخ حسین مہسوی شیخ سلیمان مہسوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کوئی کپڑا نہ تھا، شیخ سلیمان نے ان دونوں کو ہشت جیتل دیا کہ دونوں اپنے لئے لباس بنائیں، جب دونوں بزرگ شیخ سلیمان کے پاس سے اٹھ کر باہر آئے تو اپنے دل میں سوچا کہ اتنے میں دونوں کا لباس نہیں ہوگا، پھر شیخ حسین نے دو بکڑہ خرید لیا، اور شیخ احمد نے چرم پہن لیا، جب دونوں شیخ سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شیخ نے دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگوں کو یہی کافی ہے اور مبارک باد دی" اس روایت سے چرم پوش کی وجہ تسمیہ کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے شجروں میں آپ کے پیر کا نام علاء الدین علاء الحق سہروردی ہے جو حضرت سلیمان مہسوی کے مرید اور خلیفہ تھے اور وہ مولانا شیخ تقی الدین مہسوی سہروردیؒ کے مرید تھے، اور مولانا تقی مہسوی حضرت خواجہ احمد دمشقیؒ کے مرید و خلیفہ تھے اور آپ حضرت شیوخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ کے مرید و خلیفہ تھے جیسا کہ مونس القلوب میں تحریر ہے۔ حضرت شیخ احمد چرم پوشؒ نے دور دور تک تبلیغ اسلام کے لئے بادہ پیمائی کی ہے آپ سے کشف و کرامات بہت ظاہر ہوئے ہیں آپ رشد و ہدایت کو اپنا فریضہ سمجھتے تھے، آپ کی شہرت دور دور تک تھی، چنانچہ سلطان فیروز شاہ بھی بہار شریف آکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا لیکن آپ نے اپنی شان استغنا، کی وجہ سے کوئی توجہ نہ کی۔ آپ کی خدمت میں دہلی سے آکر حضرت مولانا مظفر بلخی کے والد حضرت شمس بلخی مرید ہوئے، مناقب الاصفیا میں اس کی وضاحت ہے آپ فارسی کے بڑے صوفی شاعر تھے۔ احمد تخلص کرتے تھے۔ اشعار میں تصوف اور معرفت کے اسرار و رموز ہیں، آپ کا مکمل دیوان حضرت شاہ محمد ظفر قدس اللہ سرہ کے یہاں ہے، تصوف میں دو ورق کا رسالہ توحید میں ہے جس میں انہوں نے مقام ناسوت، ملکوت، جبروت، لاہوت پر سترہ طریقوں سے بحث کی ہے، فارسی میں ہے، سید شاہ جلال الدین خلیفہ حضرت مخدوم شاہ حسن علی ابو العلائی کے مخطوطات میں یہ رسالہ تھا (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

روگردانی کی۔

باوجود ان سب کے کچھ کرامات کے ظہور بھی ہوئے ہیں لیکن غیر اختیاری طور پر، ایک[1] دفعہ کا واقعہ ہے کہ جس زمانے میں مخدوم جہاں راجگیر میں تھے ایک جوگی نے سنا کہ اس جنگل میں ایک بزرگ رہتے ہیں، اس کو ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا، جنگل میں گیا جہاں مخدوم جہاں سے ملاقات کی، اس نے مخدوم جہاں سے دریافت کیا کہ "سدھا" کو کیسے پہچان سکتے ہیں (سدھا" جوگیوں کی اصطلاح میں مرد کامل کو کہتے ہیں) آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اگر وہ اس جنگل کو کہے سونا ہو جا فوراً وہ جنگل سونا ہو جائے"۔ یہ کہتے ہی وہ جنگل بھی فوراً سونا ہونے لگا آپ نے جنگل کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا "تو اپنے حال پر رہ"۔ "میں یہ بات بولتا ہوں"

ایک[2] جوگی صاحب جمال بہار پہنچا، مخدوم جہاں شیخ شرف الدین کے بعض مریدوں سے ملاقات ہوئی ان لوگوں کے دل میں گذرا کہ خدائے تعالے نے ایک کافر کو ایسا حسن دیا ہے اس جوگی نے (جو باطن کی صفائی کسب کر چکا تھا۔) لوگوں کے اس خیال کو معلوم کر لیا۔ کہا:۔ ایسی چیزیں دل میں نہ لانی چاہئے"۔ پھر دریافت کیا تمہارے کوئی گرو ہیں"۔ (جوگی اپنی زبان میں پیر کو گرو کہتے ہیں) بعض مریدان مذکور نے کہا کہ ہاں! ہمارے گرو ہیں اور مخدوم جہاں کا ذکر اور آپ کا وصف اس کے آگے بیان کیا۔ اس نے بطریق استفہام کہا کہ وہ میرے پاس آئیں گے ان لوگوں نے جواب دیا۔ آپ (مخدوم) بزرگ ہیں کسی کے یہاں نہیں جاتے کیسا ہی کوئی بزرگ کیوں نہ ہو آپ ہی کے پاس جاتا ہے۔ گرو نے پھر کہا: مجھ کو ان کے پاس لے چلو، یہ لوگ اس کو اپنے ساتھ مخدوم جہاں کی خدمت میں لے گئے، جوں ہی اس کی نظر مخدوم جہاں پر پڑی پیچھے پاؤں بھاگا، لوگوں نے پوچھا کیوں بھاگتے ہو۔ بولا: "کرتار روپ ہو گئے ہیں"۔ یعنی متصف بہ صفات حق ہیں۔ ان کے سامنے جانے کی طاقت نہیں رکھتا اگر جاؤں جل جاؤں"۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جس کی نقل عم محترم سید شاہ تقی حسن بلخی مدظلہٗ کے پاس ہے۔ آپ کا وصال ۷۸۲ھ میں ۶ صفر المظفر کو ہوا، اور بہار شریف محلہ انبیر میں مدفون ہوئے، آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے اور ۶ صفر کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔ تاریخ انتقال مخدوم بیگانہ سے نکلتی ہے، چنانچہ گنج ارشدی ص ۱۸ مکتوبہ ۱۱۳۵ھ میں تحریر ہے کہ "حضرت شیخ مخدوم احمد چرم پوش بہاری المتوفی ۶ صفر روز سہ شنبہ ۷۸۲ھ کہ تاریخ انتقال از لفظ مخدوم بیگانہ بر می آید"۔

۱ے مناقب الاصفیا ص ۱۳۹ ۲ے مناقب الاصفیا ص ۱۳۹

لوگوں نے اس جوگی کا قصہ مخدوم جہاں کے آگے ظاہر کیا۔ آپ مسکرائے اور فرمایا: "اس کو کہو کہ اب آوے دیکھنے کی طاقت لاوے گا"۔ جب وہ پھر آیا دیکھا اور کہا اب ان کے پاس جا سکتا ہوں۔ وہ آیا مجلس میں دیر تک بیٹھا رہا اس کے بعد کہا: "مجھ کو سلام کی تلقین کیجئے"۔ مخدوم جہاں نے اس کو سلام کی تلقین کی، تین دنوں تک اپنے ساتھ رکھا، پھر اس کو رخصت کیا وہ چلا گیا۔

کسی نے مخدوم جہاں سے دریافت کیا، تھوڑی ہی مصاحبت کے بعد کیوں رخصت کیا، آپ نے فرمایا: "وہ کام تمام کر چکا تھا۔ زنگار کفر کا حجاب تھا، تھوڑی ہی صحبت میں زنگار کا ازالہ ہو گیا اور رخصت کیا۔

رشد و ہدایت

جب[1] آپ مستقل طور پر خانقاہ بہار شریف میں بیٹھ کر رشد و ہدایت کرنے لگے تو روزانہ ہی لوگ کچھ نہ کچھ سوال کرتے اور آپ اس کا تشفی بخش جواب دیتے اور اس طرح پر لوگوں کی تعلیم کرتے، اس ضمن میں اپنے گذشتہ واقعات پر بھی روشنی ڈالتے۔

ایک[2] بار مشائخ وقت نے اپنی اپنی تمنا اور آرزو ظاہر کی، جب آپ کی باری آئی تو آپ نے فرمایا کہ "میری آرزو یہ ہے کہ میرا نام نہ اس جہان میں رہے اور نہ اس جہان میں رہے"۔

حضرت[3] مولانا مظفر بلخی سے منقول ہے کہ ایک دن آپ نے مخدوم جہاں سے استفسار کیا کہ "کیا حکمت ہے کہ اگلے درویش کافروں کو سلام پیش کرتے تھے اور اس وقت خدا تک پہنچاتے تھے اور اس زمانے کے درویش مریدوں کو مجاہدہ فرماتے ہیں"۔ فرمایا: "کافر جو اس زمانے میں سلام لاتے تھے استعداد کامل رکھتے تھے، لیکن اس زمانے کے مرید چنداں استعداد نہیں رکھتے، بضرورت پیر اُن کو مجاہدہ فرماتے ہیں۔

ایک[4] وقت میں قاضی زاہد نے آپ سے پوچھا کہ مخدوم! آپ مرد خدا کی اتنی تعریف کرتے ہیں، مرد خدا ہند میں کون کون ہیں؟ فرمایا "وہ دیوانہ پانی پتی ہے"۔ قاضی زاہد نے کہا: "اتنے

---

[1] مناقب الاصفیا ص ۱۳۶ [2] مناقب الاصفیا ص ۱۴۱ [3] مناقب الاصفیا ص ۱۳۵

[4] شیخ شرف الدین نام اور لقب بو علی قلندر تھا، امام اعظم ابو حنیفہ کی اولاد میں سے تھے آپ کے والد ۶۰۰ھ میں عراق سے ہندوستان آئے، شیخ شرف الدین بو علی قلندر پانی پت میں ۶۰۵ھ میں پیدا ہوئے کمسنی ہی میں تمام علوم ظاہری حاصل کئے، لیکن جب علم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے تو جذب و بیخودی کی حالت میں علوم و فنون کی تمام کتابوں کو دریا میں ڈال کر جنگل کی راہ لی اور مجذوب ہو گئے، آپ کسی سے مرید نہ تھے لیکن اخبار الاخیار میں اتنا مذکور ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

بزرگ ہند میں بیں پانی پتی کی کیا تخصیص ہے ؟ ——— فرمایا: زاہد تم نے مرد خدا کو پوچھا نہ کہ بزرگ کو :

ایک بار قاضی زاہد مذکور نے پوچھا کہ مخدوم آپ دہلی گئے تھے، دہلی کو کیسا پایا ؟

فرمایا ——— " زاہد دہلی کے متعلق جتنا تم پوچھو گے اس سے زیادہ عابد و زاہد، بہت بزرگان دین، بہت صاحب سجادہ اور صاحب کرامت بہت، لیکن جو بات میں ڈھونڈتا ہوں وہی وہ ڈھونڈتا ہے، یعنی دیوانہ پانی پتی،

نقل ہے کہ احمد بہاری اور ع. کاکوی ایک دیوانہ شکل تھے، اکثر شیخ شرف الدین کی خدمت میں آتے جاتے تو توحید خاص میں کچھ پوچھتے، کبھی آپ بھی کچھ کہتے، شیخ کے ساتھ انبساط رکھتے تھے، عالم دیوانگی میں کھلی کھلی باتیں بولتے کہ خلق اس کے سننے کی طاقت نہ رکھتی تھی، اور شیخ ع. کاکوی ایک مرد صاحب شغل کامل الحال تھے۔ نہایت مشغول، اتنی دور بہار سے تھے کہ قصبہ کاکو سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے ارادت رکھتے تھے اور بعض کا خیال ہے کہ آپ کا روحانی تعلق حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ سے تھا، ان میں سے کسی روایت کی تصدیق نہیں ہوسکی ہے شیخ بو علی قلندرؒ کا فیض ہمہ گیر تھا، کبیر الاولیاء حضرت شیخ جلال الدین محمود پانی پتی حضرت بو علی قلندرؒ ہی کے فیض نظر سے راہ طریقت پر گامزن ہوئے، ایک دن شیخ بو علی قلندرؒ سر راہ بیٹھے ہوئے تھے کہ کمسنی کے زمانہ میں شیخ جلال الدین گھوڑے پر سوار ادھر سے گذرے۔ ان کو دیکھ کر شیخ بو علی قلندرؒ نے فرمایا :۔ " زہے اسپ و زہے سوار " کانوں میں یہ آواز پڑتے ہی شیخ جلال بے خود ہو گئے، گھوڑے سے اتر پڑے، اور اسی وقت گریبان چاک کر کے جنگل کی راہ لی اور چالیس سال تک جنگل میں پھرتے رہے اور پھر شیخ زماں ہوئے، سلطان جلال الدین خلجی کو حضرت خواجہ بو علی قلندرؒ سے بڑی عقیدت تھی اور اس نے حضرت امیر خسروؒ کے دست مبارک سے آپ کی خدمت میں نذورات بھیجے تھے، جسے آپ نے قبول فرمایا۔ ۱۳ ر رمضان المبارک ۷۲۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اور آپ کا روضۂ مبارک پانی پت میں ایک پرفیض اور پرکیف مقام پر واقع ہے اور زیارت گاہِ خاص و عام ہے مکتوبات بنام اختیار الدین اور حکم نامہ شرف الدین آپ سے منسوب اور مشہور ہے۔

(اخبار الاخیار، گلزار ابرار، مراۃ الاسرار)

شیخ شرف الدین کی خدمت میں آنا میسر نہ ہوتا، کچھ اگر توحیدِ خاص اور عشق و محبت میں مشکل ہوتی حل اس کا شیخ شرف الدین سے بذریعہ خطوط چاہتے، شیخ ان کا جواب لکھتے، اس کو کلمات شیخ شرف الدین اجوبہ کا کو یہ کہتے ہیں، یہ دونوں بزرگ سلطان فیروز کے عہد دولت میں دہلی گئے۔

توحید میں کھلی کھلی باتیں اور کلمات شطح بولتے، علمائے دہلی نے سلطان فیروز سے یہ کہا کہ یہ دونوں ایسی بات بولتے ہیں کہ قتل کے سزاوار ہوئے، سلطان نے محضر کیا تمام اکابر شہر کو جمع کیا، ان دونوں کو قتل کیا، اس خبر کو سنکر حضرت مخدوم جہاں نے فرمایا دہلی سا شہر، مشائخ علما، فضلا کا مجمع، سلطان فیروز سا بادشاہ، ولیوں کا معتقد کسی کو اتنا نہ ہوا کہ ان دونوں بزرگوں کو دیوانگی کے بہانے سے بھی رہا کر دادے۔

"مونس القلوب" میں اتنی بات اور زیادہ ہے کہ ان کے قتل کے بعد شاہ نے حکم کیا کہ دہلی کے دروازے پر لکھ دیں کہ احمد بہاری اور عز کاکوی توخدائی کا دعوی کرتے تھے ہماری بارگاہ جہاں پناہ میں سزا کو پہونچے

جب ان کے قتل کی خبر شیخ شرف الدین کو پہنچی تو آپ نے فرمایا جس شہر میں ایسے بزرگوں کا خون گرے تعجب ہے اگر وہ شہر آباد رہے۔ جیسا کہ فرمایا ویسا ہی ہوا، کچھ مدت نہ گزری تھی کہ سلطان فیروز ہی کی زندگی میں خرابی کا مقدمہ ظاہر ہوا، شہر میں سلطان فیروز کا باوجود اس شوکت کے وہ جو رکھتا تھا کوئی ضابطہ باقی نہ رہا، بادشاہ کا بیٹا خان جہاں وزیر سے بھڑ گیا، بہت مسلمان اس حادثے میں مارے گئے، شہر تباہی و بربادی کو پہنچا، اس کے بعد ملازموں نے سلطان دہلی کو کہا اور سلطان کے بیٹے سے بھڑ پڑے، اس کے بعد مغل لوگ آئے اور دھلی کو زیروزبر کر ڈالا۔

"وسیلۂ شرف" میں مذکور ہے کہ اس اجمال کی تفصیل سیرالمتاخرین سے لکھی جاتی ہے، فیروز شاہ جب بوڑھے اور ضعیف ہوگئے، اپنے بیٹے ناصر الدین محمد شاہ کو ولی عہد کیا۔ اور بارِ سلطنت اس کے دوش و ہوش پر رکھا، اور خود گوشۂ عافیت میں توشۂ عاقبت کے سامنے لگے، اور محمد شاہ کے قصور سے انتظامِ حکومت میں فتور پڑا، پہلے وزیر سے ہنگامہ آرائی ہوئی، پھر امرائے سلطنت اور سردارانِ لشکر بگڑ پڑے، محمد شاہ نے ان لوگوں پر چڑھائی کی، سردارانِ لشکر نے فیروز شاہ سے کیفیت عرض کی اور فیروز شاہ کو گھیرا، اور فیروز شاہ خود لشکر کے ساتھ ہو کر مقابلہ کو نکلے محمد شاہ کو تاب مقابلت نہ ہوئی، فرار کیا اور جلاوطنی اختیار کی، فیروز شاہ نے بیٹے سے ناخوش ہو کر اپنے پوتے لال شاہ ابن فتح خان کو جو یتیم تھا ولی عہد کیا اور تھوڑے ہی زمانے میں مرض الموت میں

مبتلا ہوکر دنیا سے منہ موڑا۔ اور دینداری اور نکوکاری اور عدالت گستری اور رعیت پروری میں نام نیک قیامت تک یادگار چھوڑا

شیخ عز کاکوئی اور احمد بہاری اختلاط اور اعتقاد مخدوم جہاں کے ساتھ رکھتے تھے اسرار توحید میں کلمات شطح بولتے تھے، شاید کہ ان لوگوں کا گذر دہلی میں ہوا، جب ان لوگوں کی بلند باتیں دہلی والوں نے سنیں، طاقت نہ لائے۔ غازی بادشاہ کے یہاں شکایت کی کہ ان کو قتل کر دیا جائے، اس وقت میں سلطان فیروز تھا، ان لوگوں کے واسطے محضر کیا،،، مسکینوں کو قتل کیا، اتنے مشائخ طریقت تھے کسی نے ان کو دیوانگی وغیرہ کے حیلے سے بھی خلاص نہ کروایا، بلکہ کسی نے ٹھنڈی سانس بھی نہ بھری، جب ان لوگوں کے قتل کی خبر مخدوم جہاں شیخ شرف الدین کو پہنچی تو فرمایا جس شہر میں ایسے بزرگوں کا خون گرے، تعجب ہے اگر وہ شہر آباد رہے،

غمازوں نے مخدوم جہاں کا یہ کلام بادشاہ کے کان میں پہنچایا۔ بادشاہ نے علمائے کابر کو جمع کیا کہ میں نے تمہارے فتویٰ سے ان لوگوں کو قتل کیا ہے، شیخ شرف الدین یہ بات کیوں کہتے ہیں سب نے یک زبان ہوکر کہا حضور ان کو طلب فرمائیں۔ اس وقت یہ بات ان کی ظاہر ہو کہ کس سبب سے کہا ہے، بادشاہ نے ان لوگوں کے مشورے سے طلب کا فرمان جاری کیا۔

اتنے میں سید السادات سید جلال الدین بخاری[۲] کا خادم بادشاہ کے پاس آیا، اور سید السادات کے تبرکات بادشاہ کو پہنچایا۔

۱؎ مناقب الاصفیا ص ۱۳۷

۲؎ آپ کا اسم گرامی سید جلال الدین تھا، لیکن عام طور پر مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے لقب سے مشہور ہوئے، اس لقب کی وجہ سیر العارفین کے مصنف نے یہ بتائی ہے کہ عید کے روز آپ نے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، حضرت شیخ صدرالدین اور حضرت شیخ رکن الدین کے مزاروں پر جاکر مراقبہ کیا اور مراقبہ میں عیدی طلب کی تو ان بزرگوں کی جانب سے عیدی میں مخدوم جہانیاں کا لقب ملا اور جب وہ وہاں سے واپس ہوئے تو راستہ میں جو کوئی دیکھتا بے اختیار کہتا کہ مخدوم جہانیاں آتے ہیں لیکن حضرت غلام ارشد جونپوری کے ملفوظ گنج ارشدی حصہ چہارم کے ص ۱۱۶ پر تحریر ہے کہ "مرتب احقر از بعضے ثقہ وجہ لقب آنحضرت بمخدوم جہاں چنیں استماع یافتہ چوں مخدوم جہانیاں حضرت میر سید جلال بخاری ملاقات گشت حضرت مخدوم جہانیاں آں طرف مخدوم جہاں دیدہ فرمودند کہ شما مخدوم (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جہانید وحضرت مخدوم جہاں فرمودند کہ حضرت مخدوم جہانیاں اند" اخبار الاخیار میں ہے
کہ چونکہ سیاحت بہت کی اس لئے جہاں گشت بھی کہلائے، حضرت سید جلال الدین بخاری کے
دادا کا نام بھی جلال الدین سرخ بخاری تھا. وہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے مرید وخلیفہ تھے حضرت
جلال الدین کے بڑے صاحبزادے سید احمد کبیر کے حضرت مخدوم جہانیاں صاحبزادے ہیں، آپ امام
علی نقی علیہ السلام کی اولاد میں نویں پشت میں ہیں، حضرت مخدوم جہانیاں کی ولادت باسعادت اچہ میں
شب برات ۷۰۷ھ میں ہوئی. آپ کی تعلیم قاضی علامہ بہاء الدین مولانا مجد الدین شیخ مکہ عبداللہ یافعی
اور شیخ مدینہ عبداللہ مطری سے ہوئی. آپ کو ایک سو اٹھاسی علوم میں مہارت تھی، آپ نے سب
سے پہلے اپنے والد سے تصوف کی تعلیم حاصل کی، پھر حضرت زکریا ملتانی رح کے پوتے حضرت شیخ ابوالفتح
رکن الدین کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان سے اس قدر محبت بڑھی کہ ایک بار رکن الدین اپنے چبوترہ کی
دہلیز سے اتر کر کہیں تشریف لے جارہے تھے، دہلیز کا زینہ نیچا تھا، حضرت سید جلال الدین وہاں آکر
چت لیٹ گئے کہ مرشد سینہ پر پاؤں رکھ کر آسانی سے اتر جائیں، مرشد نے دیکھا تو اپنی شہادت کی
انگلی منہ میں دبا کر اپنے مشفق مرید سے فرمایا نبوت کا دروازہ تو ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا ہے، لیکن
اے سید! ولایت کی اقلیم پر تمہارا تصرف حد بشریت سے زیادہ ہوگا. یہ کہہ کر حضرت کو دست مبارک
سے اٹھایا اور اپنے سینہ سے لگایا، حضرت رکن الدین کے علاوہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی
سے بھی اجازت وخلافت ہے، حضرت مخدوم جہاں سے بھی آپ کو غایت الفت ومحبت تھی، آپ
چھ بار حج اکبر سے بھی مشرف ہوئے، اخبار الاخیار میں مذکور ہے کہ آپ نے بہت سیر وسیاحت کی اور اکثر اولیاء
اللہ سے نعمت وبرکت حاصل کی، مشہور ہے کہ آپ جب کبھی کسی سے معانقہ فرماتے تو جو نعمت ان کے پاس
ہوتی اسی وقت جذب کر لیتے یعنی آپ اسقدر توجہ اور خدمت سے کام لیتے کہ وہ شخص بے اختیار ہو کر
آپ کو اپنی نعمت دیدیتا، "تاریخ محمدی میں ہے کہ آپ نے پہلے اپنے چچا شیخ صدر الدین بخاری سے
خرقہ پہنا، اور شیخ الاسلام سند المحدثین شیخ عفیف الدین عبداللہ مطری سے حرم شریف نبوی میں
کلاہ ارادت اور خرقۂ تبرک سے سرفراز ہوئے، آپ دو سال تک ان کی صحبت میں رہے، اور عوارف
المعارف اور سلوک کی دوسری کتابوں کا درس لیتے رہے، انہی کی صحبت میں طریقت اور ذکر کی تعلیم و
تلقین حاصل کی، شیخ عفیف الدین نے فرمایا کہ آپ کے فیض ورشد کا سلسلہ گازرون میں موقوف ہے
آپ گازرون میں پہونچے تو شیخ الاسلام شیخ امین الدین کے بھائی شیخ امام الدین نے کہا کہ شیخ امین
الدین نے رحلت کے وقت مجھ کو وصیت کی تھی کہ سید جلال الدین بخاری میری ملاقات کے لئے اچھ
اور ملتان کی جانب سے آرہا تھا، راستے میں شیطان نے اس کو بہکا دیا کہ شیخ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

سلطان نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ حضرت مخدوم نے بہت دنوں کے بعد یاد کیا ہے خادم نے کہا کہ شیخ شرف الدین کے مکتوبات مخدوم کے پاس پہنچے تھے اس کے مطالعہ کے لئے خلوت میں رہتے تھے، کچھ دنوں تک کوئی شخص بھی مخدوم سے ملاقات نہ کر سکتا تھا اس سبب سے بہت دن ہو گئے۔

بادشاہ فرمان طلبی بھیجنے سے شرمندہ ہوا، پھر دوسرا فرمان بھیجا کہ طلب کا فرمان اگر بہار تک پہنچا ہو تو باز رکھیں، ایسے بزرگ کو جگہ سے اٹھانا مصلحت نہیں ہے اور جب فرمان طلب کا شہرہ مخدوم جہاں کو پہنچا فرمایا "یہ فرمان سید جلال الدین کے طفیل میں منسوخ ہوا اس کے پیچھے ایک دوسرا فرمان آتا ہے"

فقر اور عاجزی وانکساری :-

فقر کو مخدوم جہاں نے اپنے گلے سے لگایا اور اس پر آپ کو فخر ہے، آپ لوگوں کی عیب پوشی کرتے اور عاجزی وانکساری اختیار کرتے

"مونس القلوب" میں ہے آپ ترک راجگیر کے ارادے سے سلطان فیروز کے یہاں چلے، اثنائے راہ میں قاضی اشرف الدین سے ملاقات ہوئی، پوچھا کہاں جاتے ہیں، آپ نے فرمایا ایک غرض کے لئے جاتا ہوں، قاضی صاحب نے کہا کس غرض کے لئے، فرمایا دل میں آیا راجگیر کو ترک کردوں اس لئے دہلی جاتا ہوں، بادشاہ نے جو سند راجگیر دیا ہے اسے واپس کردوں۔ قاضی اشرف الدین نے کہا کہ اگر آپ راجگیر کو ترک کردیں تو ہمارے زمانے کے جنیدؒ ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) امین الدین تو اس سرائے فانی سے کوچ کر گئے ہیں لہذا اب سید جلال الدین بخاری مکہ کی طرف چلے گئے ہیں اور واپسی میں گازروں آئیں گے ان کو میرا سلام کہنا اور میرا سجادہ اور مقراض حوالہ کر کے ان کو میرا مجاز اور خلیفہ مقرر کر دینا شیخ امام الدین نے اس وصیت کے مطابق عمل کیا، حضرت جلال الدین بخاری ان سے مختلف قسم کے روحانی فیوض حاصل کر کے واپس ہوئے اور شیخ رکن الدین سے خرقۂ تبرک پہنا، سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت میں شیخ الاسلام کے منصب پر فائز ہوئے اور آپ کے لئے سیوستان اور اس کے مضافات کی مسند خانقاہ محمدی مخصوص ہوئی، کچھ عرصہ کے بعد آپ سب کو چھوڑ چھاڑ کر حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے، آپ چودہ خانوادہ کے خلیفہ تھے، آپ ۷۸۵ھ میں عید قربان کے دن اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، آپ کا مزار مبارک اچہ ملتان میں مرجع خلائق ہے آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ۱۔ خزانہ جلالی ۲۔ سراج الہدایہ ۳۔ جامع العلوم ہے (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

آپ نے فرمایا اگر کوئی ایک دیہہ (گاؤں) کو چھوڑ دینے سے جنید زمانہ ہو جائے تو پھر کیا چاہئے، الغرض جب سلطان کے نزدیک پہنچے تو بادشاہ کے بعض ہم نشینوں نے بادشاہ سے کہا —— زہے حرص! شیخ راجگیر جیسے برگزیدہ استقامت اور صبر نہ کر سکے پھر بارگاہ میں آگئے ہیں۔ —— سلطان فیروز نے کہا: "اگر شیخ اس بار تمام اقطاع بہار مانگیں گے تو دے دوں گا۔ سب شرمندہ ہوئے۔

پھر جب آپ بادشاہ کے دروازے پر پہنچے بادشاہ نے استقبال کیا اور بہ تعظیم و تکریم تمام اندر لے گیا، اور عرض کیا کہ حضرت مخدوم نے جو قدم سعادت بندہ کے سر پر نزول فرمایا ہے، آپ نے فرمایا ایک غرض کے لئے آیا ہوں۔ اگر عہد کیجئے کہ میری بات رکھ لیجئے گا اور قبول کیجئے گا تو عرض کروں"

سلطان نے عہد کیا کہ: "جو کچھ فرمائیے گا دل سے اطاعت کروں گا"

اس کے بعد آپ نے فرمانِ سند کو آستین مبارک سے نکالا اور بادشاہ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ —— "خدا کے واسطے اسے واپس لے لیجئے کہ یہ میرے کام کا نہیں ہے"

سلطان اور اس کے ہم نشین سب حیران ہو گئے اور اس سبب سے کہ پہلے ہی عہد وثیق کر چکا تھا کچھ کہہ نہ سکا، پھر التماس کیا کہ حضرت مخدوم نے جب ایسا کیا تو کچھ خرچ نقد مجھ سے قبول فرمائیے، پھر بادشاہ نے روپے پیش کئے، آپ نے بادشاہ کے حضور میں قبول فرمایا۔

جب بادشاہ کے دروازے سے آگے بڑھے سب فقیروں کو دیدیا اور روانہ ہوئے

مونس القلوب[۱] میں ہے کہ حضرت مخدوم شیخ حسین نوشۂ توحید سے میں نے سنا ہے کہ حضرت مخدوم شیخ مظفر مرحوم فرماتے تھے کہ ایک دن میں نے مخدوم جہاں سے پوچھا کہ آپ نے چالیس برس کچھ کھایا نہیں —— ؟

آپ نے فرمایا کہ: "ایسا نہ کہو کہ کچھ کھایا نہیں بلکہ اس مدت میں میں نے غلہ نہیں کھایا ہے، لیکن کبھی کسی درخت کا میوہ، پتی اور گھانس کھا لیتا تھا"

جہاں حضرت مخدوم جہاں کے قریب پتھر میں گڈھا رہتا وہاں ہرنیاں دودھ اتارتی تھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جس میں تصوف اور معرفت کے رموز و اسرار ہیں، آپکے خلفاء میں سید صدر الدین راجو قتال، سید علیم الدین، شیخ سراج الدین، سید محمود شیرازی قابلِ ذکر ہیں (اخبار الاخیار، گنج ارشدی، لطائف اشرفی تاریخ محمدی، سفینۃ الاولیا صـ۱۶۳) [۱] مونس القلوب مجلس دوازدہم صـ۹۳

یعنی ہرنی اپنی پستانوں کو اس گڈھے پر جھکا دیتی تھیں اور دودھ ٹپک پڑتا۔

سگ آستانہ نے عرض کیا کہ حضرت مخدوم جہاں اس دودھ کو کھاتے تھے فرمایا کہ ہاں! اس کے بعد فرمایا کہ:- جب حضرت مخدوم جہاں مسند سجادگی پر بیٹھے، ایک دن حضرت کے قرابت دار آئے تھے اور آپ کی والدہ ان کے لئے روٹی اور مرغ پکاتی تھیں، حضرت مخدوم جہاں نے دھواں دیکھا، فرمایا:-

"چوٹھائی! ماموں کا مینہ تم نے پہنچایا"

حضرت مخدوم والدہ کو ماموں کہتے۔ شیخ چوٹھائی[1] نے عرض کیا لا چکا ہوں۔

آپ نے فرمایا، پھر یہ دھواں کیسا؟

شیخ چوٹھائی نے کیفیت حال عرض کی، آپ نے والدہ کے پاس جا کر التماس کیا کہ میں نے اپنا منھ کالا کر کے آپ سے شرط کی تھی کہ پھر آپ ایسا کرنے لگیں، جب حضرت بی بی قدس اللہ سرہٗ نے بات سنی، مرغ کچا پکا اور روٹیاں اور آٹا ویسا ہی اس قرابت دار کے حوالہ کیا اور کہا کہ لے جاؤ اور کہیں پکوا کر کھا لینا۔

آپ لوگوں کے دلوں کا بہت پاس رکھتے تھے، چنانچہ مناقب الاصفیا[2] میں ہے کہ

---

[1] شیخ چولہائی کے متعلق کچھ وضاحت گنج ارشدی حصہ چہارم ص ۱۱ میں اس طرح تحریر ہے کہ قبر شاہ چولہائی خادم خاص مخدوم جہاں بودند، وجہ ارادت ایشاں را چنیں گویند کہ در موضع بدمرہ قریب موضع کاکو چلہ مخدوم جہاں است، چولہائی ساکن آں موضع وقوم اہیر بود،

وسیلہ شرف ص ۲۵ میں تحریر ہے کہ شیخ چولہائی کے مسلمان ہونے کا قصہ یہ ہے کہ جس زمانے میں مخدوم جہاں جنگل بہیا میں تھے، ایک دن چولہائی گوالہ ہونے کی وجہ سے گائے چرا رہے تھے، حضرت مخدوم نے فرمایا کہ اس گائے سے تھوڑا دودھ ہم کو دوہ دو، چولہائی نے کہا یہ گوشالہ ہے ابھی اس نے بچہ نہیں دیا ہے، آپ نے فرمایا دوہو تو۔ چولہائی نے کہا ابھی نر سے جفت بھی نہیں ہوئی ہے، پھر آپ نے فرمایا دوہ کر دیکھو۔ بہت اصرار سے چولہائی غصہ میں آکر دوہنے لگے تو اتنا دودھ ہوا کہ برتن بھر گیا، پھر تو بے دام و درم غلام ہو گئے، کہنے لگے کہ اب ہم یہ قدم کہاں چھوڑیں گے گائیں وہیں چھوڑ اور گھر بار سب کو ترک کر کے مرید ہو کر ذاکر و شاغل ہوئے، اور کامل و واصل ہوئے:-

[2] مناقب الاصفیا ص ۱۴۱۔

روزہ نفل کی حالت میں وقت افطار کے قریب اگر آپ کے حضور میں کوئی کھانے کی چیزیں لاتا تھا اور کھانے کی درخواست کرتا تھا فوراً کھالیتے اور فرماتے تھے روزہ نفل قضا کر سکتے ہیں لیکن شکستگیٔ دل کی قضا نہیں ہے۔

عیب پوشی کی کتنی اچھی تعلیم ہے۔ ایک شخص[1] آگے گیا اور امامت کی نماز کے بعد لوگوں نے آپ تک یہ بات پہنچائی کہ یہ مرد شراب خوار ہے۔ فرمایا:۔ ہر وقت نہیں پیتا ہے۔ لوگوں نے کہا ہر وقت پیتا ہے، فرمایا رمضان میں نہیں پیتا ہے۔

مونس القلوب ملفوظ شیخ احمد بلخیؒ میں ہے کہ جناب سید کبیر حضرت امیر سید جلال الدین بخاری کے نواسے حاضر تھے، حضرت خواندگار عظمۃ اللہ یعنی شیخ احمد بن حسن بلخی نے فرمایا کہ حضرت مخدوم جہاں نے ایک جوڑا کفش حضرت امیر سید جلال الدین بخاری کو بھیجا، انہوں نے دستار مخدوم جہاں کے پاس بھیجی، جلال الدینؒ کے مریدوں نے پوچھا کہ اس سے کیا غرض تھی، آپ نے فرمایا:۔ انہوں نے کفش بھیجی، اس سے مطلب یہ ہے کہ ہم آپ کے خاک پا میں ہم نے دیکھا کہ انہوں نے اس طرح پر نوازش کی اور تواضع وانکساری کیا، ہم نے پگڑی بھیجی اس سے مطلب ہے کہ آپ ہمارے سرتاج ہیں، جناب سید کبیر مذکور نے عرض کیا کہ ان دونوں کے درمیان دل سے دل میں کچھ راہ تھی۔ طائروں کی زبان طائر ہی جانیں۔

پھر فرمایا ایک دن مخدوم جہاں دونوں ہاتھوں کو پشت مبارک پر باندھے ہوئے صحن میں ٹہلتے تھے، اور نہایت مضطرب تھے، یہاں تک کہ چہرۂ مبارک متغیر ہوگیا تھا، ایک ساعت کے بعد پانی مانگا اور وضو کیا اور دوگانہ ادا کی، اور فرمایا الحمد للہ ایک قطب خاندان حضرت رسالت سے آئے اور شرف الدین نے ان کے طفیل سے رہائی پائی۔

(قطب خاندان حضرت رسالت سے مراد حضرت جلال الدین بخاری ہیں) جنہیں قطبیت حاصل ہوئی۔

حضرت مخدوم جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ اور مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحیٰی منیری سے قلبی تعلق تھا۔ اور دونوں ایک دوسرے کی تعریف کرتے، خط وکتابت کا بھی سلسلہ تھا۔

چنانچہ مناقب الاصفیا ص ۱۴۱ میں نقل ہے کہ جب سید جلال بخاری شہر دہلی میں آتے تو رخ بہار کی طرف کرتے اور سینہ ملتے اور فرماتے کہ عشق کی بو بہار کی طرف سے آتی ہے!!

---

[1] مناقب الاصفیا ص ۱۴۱

"چوں سید جلال الدین در شہر دھلی در آمدبے روئے سوئے بہار کردے وسینہ مالیدے وفرمودے بوئے عشق از طرف بہار می آید"۔

گنج ارشدی جلد چہارم در ذکر اعراس بزرگان علیہم الرضوان میں تحریر ہے کہ:۔

"مرتب احقراز بعضے فقیہ وجہ لقب آں حضرت بمخدوم جہاں چنیں استماع یافتہ چوں از مخدوم جہانیاں حضرت میر سید جلال بخاری ملاقات گشت حضرت مخدوم جہانیاں آں طرف مخدوم جہاں دیدہ فرمودند کہ شما مخدوم جہانید وحضرت مخدوم جہاں فرمودند کہ حضرت مخدوم جہانیاں اند"۔

ترجمہ:۔ گنج ارشدی کی چوتھی جلد بزرگان علیہم الرضوان کے ذکر میں:۔

کتاب کو ترتیب دینے والے احقر نے بعض فقیہ سے آں حضرت کے مخدوم جہاں لقب کی وجہ یوں سُنی ہے:۔ جب حضرت مخدوم جہاں سے حضرت میر سید جلال بخاری کی ملاقات ہوئی مخدوم جہاں کی طرف دیکھ کر حضرت مخدوم جہانیاں نے فرمایا کہ آپ مخدوم جہاں ہیں اور حضرت مخدوم جہاں نے فرمایا کہ حضرت (آپ) مخدوم جہانیاں ہیں۔

واقعۂ وفات حضرت مخدوم جہاں

واقعۂ وفات جسے حضرت زین بدر عربی نے ترتیب دیا ہے اور یہ وفات نامہ مخدوم الملک کے نام سے مطبوعہ ہے، ان سولہ [16] گھنٹوں کی روداد و کیفیات کو ان کے مخصوص مرید مولینا زین بدر عربی نے اپنے دوستوں اور پیر بھائیوں کی فرمائش پر تفصیل سے قلم بند کیا ہے۔

اس کے پڑھنے سے حضرت مخدوم جہاں کے وداع کا مکمل منظر مع ان کی وصیتوں کے نظر کے سامنے متحرک ہو جاتا ہے۔ اس کی افادیت کے پیشِ نظر اس کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے،

روز چہار شنبہ شوال کی پانچویں تاریخ کو نمازِ صبح کے بعد حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہٗ نئے رواق میں برسر سجادہ تکیہ فرمائے ہوئے تھے۔ اور حضرت شیخ خلیل الدین برادر حقیقی اور خادمِ خاص اور بعض اور یار و مرید جو کہ خدمت حضوری میں شب و روز بیدار رہتے تھے، اور کتنے اعزا اور بھی حاضر تھے، حضرت مخدوم جہاں نے زبانِ مبارک پر لَاحَولَ وَلَاقُوۃَ اِلَّا بِاللّٰہ العلی العظیم جاری کیا۔ پھر ان لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، آپ لوگ بھی کہیں، حسب ارشاد سب نے موافقت کی، پھر مسکراتے ہوئے بطور تعجب کے فرمایا سبحان اللہ وہ ملعون اس وقت چند مسائل توحید میں کچھ چاہتا ہے کہ تذبذب پیدا کر دے۔ اور تذلل ڈالے۔ خدا کے فضل سے التفات کیا، اور لاحول پڑھنے لگے، اور حاضرین کو فرمایا کہ تم بھی پڑھو، پھر دعاؤں اور وظیفوں میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ چاشت کی نماز

سے فارغ ہوئے۔

پھر کچھ دیر کے بعد بآواز بلند الحمد للہ والحمد للہ پڑھنا شروع کیا، خدا نے کرم کیا۔ المنۃ للہ المنۃ للہ والمنۃ للہ والمنۃ للہ خوش دلی اور قوت باطن سے بار بار یہی اعادہ فرماتے تھے کہ:۔ الحمد للہ والمنۃ للہ: پھر رواق سے صحن رواق میں آکر تکیہ فرمایا، تھوڑی دیر کے بعد دست مبارک بڑھایا، اور بطور مصافحہ قاضی شمس الدین کا ہاتھ پکڑا، اور تھوڑی دیر پکڑے رہے، پھر چھوڑ دیا، وداع انہی سے شروع تھا، پھر قاضی زاہد کا ہاتھ پکڑ کر سینۂ مبارک پر رکھا اور فرمایا:۔ زاہد! ہم وہی ہیں، پھر فرمایا:۔ ہم وہی دیوانے ہیں، ہم وہی دیوانے ہیں، پھر مقام تواضع میں نزول فرمایا۔ اور کہا:۔ بلکہ ہم خاک کفش دیوانگان ہیں۔

پھر ہر ایک کو بہت بڑی بشارت دیکر ہر ایک کے ہاتھ اور داڑھی کو بوسہ دیا، اور رحمت پروردگار عزّ وجل اور مغفرت کا امیدوار کیا اور یہ آیت بآواز بلند پڑھی:۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا۔ اور یہ بیت زبان شکر فشاں پر جاری کی۔

بیت

خدایا رحمت دریائے عام است ۔۔ وز آنجا قطرۂ ما را تمام است

پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر کل تم سے پوچھیں کہ کیا لائے ہو تو کہنا:۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ہم لائے ہیں، اور اگر مجھ سے پوچھیں گے میں بھی یہی کہوں گا، پھر کلمۂ شہادت بآواز بلند پڑھنے لگے۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور یہ دعا پڑھی:۔ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد علیہ السلام نبیا وبالقران اماما وبالکعبۃ قبلۃ وبالمؤمنین اخوانا وبالجنۃ ثوابا وبالنار عقابا: پھر مولانا تقی الدین اودھی کی طرف منہ کر کے ہاتھ بڑھایا اور آغوش میں لیا اور فرمایا عاقبت بخیر ہو اور بہت مہربانی فرمائی پھر پکارا:۔ آموئے! مولانا آمون دروازے کے پاس

ا۔ حضرت مولانا آمون بن مولانا شاہ ابراہیم بن شیخ عبدالرحیم بن عبدالرحمن بن عبدالعزیز بن اسرائیل بن عبداللہ چوسوی بن عبدالواحد حقانی بن ابوالقاسم ابن ابو سعود اصفہانی بن ابونجیب بن امام ابوسعید بن امام ابوالولیس بن امام ابواللیث بن امام ابواسحق بن امام ابوزید بن امام عبداللہ ابن عباس بن عبدالمطلب بن ابوالہاشم ۶ ر رجب المرجب نماز فجر کے بعد حاضرین مجلس کے پاس آئے، سائلین کے سوال کے مطابق (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور دریافت کرنے پر کہ ان کے بزرگان نے کس کس طرح نقل مکانی کیا۔ اس کو وضاحت سے بیان کیا کہ آپ کے بزرگوں کا مولد و مسکن اصفہان تھا۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ شیخ عبداللہ چوسوی نے چوسہ میں آکر استقامت حاصل کی، آپ اسی خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت ابراہیم مع اہل وعیال موضع چرواپاں میں استقامت کرتے تھے، بعد کو اس موضع کا نام ابراہیم پور چرواپاں اسی مناسبت سے پڑا، حضرت ابراہیم حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین منیریؒ کے مرید تھے، اسی وجہ سے حضرت مخدوم جہاں اکثر اسی راستے سے محرم اسرار غیب حضرت شاہ شعیب اور حضرت شاہ معز مغربی سے ملنے جاتے تھے سرراہ حضرت مخدوم جہاںؒ سے اور مخدوم آموں سے ملاقات ہوگئی، آپ نے شفقت فرمائی اور کھانے کے لئے حضرت مخدوم جہاں نے کچھ طلب فرمایا۔ اسی کھانے میں سے ایک لقمہ کا کچھ حصہ چبا کر اپنے دست مبارک سے میرے منھ میں ڈال دیا جس کے کھانے سے میرے دل میں ایک نورانی کیفیت جلوہ گر ہوئی اس طرح کہ تمام دنیاوی وابستگی سے دل پھر گیا، اور اس وقت سے حضرت مخدوم کی صحبت اختیار کی اور ہمیشہ حضر و سفر میں حضرت مخدوم جہاں کے ساتھ رہے اور اکتساب علوم ظاہری سے بھی فراغت حاصل کی، اور حسب حکم حضرت مخدوم جہاں سے شرف بیعت حاصل کر لیا۔ اسی اثنا میں صوبہ کے حاکم وقت جن کا نام کامگار ملقب بمجد الملک مقطع نے کچھ زمین ان کو برائے خرچ متعلقان عطا کرنا چاہا، ابتدائً انھوں نے انکار کر دیا پھر حضرت مخدوم جہاں کے حکم سے قبول کر لیا۔ ایک دن حضرت مخدوم جہاں نے ایک جگہ اپنے دست مبارک سے گلچکاں کا درخت نصب فرماتے ہوئے ان پر تاکید فرمائی کہ یہاں پر ایک باغ لگاؤ، اور زبان مبارک سے یہ فرمایا:- ھذا الارض مکان ومقام ومسکن اولادک، آپکا انتقال ۴ر شعبان ۷۸۴ھ میں دوپہر کے وقت ہوا، جس کی تفصیل یہ ہے:- مجلس سوم، چہارم ماہ شعبان المعظم سنہ اربع وثمانین وسبعمائۃ ۲۵ روز حجرہ نشینی کے بعد سجادہ مبارک پر بیٹھے، اور تمام مریدوں اور طالبوں کو پوری تاکید اور خواہش کے ساتھ طلب فرمایا، چنانچہ تمام مریدین وطالبین و دوستان دو زانو ہو کر آپ کے ارد گرد بیٹھے، پھر آپ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ آج میرا سفر آخرت ہے، اگر میری آبرو رہے گی تو کسی کو نہ چھوڑوں گا لیکن میری وصیت تمام دوستوں اور عزیزوں کو یہ ہے کہ:- بیا دمولی کہ از ہمہ اولی یہ کلام درد انگیز سنکر ہر ایک آہ بھرنے لگا اور آنکھیں پُرآب ہوگئیں، لوگوں نے افسوس اور صدمہ کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ ہم لوگوں کی شامت نفسی ہے کہ ایسی ذات بابرکات کہ جس سے تمام مریدین وطالبان فیضیاب ہوتے تھے اب محروم ہوتے ہیں جب یہ امر ناگزیر ہے تو پھر (رضینا بالقضاء اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر ہم لوگوں کو راضی ہونا چاہئے، پھر اپنی عنایت سے اس عاصی بیچارہ (ارزانی) کو اپنے پاس بلا کر حاضرین مجلس کے سامنے سجادہ پر بٹھایا اور دستار خاص (بقیہ برصفحہ آئندہ)

اوراق کے اندر تھے لبیک کہتے ہوئے دوڑے اور قدم بوس ہوئے، ان کا ہاتھ پکڑا، اور منہ اور سینۂ مبارک پر ملنے لگے اور فرمایا تم نے میری بہت خدمت کی ہے تم کو نہ چھوڑوں گا خاطر جمع رہو۔

ہم سب لوگ ایک جگہ رہیں گے اگر کل تم سے پوچھا جائے کہ تم کیا لائے ہو تو کہو گے (لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا)۔ اگر مجھ سے پوچھا گیا تو میں بھی یہی کہوں گا حاضرین سے کہدو کہ خاطر جمع رہیں اگر میری آبرو رہی تو کسی شخص کو نہ چھوڑونگا، اسی طرح ہر ایک آتے تھے اور قدم بوس ہوتے تھے اور بعض تجدید بیعت کی درخواست کرتے تھے اور آپ ہاتھ پکڑ کر اسی بات پر اکتفا کرتے تھے کہ میں نے قبول کیا اور دلجوئی کرتے تھے، اور لوگوں کی خدمت و محبت کا شکریہ ادا کرتے تھے اور دعا فرماتے تھے اور رخصت ہوتے جاتے تھے۔

پھر مولانا شہاب الدین[1] ناگوری آئے، آپ نے کئی بار ان کے سر اور منہ اور ریش اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور تبرکات وغیرہ سے نوازا اور اس رسالہ میں وفات کا سال اور ماہ اور روز لکھنے کی زبان مبارک سے تاکید فرمائی، چنانچہ اسی وقت بطور الہام غیبی مرثیہ حضرت کی تاریخ دل میں اتر گئی "دو دشمن بصدق آمدند"۔ جب مرثیہ مذکور کو میں نے عرض کیا پسند فرمایا اور بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ یہ مرثیہ ایسا ۸۴۰ھ ہے کہ اسے رسالہ میں درج کیا جائے، حکم کے مطابق اسے رسالہ میں محفوظ کر لیا، پھر تمام حاضرین کو علیحدہ علیحدہ رخصت کیا، پھر خود حجرہ مبارک میں خدا کی یاد میں مشغول ہو گئے، جمعہ کے دن ۴ شعبان المعظم ۸۴۰ھ نماز چاشت کے وقت انتقال فرمایا اور ظہر کے وقت مدفون ہوئے، شاہ آمون کا مزار مبارک موضع، چرواباں میں ہے اور ایک چہار دیواری کے احاطہ کے اندر ہے جو مرجع خلائق ہے (تحقیقات لمعانی مکتوبہ ۱۱۵۰ھ)

[1] مولانا شہاب الدین ناگوری حضرت خواجہ مینا کے خواہر زادہ تھے، اس لئے کہ تحقیقات المعانی مجلس اول صہ۳ میں تحریر ہے کہ:۔ "نقلے شریف بیان فرمود کہ در مرض موت حضرت پیر دستگیر مخدومنا مخدوم جہاں دام شرفہ کسانے حاضر خدمت بودند مثل قاضی شمس الدین دام تقواہ و مولانا شہاب الدین خواہر زادہ خواجہ مینا و والد بزرگوار مولانا شیخ ابراہیم و من بیچارہ وغیرہ۔ ہر واحد کہ چندیں کساں پیوستہ لیل و نہار بے قطر شب بیدار سعادت دارین خود ہا دانستہ بجان استادگی حضرت خدمت می بودیم کہ در شب پنجشنبہ ششم ماہ شوال سنہ اثنی وثمانین وسبع مائۃ آں لجۂ تصدیق وآں لولوء بحر عمیق از رواق در صحن رواق آمدہ جلوس تکیہ فرمود۔

دستار کا بوسہ لیا۔ آہ، آہ۔ الحمد للہ الحمد للہ کہتے ہوئے اپنا ہاتھ ان پر اُتارتے تھے اور درود پڑھتے تھے، اور مولانا شہاب الدین جب جب حضرت مخدوم کے جمال باکمال پر نظر کرتے تھے درود پڑھتے تھے۔

پھر فرمایا کہ تم نے میری بہت خدمت کی ہے اور حسن خلق کے ساتھ تم نے میری موافقت اور ملازمت بے حد کی ہے۔ عاقبت بخیر ہو۔

مولانا شہاب الدین نے مولانا مظفر بلخی اور مولانا نصیر الدین جونپوری کی یاد دلائی، اور عرض کیا کہ ان لوگوں کے باب میں کیا ارشاد ہوتا ہے، آپ نے بہت خوش ہو کر مسکراتے ہوئے فرمایا اور پانچوں انگلیوں سے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کیا کہ مظفر میری جان ہے اور میرا جاناں ہے اور مولانا نصیر الدین بھی ایسے ہیں جو کچھ خلافت اور مقتدائی میں چاہئے سب ان لوگوں میں موجود ہے، پھر قاضی شمس الدین آئے اور حضرت مخدوم کے پہلو میں بیٹھے۔

مولانا شہاب الدین اور ہلال اور عتیق نے عرض کیا کہ قاضی شمس الدین کے باب میں کیا حکم ہوتا ہے، فرمایا قاضی شمس الدین کو کیا کہوں گا۔ قاضی شمس الدین میرا فرزند ہے مکتوبات میں کتنی جگہ اس کو فرزند لکھا ہے اور کہیں برادر، علم درویشی کے ظاہر ہونے کا باعث وہی ہے اسی کے واسطے اتنا کہا اور لکھنا پڑا ہے نہیں تو کون لکھتا ——— پھر مولانا نظام الدین اودھی قدم بوس ہوئے، آپ نے فرمایا! بیچارہ وہاں سے قصد کر کے میرے پاس آیا تھا، آپ کے سر مبارک پر طاقیہ تھی اتار کر دیا اور عاقبت کی دعا دی، اور فرمایا کہ یار و جاؤ اور اپنے دین و ایمان کا غم کھاؤ اور مشغول بحق رہو، پھر حضرت شیخ خلیل الدین برادر حقیقی اور خادم خاص آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے، انہوں نے آپ کا ہاتھ پکڑا، آپ نے ان کی طرف منھ کیا اور فرمایا خلیل خاطر جمع رہ اور پھر وصیت فرمانے لگے۔

حضرت شیخ خلیل الدین درد برادری اور دید ار پیر و مرشد کے فوت ہونے سے نہایت شکستہ دل ہو کر آبدیدہ ہوئے، آپ نے نہایت شفقت سے فرمایا خاطر جمع رہو اور دل قوی رکھو،

اس کے بعد بیچارہ مسکین یعنی زین بدر عربی نے سر زمین پر رکھا، ترساں و لرزاں تجدید بیعت اور توبہ کی خلوص نیت سے سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کا دست مبارک پکڑا، اور چوما، اور اپنے سر اور آنکھوں اور ہتیلیوں پر پھیرا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کون ہے ——— ؟ عرض کیا آستانہ کا کتا زین بدر ہے توبہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ تجدید بیعت قبول فرمائیے۔ آپ نے فوراً فرمایا! جاؤ میں نے تم کو

قبول کیا اور تمہارے تمام گھر کو قبول کیا اور تمہارا خیل خانہ سب میرے متعلق ہے سب کو قبول کیا، اور کپڑے پہنانا تمہارے ذمہ تھا، تمہارے فرزندوں کو بھی اختیار دیا، خاطر جمع رہو، اگر میری آبرو رہے گی تو تم کو بھی نہ چھوڑوں گا۔

بیچارہ نے عرض کیا مخدوم جہاں کے غلاموں کو آبرو حاصل ہے۔ فرمایا بہت کچھ امید ہے، اسی طرح لوگ آتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ ایمان کا غم کھاؤ اور رحمت و مغفرت کا امیدوار کرتے تھے اور بار بار آیت لاتقنطوا پڑھتے تھے اور فرمایا کہ میں جو کہتا تھا عاقبت عاقبت وہ یہی عاقبت ہے یعنی وہ یہی وقت ہے، پھر آپ نے ایک لڑکے کو دیکھ کر پنج آیت پڑھنے کی فرمائش کی، اور وہ سامنے ادب سے بیٹھ کر یہ آیت معظم پڑھنے لگا:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ ۔۔تا۔۔ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۔ آپ تکیہ فرمائے ہوئے تھے، اُٹھ بیٹھے، باادب دوزانو حسب معمول قدیم بحضور تمام سننے لگے اور وہ جب پڑھ چکا آپ نے فرمایا خوب ادا کرتا ہے، اس کے بعد پیراہن جسم سے اتارنے لگے، وضو کے لئے پانی مانگا اور آستین مبارک چڑھائی اور مسواک مانگی اور بسم اللہ باآواز بلند پڑھی اور وضو شروع کیا اور دعائیں ہر محل میں پڑھتے تھے، دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے اور منہ دھونا سہو ہو گیا۔ شیخ خلیل الدین نے یاد دلایا کہ منہ نہیں دھویا ہے۔ آپ نے سر نو وضو کیا اور تسمیہ اور دعائیں جس طرح پر کہ آئیں ہیں ہر محل میں باحتیاط تمام پڑھتے تھے اور حاضرین تعجب کرتے تھے کہ اس حالت میں اس قدر احتیاط ہے، قاضی زاہد نے داہنے پاؤں دھونے میں ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ مدد کریں، آپ نے روک دیا اور فرمایا کہ ٹھہرو! پھر اپنے سے وضو کیا، پھر شانہ یعنی کنگھی طلب کیا اور ریش مبارک میں کنگھی کی اور جانماز مانگی، دو رکعت نماز ادا کی، پھر مغرب کی نماز کے تھوڑی دیر کے بعد آپ نے بسم اللہ باآواز بلند شروع کی، اور بار بار اعادہ کرتے تھے پھر آیت لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھی۔

پھر بار بار بسم اللہ باآواز بلند پڑھی اور کلمۂ شہادت بھی پڑھا، پھر لاحول پڑھی اور کلمۂ طیبہ پڑھتے تھے۔ بسم اللہ کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کئی بار یہ کلمہ پڑھا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے کے بعد بہت ذوق اور قوت دل اور اشتیاق سے کئی بار زبان سے نکلتا تھا محمد محمد محمد پھر درود پڑھا پھر آیت:۔ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ آخر تک پڑھا پھر یہ دعا پڑھی:۔ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا آخر تک، پھر

پھر تین بار کلمۂ طیب پڑھا پھر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر بطور مناجات یہ دعا پڑھی :۔ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کئی بار عاصیانِ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کی پھر شروع کیا :۔ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اَغِثْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اعْفُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ فَرَجًا عَاجِلًا اَللّٰھُمَّ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ دعائے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آواز کم ہوگئی، یہ آیت سنی جاتی تھی کہ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہا اور جان بحق تسلیم کی۔

مونس القلوب[1] میں ہے کہ جس رات حضرت مخدوم جہاں قدس اللہ سرہٗ نے انتقال فرمایا حضرت مظفر قدس اللہ سرہٗ نے عدن میں خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم جہاں یہ دوہرا پڑھ رہے ہیں۔ دوہرا :۔

آئیں رات سہائیاں ✻ جن کارن دھنّا کھائیاں

آپ نے تاریخ لکھ لی، پھر جب بہار آئے تو آپ کا انتقال اسی تاریخ کے موافق تھا،

حضرت مخدوم جہاں کو ۶ شوال المکرم ۷۸۲ھ میں بڑی درگاہ، بہار شریف میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کا مزار پُر انوار مرجع خلائق ہے۔ بڑے بڑے بزرگان دین، امراء و سلاطین نے بھی جبینِ عقیدت اسی آستانے پر جھکائی ہے۔ سلطان سکندر لودی اور شاہ عالم وغیرہ نے حاضری دی ہے — آپ کا مزار مبارک ایک احاطے میں ہے۔ جس میں آپ کی والدہ حضرت بی بی رضیہؒ کا مزار مبارک پہلو میں ہے۔ اور آپ کے پائیں میں آپ کے بھائی مخدوم خلیل الدین اور حضرت زین بدر عربیؒ مرید و خادم خاص اور دوسرے اکابرین کے مزارات شامل ہیں۔ سلیمان کرانی نے بھی اپنی عقیدت میں دروازے تعمیر کئے ہیں اور اس پر کتبہ بھی لگایا ہے۔ آپ کا عرس شریف ۵ شوال سے ۸ شوال تک بڑے تزک و احتشام سے ہوتا ہے دیار ہند کے چپے چپے سے زائرین و معتقدین آتے ہیں اور فیضیاب ہوتے ہیں۔

---

[1] مونس القلوب مجلس ہشتم ص ۷۹

[حضرت مخدوم جہاں کے نماز جنازہ کے سلسلے میں حیرت انگیز واقعات درپیش ہیں، اور تمام تذکرہ نگاروں نے اس میں دھوکہ کھایا ہے، حضرت مخدوم جہاں کے مریدین وخلفاء اس سلسلے میں خاموش ہیں، البتہ لطائف اشرفی ملفوظ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی میں مذکور ہے کہ جنازے کی نماز حضرت مخدوم جہاں کی وصیت کے مطابق حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی ہے۔ ملاحظہ ہو لطائف اشرفی جلد ثانی ص ۹۴]

لطائف اشرفی جلد ثانی ص ۹۴ کیفیت ہفتم رسیدن بہ مقام دھلی شریف وبہار وگذاردن نماز جنازہ حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری رحمۃ اللہ علیہ حسب وصیت

کیفیت ۷۔ دہلی شریف اور بہار آنا، حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ ادا کرنی ؛؛

گفت اشرف خوش آمدے زنہار در راہ میائی کہ برادرم علاؤالدین منتظر دارالملک دہلی نیز سر براہ نہادند تا بخطۂ بہار رسیدند دریں جا حضرت شیخ شرف الدین یحیٰی منیریؒ محتضر بودند بہ اصحاب خود وصیت کردہ بودند کہ زنہار جنازہ من ہیچ کس نگذارد کہ سیدی صحیح النسب تارک مملکت وحافظ قرأت سبعہ در راہ است وے نماز می گذارد واصحاب بموجب وصیت تجہیز و تکفین کردہ چشم در راہ نہادند، چوں اندک تاخیر ظاہر شد خدمت شیخ جلالی از شہر بیروں آمدہ

کہا اشرف خوب آئے کبھی رستے میں ٹھکنا نہیں کہ برادرم علاؤالدین منتظر الملک دہلی بھی سر بہ راہ ہیں، یہاں تک کہ شہر بہار پہنچے، یہاں شیخ شرف الدین یحیٰی منیری رح رحلت فرما تھے، اپنے اصحاب کو وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ کوئی نہ پڑھے، ایک صحیح النسب سید بادشاہی ترک کئے ہوئے، ساتوں قرأت کے حافظ رستے میں ہے وہی نماز ادا کرے اور اصحاب وصیت کے موافق غسل وکفن دے کر منتظر تھے جب کچھ دیر ہوگئی، حضرت شیخ جلالی کو تردد ہوا شہر سے باہر نکلے کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ تیزی

درتردد شدہ کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ سرزدہ بشہر درآمدند۔

ص۹۵ شیخ چلانی بنور فراست شناخت گفت سید آید فرمودند از تواضع آری و امثال ایں از آثار دیگر استفسار کردہ ندہم را است برآمد پیش کردہ درآمدند و با صحاب شیخ شرف الدین التقا یافتند ہمہ باتفاق صاحب میت بموجب وصیت اشارات بامامت نماز جنازہ کردند، اول بارہ انکسار ورزیدند آخر پیش بردند۔ بیت

چو پیشی داشتند از لطف پیشین ازاں گرہم پیش بُردند
چوں صلوٰۃ جنازہ را بسر بردند میت را قبر بردند

بخاطر شریف حضرت قدوۃ الکبریٰ خطور کرد، بتوہم آنکہ حضرت مخدومی سفر آخرت در پیش گرفتند۔ چہ ایں ولایت را از نواحی بنگالہ تصور کردند ہم دریں توہم روحانیہ حضرت شیخ شرف الدین منکشف شد فرمودند کہ فرزند اشرف خاطر جمع دارید کہ پیر شما بدولت وسعادت بر مسند ارشاد و رنگ اہتدا ہنوز نشستہ اند۔ ابیات۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ بجائے آمد بعد از زمانے دست مبارک حضرت شیخ شرف الدین از قبر برآمد اصحاب را حیرت شد کہ موجب او را اصلا معلوم نمی شد، ہر یک اصحاب بہم دیگر اینقدر می کردند اما ہیچ کس سبب او نگفت، چوں نوبت بحضرۃ قدوۃ الکبریٰ آمد

سے شہر کی طرف پہنچے ۔:۔

. . . .

ص۹۵ شیخ چلہائی نے نور فراست سے پہچانا اور فرمایا سید آتا ہے، انکساری سے ہاں فرمایا۔ اسی طرح اور لوگوں نے دوسرے سوال کئے وہ بھی ٹھیک نکلا۔ ان کے پیچھے پیچھے لوگ شہر میں آئے شیخ شرف الدین کے اصحاب سے ملاقات ہوئی سب نے صاحب میت کی وصیت و اشارہ کے بموجب باتفاق نماز جنازہ کا امام بنایا۔ پہلے انکسار کیا پھر آگے (نماز جنازہ پڑھانے) بڑھے۔

جب نماز جنازہ پڑھ کر قبر کی طرف میت لے چلے حضرت قدوۃ الکبریٰ کے خاطر شریف خیال آیا یہ خیال کر کے حضرت مخدوم نے سفر آخرت قبول فرمایا، کیوں اس ولایت کو نواح بنگالہ تصور کیا اسی خیال میں حضرت شیخ شرف الدین کی روحانیت نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ بیٹا اشرف مطمئن رہو کہ تمہارا پیر دولت و سعادت کے ساتھ ہدایت کی سلطنت کے مسند ارشاد پر ہنوز موجود ہیں۔

. . . .

حضرت قدوۃ الکبریٰ کچھ دنوں بعد پھر اس جگہ (بہار) آئے، حضرت شیخ شرف الدین کا دست مبارک قبر سے باہر نکلا، اصحاب کو حیرت ہوئی، کیونکہ اس کا سبب کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا، ہر ایک اصحاب ملکر دریافت کرتے مگر کسی نے اس کی وجہ نہ کہی، جب حضرت قدوۃ الکبریٰ کی

اصحاب بعرض رسانیدند کہ ما یاراں ایں ہیچ کس راہ پردہ نشناختیم شاید شمارا معلوم و راست شدہ باشد کہ حضرت شیخ شما کلاہے از مردان غیب یافتہ بودند وصیت کردہ بودند کہ ہمراہ من در قبر خواہید نہاد، غالباً شمارا از خاطر رفتہ اکنوں می طلبند ہمہ اصحاب گفتند راست بودہ در زمان رفتند و آوردہ بدست مبارک نہادند بمجرد یافتن دست کشیدند۔

اصحاب نے عرض کیا ہم لوگوں میں کسی نے نہ جانا۔ شاید تمہیں علم اور تصدیق ہوئی ہو (جواب دیا) کہ تمہارے حضرت شیخ نے ایک ٹوپی مردان غیب (کی طرف) سے پائی تھی۔ وصیت کی تھی کہ میرے ساتھ قبر میں رکھی جائے غالباً تم لوگوں کو یاد نہ رہا اب مانگتے ہیں، سب اصحاب نے کہا سچ ہے اسی وقت گئے اور (وہ ٹوپی) لاکر دست مبارک میں دی (ٹوپی) پاتے ہی ہاتھ (اندر) کھینچ لیا۔

حضرت مخدوم جہاں کی نماز جنازہ کے سلسلے میں حضرت کے خلفاء، مریدین اور جانشینوں نے سکوت اختیار کیا ہے اور یہ حیرت کی بات ہے کہ حضرت زین بدر عربی نے وفات کے وقت کا ایک ایک واقعہ کو قلم بند کیا ہے، جو لوگ موجود تھے اور جو لوگ موجود نہ تھے سبھوں کے متعلق عقیدت اور خلوص کا اظہار فرمایا ہے اور کہاں دفن کئے گئے اس کا بھی بیان ہے نماز جنازہ کس نے پڑھائی اس کا کہیں بھی بیان نہیں ملتا، حالانکہ بہت سے واقعات "گنج لایخفیٰ ملفوظ حضرت نوشہ توحید، مونس القلوب ملفوظ حضرت احمد لنگر دریا بلخی" میں مخدوم جہاں کے سلسلے میں تفصیل سے درج ہیں لیکن وہاں بھی خاموشی ہے، میں نے اس سلسلے میں بہت ہی تحقیق و جستجو کیا، لیکن صرف اتنا پتہ چلا کہ چونکہ حضرت کی تعلیم روح نبوی سے ہوئی ہے اس لئے سنت نبوی پر عمل کیا گیا، یعنی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے کی نماز بھی فرداً فرداً ہوئی ہے، اسی طرح مخدوم جہاں کی بھی جنازے کی نماز ہوئی، لیکن لطائف اشرفی میں مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سے جو واقعہ نماز جنازہ کا منسوب کیا گیا ہے وہ الحاقی ہے اس لئے کہ ٹوپی کا جو واقعہ پیش کیا گیا ہے وہ حضرت مخدوم جہاں کے تعلیمات اور ہدایات کے منافی ہے مخدوم جہاں کا ایک قدم بھی شریعت سے تجاوز نہیں ہوا، اور مولانا مظفر بلخی نے جوج کے سلسلے میں اظہار کرامت کیا ہے اس میں کتنی تنبیہ کی ہے اور آپ کے مکاتب اور ملفوظات میں بھی کشف و کرامات کے سلسلے میں سخت تنبیہ کی ہے پھر وہ کیسے خود اس فعل کے مرتکب ہوتے۔

دوسری حقیقت یہ ہے کہ حضرت مخدوم جہاں کے وصال کے زمانے میں حضرت مخدوم جہانگیر سمنانی رح سفر میں دوسری جگہ تھے، اس وقت یہاں ان کا آنا ناممکن ہے۔

حضرت مخدوم جہاں کی عظمت کے سلسلے میں حضرت مخدوم شعیب رحمۃ اللہ کا خیال مناقب الاصفیاء صـ۱۲۷ سے ملاحظہ کیجیے۔

شیخ جہاں شرف الدین احمد یحییٰ منیری از کبار مشائخ طریقت و عظام اہل حقیقت بود در ریاضت و مجاہدہ شانے عجیب و عزیب داشت او را جذبۂ سابق بر سلوک بود، سی سال در بیابانہا و کوہہا و جنگلہا در عبادت خدا مشغول بود، تارک ماسوی اللہ بود، دنیا بہ نسبت او معدوم بود، وجود نداشت آخرت و نعیم آخرت بجنب او متروک بود مقصود جانش خدائے بود، از جاہ دنی و منزلت آں بیزار بود، از کرامت و خوارق عادت نبری داشت در احوالِ حقیقت صاحب تمکین بود، مرجع اہل معرفت و یقین بود، در بیان دقائقِ طریقت و اسرار حقیقت و معرفت عالی کلام بود در ہر طورے بیانے شافی داشت در عشق و محبت کلماتِ لطیفہ و غامض دارد و در بیان علم تصوف تصنیفات او بسیار است اسرارِ توحید خواص و علم حقیقت در ہند از و ظہور یافت کلمات موحداں و اہلِ حقیقت چنانچہ امام احمد غزالی و امام محمد غزالی و عین القضاۃ و ابن عربی و خواجہ فریدالدین عطار و شیخ عراقی و مولانا جلال الدین روم بیان از و شد پیش از و در ہند کسے کلمات ایں بزرگاں مطالعہ نہ کردے و اگر مطالعہ مقصود این بزرگان در نیافتے"۔ صـ۱۲۷

شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کبار مشائخ طریقت اور عظام اہل حقیقت میں سے تھے ریاضت و مشاہدہ میں ایک عجیب شان رکھتے تھے ان کا جذبہ سابق سلوک پر تھا، تیس ۳۰ سال جنگلوں اور بیابانوں میں اور پہاڑوں پر عبادت الٰہی میں مشغول رہے، سوائے اللہ کے ہر کو فراموش کر دیا، ان کے لئے دنیا معدوم ہو چکی تھی، آخرت اور نعیم آخرت آپ کی ہمت کے آگے متروک تھی مقصود جان آپ کا خدا تھا، جاہ دنیا اور منزلت عقبیٰ سے بیزار تھے، کرامت اور خوارق عادات کو اچھا نہیں سمجھتے تھے، احوال حقیقت میں صاحب تمکین تھے، مرجع اہلِ معرفت و یقین تھے، بیان دقائق طریقت و اسرار حقیقت و معرفت میں عالی کلام تھے، ہر طور میں جان شافی رکھتے تھے، عشق و محبت میں کلمات لطیف و غامض رکھتے تھے، بیان علم تصوف میں تصنیفات آپ کی بہت ہیں، اسرار توحید خاص اور علم حقیقت نے ہندوستان میں آپ سے ظہور پایا، موحد و اہل حقیقت کی باتیں جیسے کہ امام احمد غزالیؒ و امام محمد غزالیؒ عین القضاۃ ہمدانی، ابن عربیؒ، خواجہ فریدالدین عطارؒ شیخ عراقیؒ اور مولانا جلال الدین رومیؒ آپ سے بیان ہوئیں، آپ کے پہلے ہند میں کوئی ان بزرگوں کے کلمات نہ دیکھتا تھا، اور اگر دیکھتا تھا تو مطلب نہ سمجھتا تھا۔

حضرت مخدوم نے رشد و ہدایت کے ساتھ ساتھ ادب نوازی میں کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، چنانچہ جب آپ کی ادبی سرگرمیوں اور خاص کر اصلاحی کاوشوں کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ آپ نے ان کی نفسیاتی گہرائیوں کا اچھی طرح مطالعہ کرنے کے بعد زندگی کی نئے سرے سے تعمیر و تکمیل کرنا چاہتے تھے، آپ ہندوستان میں ایسا ماحول تیار کرنا چاہتے تھے جس میں انسانیت ہی پروان چڑھ سکتی ہو، مذہبی جذبات اور اخلاقی قدروں ہی کو پنپنے کا موقع مل سکتا ہو اور الحمدللہ کے آپ اس میں کامیاب بھی ہوئے

آپ ایسے ادب کی سرپرستی فرمائی جو زندگی تشکیل و تعمیر میں آج بھی پیش رو ہے۔ علم تصوف میں آپ کی تصنیفات بہت ہیں۔

حضرت مخدوم کی تبحر علمی کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کی خانقاہ میں جن کتابوں کا درس و تدریس التزاماً ہوتا ہے، ان میں چند حسب ذیل ہیں۔

تفسیر زاہدی مصنفہ احمد بن حسن ابن احمد سلیمانی (دو جلدوں میں) عوارف المعارف مصنفہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی آداب المریدین مصنفہ حضرت ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی، زبدۃ الحقائق مصنفہ حضرت عین القضاۃ ہمدانی قضیب مصنفہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی، ملخص احیاء العلوم مصنفہ حضرت تقی مہسوی، مثنوی حضرت مولانا جلال الدین رومی، شرح تعرف جوامع مصنفہ قاضی حمید الدین ناگوری، سراج الدین مصنفہ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء، لمعات مصنفہ خواجہ عراقی۔

آپ اپنی تصنیفات میں صرف تصوف، اخلاق، حدیث، تفسیر ہی کے اسرار و معارف اور رموز و نکات نہیں بیان فرمائے بلکہ فلسفہ اور علم کلام کی پیچیدہ گتھیوں کو بھی سلجھایا، اور سچ پوچھئے تو آج کے فلسفہ اور حکمت کو جن مغربی مفکرین پر ناز ہے وہ بھی حضرت مخدوم ہی کے خوشہ چیں ہیں انہوں نے بھی حضرت مخدوم ہی کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے، چنانچہ ان ہی تعلیمات کا اثر تھا کہ آپ کے بعد کے خلفاء بھی علم کے درخشندہ ستارے بن چکے تھے۔

مناقب الاصفیاء میں مذکور ہے کہ شیخ الاسلام شیخ حسن معز شمس بلخی نے فرمایا کہ شیخ مخدوم جہاں کے مرید لاکھ سے زیادہ تھے، ان لوگوں میں چالیس شخص واصل تھے، اور ان چالیس

لے مناقب الاصفیاء ص ۱۳۷

میں تین شخص مرد کامل تھے، شیخ مظفر، ملک زادہ فضل اللہ اور مولانا نظام الدین درود حصاری
اور تینوں مردوں میں آتش عشق کا شعلہ شیخ مظفر کو پہنچا اور اسکا دھواں ان دونوں مردوں کو پہنچا
اور اس حکایت کے بعض ناقل نے کہا ہے کہ تین سو نفر داصل بحق تھے۔

خلفائے عظام

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ

آپ کے خلفاریوں تو بہت ہیں لیکن مولانا مظفر بلخیؒ^۱ حضرت حسینؒ^۲ معز نوشۂ توحید
بلخیؒ حضرت مولانا آموںؒ^۳ حضرت مخدوم شاہ شعیبؒ^۴ حضرت سید علیم الدینؒ^۵ گیسو دراز
دانشمند نیشاپوری۔ حضرت شمس الدینؒ^۶ خضر بدایونیؒ اور حضرت نصیر الدینؒ^۷ سمنانیؒ عظیم شہرتؒ کے مالک ہوئے

۱ے آپ کا اسم گرامی مظفرؒ اور بلخ وطن کی طرف نسبت ہے اس لئے مظفر بلخی کے نام سے مشہور ہوئے
آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام قاسم ابن امام زین العابدینؓ تک پہنچتا ہے، آپ کے والد حضرت
شمس الدین بلخیؒ بلخ سے دہلی آئے، اور حضرت سید احمد چرم پوش سہروردیؒ سے بہار شریف آکر
مرید ہوئے، اور پھر تمام اہل و عیال کو بلا کر حضرت مخدوم سید احمد چرم پوشؒ سے مرید کرایا، لیکن حضرت مولانا
مظفر بلخی آپ سے مرید نہ ہوئے، چونکہ آپ کو علم کا بہت شغف تھا اس لئے کہ آپ تقریباً چار سال تک
مکہ معظمہ میں حضرت شیخ شمس الدین خوارزمیؒ سے قرأت قرآن و شاطبی سیکھی اور قرأت سبعہ حضرت شیخ
شمس الدین حلوانیؒ سے سیکھی۔ اور صحیحین کی بھی قرأت کی اور سند حدیث حاصل کی، مزید خطیب
عدن سے صحاح ستہ کی سند حاصل کی۔

مونس القلوب میں تحریر ہے کہ ابتدائے حال میں آپ کو علم شریعت کا شغف اس قدر تھا کہ ہر
درویش کی خدمت میں جاتے، مشکلات علم پوچھتے، جب جواب میں تشفی نہیں ہوتی اس طرف راغب
نہیں ہوتے اور فرماتے کہ ہمارا عقیدہ اس پر ہے جو صاحب علم عالم متبحر ہو۔ ان دنوں حضرت مخدوم
جہاں شیخ شرف الدین منیریؒ کے تبحر کا شہرہ شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے علوم میں محیط تھا اپنے والد کی اجازت سے مخدوم جہاں کی خدمت میں آئے اور مشکلات علمی پیش کیا۔ مخدوم جہاںؒ نے جواب شافی دیئے لیکن زیادتی علم کی وجہ سے لانسلم کہتے۔ لیکن حضرت مخدوم جہاں اپنے اخلاق حمیدہ سے برداشت کرتے۔ آخر اپنی بحث کی دلیری پر پشیمان ہوئے اور آپ کے گرویدہ ہوگئے۔ رابطہ قلبی بڑھا اور مرید ہونے کی درخواست کی، مخدوم جہاں نے حضرت مولانا کو شرف ارادت سے مشرف کیا، اور راہِ طریقت کے علم کی درخواست کی۔ حضرت مخدومؒ نے فرمایا کہ راہِ طریقت بغیر علم کے طے نہیں ہوتی، تم نے جو علم حاصل کیا ہے جاہ و منزلت کی نیت سے تھا، خلوص نیت سے نہیں، نئے سرے سے پڑھو اور تحقیق کرو تو ترقی سلوک کا سبب ہوگا۔ حضرت مولانا طلب علم میں دہلی پیادہ پا چلے، پاؤں میں چھالے پڑگئے کسی طرح دہلی پہنچے اور طلب علم میں مشغول ہوئے، سلطان فیروز نے تدریس کے لئے ایک کوشک قائم کیا تھا، اس کے لئے حضرت مولانا مظفر کو منتخب کیا، ایک روز درس دے رہے تھے کچھ قوال آگئے اور گانے لگے، وجد کی حالت طاری ہوگئی، کوٹھے سے نیچے گر پڑے، گھر کو راہِ خدا میں لٹوا دیا، اور بہار روانہ ہوگئے۔ مخدوم جہاںؒ کی خدمت میں پہنچے، آپ نے مرید کو بامراد پایا اور خانقاہ کے فقراء کی خدمت آپ کے سپرد کی۔ آپ اسی خدمت پر ایک زمانہ تک مامور رہے، ایک دن شیخ مظفرؒ دہلیز پر ہاتھ اونچا کئے ہوئے کھڑے تھے۔ آپ کی نظر مبارک پڑی۔ دیکھا کہ گوشت بدن میں نہیں رہا، پوست استخواں سے چپیدہ ہے، پہلو نکلا ہوا ہے، حضرت مخدوم نے قاضی زاہد سے فرمایا۔ زاہد! دیکھتے ہو یہ وہی تھا جو لانسلم کہتا ہوا آیا تھا اب کس قدر سدھ ہو گیا ہے، پھر انعام و اکرام سے نوازا۔ مناقب الاصفیاء میں ہے کہ ایک دن اپنے پیر و مرشد حضرت مخدوم جہاں کے ساتھ کسی مجلس میں تھے، بات فرضیتِ حج میں چلی۔ شیخ منہاج الدین کئی بار حج کر چکے تھے، اس لئے بطور تعریض آپ کے پیر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ حج سب مسلمانوں پر فرض ہے اور ایک طرح کا فخر حج سے ظاہر کیا، شیخ منہاج الدینؒ کی باتوں سے حضرت مولانا کے باطن میں گرمی پیدا ہوئی اور ضبط نہ کر سکے، آستین شیخ منہاج الدینؒ کو دکھائی اور بولے کتنا حج حج کا ذکر کروگے۔ غلامانِ شیخ شرف الدینؒ کی آستین میں دیکھو، شیخ منہاج الدینؒ جو نگاہ کی کعبۂ مبارک کو آپ کی آستین میں دیکھا تعجب میں رہے، آپ کے پیر کو یہ بات پسند نہ آئی اور آپ سے فرمایا کہ جتنا تو اپنی کرامت میں مشغول ہوا۔ اتنا ہی کرامت دینے والے سے روگردانی کی۔

مونس القلوب میں ہے کہ آپ کے دو چہیتے خلیفہ تھے، مخدوم شیخ مظفر اور شیخ نصیر الدین سنامیؒ۔ جب مولانا مظفر بلخیؒ حضرت مخدوم جہاں کے پاس آتے تو (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) حضرت مخدوم کبھی دروازے کے آگے تک اور کبھی دروازہ میں استقبال کرتے، اور جب شیخ نصیر الدینؒ آتے تو مخدوم جہاںؒ دو زانو ہو کر بیٹھ جاتے۔ قاضی زاہدؒ نے حضرت مخدومؒ سے اس کا سبب پوچھا، آپ نے فرمایا:- میں کیا کروں، جب مولانا مظفر آتے ہیں کوئی کہتا ہے ماہ آتا ہے اور کوئی دل میں کہتا ہے کہ شاہ آتا ہے۔ اور جب شیخ نصیر الدین آتے ہیں کوئی کہتا ہے مولانا آتا ہے۔

مونس القلوب میں یہ واقعہ بھی درج ہے کہ حضرت مولانا مظفر بلخیؒ نے چالیس مرتبہ اپنا گھر لٹوا دیا، جب کچھ جمع ہوتا تھا لٹوا دیتے تھے، شیخ حسین بلخی فرماتے تھے کہ جب آپ گھر لٹوا دیتے تھے میں چھوٹا سا تھا، کبھی میرا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل آتے تھے اور کبھی مجھ کو بھی بھول جاتے تھے کوئی دوسرا آدمی ہاتھ پکڑ کر مجھے ہجوم سے باہر نکالتا، بعض وقت کتابیں لٹ جاتی تھیں، اور مخدوم شاہ حسینؒ قیمت دیکر واپس لیتے تھے، ایک دن کوئی سائل آیا، حضرت شاہ حسین کا بقچہ سامنے رکھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کو دے دیا اس میں اسباب اور مال تھا، دو تین دن کے بعد مخدوم شیخ حسینؒ اس بقچہ کو ڈھونڈھنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں ایسا بے دیانت ہوں تو میرے پاس کیوں چیز رکھتے ہو، آپ نے عرض کیا کہ آپ مجھے بھی کسی کو بخش دیں تو میری سعادت اور خوش قسمتی ہے، آپ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے، جس زمانے میں آپ مکہ معظمہ میں تھے کوئی حاجت پیش آئی، اپنے پیر و مرشد حضرت مخدوم جہاںؒ کا برزخ قائم کرتے لیکن قائم نہ ہوتا۔ آخر حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں "مظفر یہ زمین پیغمبروں کی ہے۔ شرف الدینؒ ادب سے اس زمین میں تصرف نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی حاجت ہو تو مجھ سے کہو میں اسے پورا کر دوں۔ اور اگر شرف الدینؒ ہی سے کہنا ہو تو یہاں سے اٹھ جانا چاہئے، حضرت مولانا وہاں سے اٹھ کر مکہ شریف سے کئی کوس باہر آئے، وہاں حضرت مخدوم جہاںؒ حاضر ہوئے اور وہ مشکل حل کی (حضرت رسول اکرمؐ اگر فرماتے کہ تم مجھ ہی سے پوچھو تو مولانا حضور ہی میں عرض کرتے، مگر آپ نے دو باتوں کا اختیار دیا تو مولانا نے ایسا کیا اور یہ ادب تھا کہ اپنے کو بارگاہ رسالت میں عرض کرنے کے لائق نہ سمجھا اور وہ مقربان بارگاہ الٰہی کا وسیلہ ڈھونڈھا۔ (وسیلہ شرف)

عدن میں آپ ایک زمانے تک رہے اور جب بہت بیمار ہوئے تو اپنے برادر زادہ اور جانشین حسین نوشہ توحید بلخی کو تمام تبرکات بزرگان سلاسل عطا فرمائے، اور بہار جانے کا حکم دیا اور وصیتیں کیں۔ ۳ رمضان المبارک ۷۸۸ھ کو آپ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے اور عدن میں سپرد خاک کئے گئے، آپ کا مزار پر انوار مرجع خلائق ہے اور روضۂ پیر ہندی (بقیہ برصفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کے خلفاء میں (۱) حضرت حسین نوشہ توحید بلخیؒ جو آپ کے بعد مسند سجادگی پر بیٹھے (۲) مولانا قمرالدین بلخی آپ کے چھوٹے بھائی تھے (۳) حضرت جمال الاولیاء اودھیؒ۔

تصنیفات: - (۱) مکتوبات مولانا مظفر بلخیؒ (اس میں بھاشا کے چھ دوہرے بھی ہیں جو اردو کی ابتدائی نشو ونما کے نقوش ہیں) (۲) دیوان مولانا مظفر بلخی (فارسی) (۳) شرح عقاید نسفی مع عقاید مظفری (۴) رسالہ مظفریہ در ہدایت درویشی۔

حضرت دیوان محمد رشید جونپوریؒ کے صاحبزادے دیوان ارشد رشید جونپوریؒ کے ملفوظ گنج ارشدی میں تحریر ہے کہ:- **ترجمہ:**- فقیر کہتا ہے کہ حضرت مخدوم جہاںؒ کے جیسا پیر چاہیئے، بہت سے اولیاء گذرے ہیں مثلاً جنیدؒ بایزیدؒ وغیرہ مگر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حضرت مخدوم شاہ مظفر کے جیسا اعتقاد اپنے پیر کے ساتھ رکھتے تھے انھیں اللہ تعالیٰ ہمارے اور جملہ مریدین اور پیروں کے اعتقاد کو مثل اعتقاد حضرت شاہ مظفر کے عطا فرما، اے اللہ! میری دعا کو قبول فرما، اور میری حاجت کو پوری کر، بطفیل نبی کریم اور آپ کی اولاد اور آپ کے اصحاب کے جو شفیع ہوں گے ہمارے لئے قیامت کے دن اور صدقہ میں شاہ مظفر کے اعتقاد کے"۔

سے آپ کا اسم گرامی حسین معز بلخی ہے، نوشۂ توحید اور سمند رتوحید آپ کا لقب ہے، آپ حضرت مولانا مظفر بلخیؒ کے چھوٹے بھائی معز بلخیؒ کے صاحبزادے ہیں لیکن حضرت مولانا مظفر بلخی ہی کی اولاد سمجھے جاتے ہیں، اس کی وجہ مونس القلوب میں تحریر ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مخدوم جہاںؒ نے حضرت مولانا سے فرمایا تھا کہ:- "مظفر تم سوزش رکھتے ہو تم سے کوئی اولاد نہ ہو گی لیکن دلگیر نہ ہو، کیونکہ معزالدین کی اولاد تمہاری اولاد کہلائے گی، اور تمہارا فیضان ان ہی سے جاری رہے گا"، چنانچہ آپ ظفرآباد (جون پور) میں متولد ہوئے، اس کی خبر پہنچنے کے قبل ہی حضرت مخدوم جہاں نے مولانا مظفر بلخی رح کو مبارکباد دی کہ تمہارے بیٹا پیدا ہوا ہے، حضرت مولانا نے عرض کیا میری بیوی ہی نہیں بیٹا کہاں سے ہوگا، ؟ آپ نے فرمایا کہ مولانا معزالدینؒ کو بیٹا ہوا ہے، اور ان کا بیٹا تمہارا بیٹا ہے، پھر مولانا ازدیا ظفرآباد سے ولادت باسعادت کی خبر لائے، حضرت مخدوم جہاںؒ نے اپنا پیراہن مبارک عطا کیا، اور فرمایا جب جب پیراہن کی حاجت ہو اسی پیراہن سے سلوا کے پہنانا، اور رومال جو دست مبارک میں تھا، اس سے کلاہ بچکانہ جسے چھٹی کے روز پہنتے ہیں سلوا کر بھیجے، وہ ٹوپی حضرت شیخ حسین کے سر پر جب رکھتے تھے تو ٹھیک آتی تھی اور جب اتارتے تھے تو چھوٹی معلوم ہوتی تھی، جب تک زندہ رہے وہی ٹوپی پہنتے تھے، جب آپ نے رحلت فرمایا بعضوں نے کہا کہ اس تاج کو (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سینہ پر رکھ دیں بعض کہنے لگے کہ اس وقت بھی پہنا دیں، چنانچہ آپ کے مرید خاص سید میر کو قوال نے وہ ٹوپی اپنے ہاتھ سے سر میں پہنائی تو ٹھیک آئی، سمندر توحید کے لقب کے بارے میں مراۃ الاسرار میں مذکور ہے کہ شیخ حسین بلخیؒ نے نصف کتاب عوارف المعارف حضرت مخدوم جہاںؒ سے پڑھی تھی، حضرت مخدوم جہاںؒ نے کمال جوہر شناسی سے ان کو نوشۂ توحید کے لقب سے نوازا، جب حضرت مخدومؒ کے وصال کا زمانہ قریب ہوا تو آپ متردد ہو گئے، حضرت مخدوم نے آنکھ کھول کر فرمایا کہ بابا حسین غم نہ کرو کہ میرے بعد حضرت شیخ بدیعؒ الملقب بہ شاہ مدار اس ملک میں پہنچیں گے اور تم بقیہ اس نصف عوارف کو ان کی خدمت میں جاکر پڑھ لو گے پھر چند سال کے بعد حضرت شاہ مدارؒ جون پور تشریف لائے، اور شیخ حسن بلخیؒ بہار سے ان کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت شاہ مدار کا طریقہ تھا کہ ان کے روئے مبارک پر برقع کا حجاب رہتا تھا، حضرت شیخ حسینؒ کے تنہا آنے سے برقع کو چہرے سے اٹھا دیا اور فرمایا کہ اے سمندر توحید خوب آئے میں زمانہ سے تمہارا منتظر تھا، شیخ حسینؒ قدم بوس ہوئے، حضرت شاہ مدار کی یہ خوشی کی گھڑی ہوئی، ان کو گلے سے لگایا، اور نوازشیں کیں، حضرت مخدوم جہاںؒ کی وصیت کے مطابق بقیہ نصف عوارف کو حضرت شاہ مدارؒ سے پڑھ کر مکمل کر لیا، پھر تمام فیوض سے فیض یاب ہوئے، حضرت شیخ حسینؒ مرید، خلیفہ و تربیت یافتہ حضرت مخدوم جہاںؒ کے ہیں، اور حضرت مولانا مظفر بلخیؒ سے بھی تعلیم و تربیت و اجازت و خلافت ہے، آپ کی تعلیم حضرت مولانا مظفر بلخیؒ اور حضرت مخدوم جہاںؒ سے ہوئی، چنانچہ حضرت مولاناؒ نے حضرت حسین بلخی کو سند حدیث اور خلافت نامہ عطا کیا ہے اس میں تحریر ہے کہ:۔

اما بعد فقیر حقیر مظفر شمس عامۂ مسلمانان را سلام و دعا می رساند و باز می نماید، فقیہ حسین معز برادر زادۂ ایں فقیر است، حق سبحانہ و تعالےٰ بہ فضائل بسیار دے را گرامی دادہ، فرزند صالح و متقی است قریب چہار سال در مکہ مبارک بود، قرأت قرآن و شاطبی شیخ شمس الدین خوارزمی درون حرم کعبہ کردہ، و قرأت سبعہ پیش شیخ شمس الدین حلوانی در مقام ابراہیم پیش در کعبہ گذاشتہ و شیخ شمس الدین مذکور در عصر خود یگانہ روزگار است، در حلب و شام و مصر و مدینہ مصطفےٰ و مکہ مبارک در علم قرأت وے را نظیرے نیست، و حالے شیخ مجاور حرم است فرزند حسینؒ مذکور سند حدیث بریں فقیر کردہ صحیح مسلم و صحیح بخاری من اولہ و آخرہ لفظاً و معناً بریں فقیر تحقیق کردہ، خدائے تعالیٰ وے را (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ذہن صافی وطبیعت فیاض دادہ است وسند دیگر برخطیب عادن تیز کردہ است جہت ایں فقیر او را در تدریس ایں علم مجاز است، خدائے تعالےٰ او را نافع مسلمانان گرداند و در دین ایشاں و در دنیا ایشاں آمین۔ فقیہ حسین مذکور مرید بندگی شیخ الاسلام والمسلمین مخدوم شرف الحق والدین احمد یحییٰ منیریؒ است قدس سرہٗ العزیز از جہت ایں فقیر برائے توبہ دادن مسلمانان و بیعت کنانیدن و مقراض راندن مجاز است تا معلوم عزیزاں باشد عاقبت و ہمہ مسلمانان بخیر باشد آمین۔

(مخطوطہ ۱۱۹۸ھ بید ملا غلام یحییٰ بہاری)

مونس القلوب میں تحریر ہے کہ ایک دن حضرت مولاناؒ حضرت مخدوم جہاںؒ کو وضو کرار ہے تھے اور حضرت مخدوم جہاںؒ کی دستار مصلی پر رکھی ہوئی تھی، شیخ حسینؒ بچہ تھے، حضرت مخدوم جہاںؒ کی دستار مبارک اپنے سر پر رکھ کر مصلے پر نماز پڑھنے لگے، جب حضرت مولاناؒ نے آپ کو دیکھا تو خفا ہوئے اور ڈانٹا، حضرت مخدوم جہاںؒ نے جو یہ معاملہ دیکھا فرمایا مولانا مظفرؒ کیوں منع کرتے ہو وہ اپنی جگہ پہچانتا ہے۔

ایک دن حضرت مخدوم جہاںؒ نے فرمایا کہ مولانا مظفرؒ ہم اور تم مشقت اُٹھاتے ہیں لیکن مزا میاں حسینؒ لیں گے۔

مونس القلوب میں ہے کہ آپ نے مکہ معظمہ میں جب یہ درود تالیف کیا:- اللھم صل علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمدٍ عدد خلقک ورضاء نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک وبارک وسلم۔ حضرت مولانا بھی وہیں تھے، نصف شب کو آپ نے حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ مظفر اس رات کو تمہارے بھتیجے نے مجھ کو ایسا تحفہ بھیجا ہے کہ آج تک کسی نے ایسا تحفہ بہت کم بھیجا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا پہلے اس کے ایک حسین میرے محبوب تھے، حسین ابن علیؓ، اب دو حسین میرے محبوب ہوئے، ایک وہی حسین ابن علیؓ اور دوسرا حسین ابن معز تمہارا برادر زادہ، مولانا جب جاگے اس وقت شیخ حسین کے حجرہ میں گئے، دروازہ کھلوایا، سب سے پہلے سلام کیا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم کی، پھر اپنے خواب کا قصہ کہا، شیخ حسینؒ نے کہا کہ رات میں یہ درود انشا کیا ہے، اسی رات چالیس اولیاء اللہ نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں برادر زادہ مظفرؒ نے ایسا درود تالیف کر کے میرے پاس لایا ہے اس کو یاد کر لو، صبح کے وقت ہر ایک نے خواب کا حال بتایا اور درود لیا اور اپنے ولایتوں میں لے گئے:

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) وسیلہ شرف میں ہے کہ حضرت شیخ حسین فرماتے تھے کہ حضرت مولانا مظفر بلخیؒ مجھ کو نماز تہجد کے لئے اٹھاتے تھے، اور پہلے ہی سے ثرید تیار رکھتے تھے، جب میں جاگتا تو فرماتے پہلے نماز تہجد پڑھ لو پھر ثرید کھاؤ، اس طرح مجھ کو تہجد پڑھوانا شروع کیا، آپ کی خدمت میں جب کوئی تعلیم طریقت کے لئے آتا تو اس کو وضو کے لئے تھوڑا پانی ملتا اور کھانے کے لئے سوکھی روٹی، مختصر ترکاری اگر وہ اتنے ہی پانی سے وضو کر لیتا اور تھوڑی ہی ترکاری میں روٹی کھا لیتا تو اس کو تعلیم دیتے وگرنہ جواب دیدیتے کہ یہ مسرف ہے اس راہ کے قابل نہیں،

ذریعہ دولت میں ہے کہ آپ کے صاحبزادے حضرت مخدوم حسن دائم جشن بلخی فرماتے ہیں کہ جب والد ماجد کے وصال کا وقت قریب آیا تو عرض کیا کہ دینی و دنیاوی جو مشکل پیش آتی تھی حضور میں عرض کرتا تھا، اب ہمارا کیا حال ہوگا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم فکرمند نہ ہو، جو تصرف ولی کو دنیا میں ایک چند ہے، وصال کے بعد دو چند ہوگا، کیونکہ دنیا میں روح محبوس ہے، لیکن جب قالب سے جدا ہوگی تو پلک مارنے میں جا سکتی ہے اور طرفۃ العین میں ایک جہاں کا کام کر سکتی ہے تم کو جو حاجت پیش آئے میری طرف توجہ کرنا۔ اور حضرت مخدوم جہاں سے عرض کرنا تمہارا کام ہو جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا وصال ۲۴ ذی الحجہ ۸۴۴ھ میں ہوا، اور بہار شریف محلہ پہاڑپورہ میں مدفون ہوئے۔ مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

آپ کے خلفاء میں (۱) حضرت حسن دائم جشن بلخیؒ آپ کے جانشین و صاحبزادے (۲) حضرت سیف اللہ بلخیؒ صاحبزادے (۳) حضرت سلیمان بلخیؒ صاحبزادے (۴) حضرت شیخ موسیٰ بنارسیؒ (۵) حضرت قطب الدین بینائے دل جونپوریؒ (۶) حضرت بہرام بہاریؒ (۷) حضرت علم منیریؒ۔

تصنیفات:۔ آپ کے تصنیفات، ملفوظات، مکتوبات تصوف میں غیر معمولی اہمیت رکھتی ہیں (۱) حضرات خمس عربی (۲) فارسی میں رسالہ قضا و قدر (۳) رسالہ توحید خاص (۴) رسالہ توحید اخص الخواص (۵) رسالہ در بیان ہشت چیز (۶) رسالہ ذکر (۷) اوراد فصلی (۸) گنج لایخفیٰ (۹) مجموعہ مکتوبات (۱۰) دیوان فارسی (۱۱) مثنوی زاد المسافرین (۱۲) مثنوی چہار درویش۔

سے حضرت مولانا آمون بن مولانا شاہ ابراہیم بن شیخ عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز بن اسرائیل بن عبداللہ چوسوی بن عبدالواحد حقانی بن ابوالقاسم ابن ابو مسعود اصفہانی بن ابونجیب بن امام ابوسعید بن امام ابو ابولیس بن امام ابواللیث بن امام ابواسحٰق بن امام ابو زید بن امام عبداللہ ابن عباس بن عبدالمطلب بن ابوالہاشم ۶ رجب المرجب نماز فجر کے بعد حاضرین مجلس کے پاس آئے (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سائلین کے سوال کے مطابق اور دریافت کرنے پر ان کے بزرگان نے کس کس طرح نقل مکانی کیا اس کو وضاحت سے بیان کیا کہ آپ کے بزرگوں کا مولد و مسکن اصفہان تھا۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ شیخ عبداللہ چوسوی نے چوسہ میں آکر استقامت حاصل کی، آپ اسی خاندان میں پیدا ہوئے، آپ کے والد حضرت ابراہیم مع اہل وعیال موضع چرواواں میں استقامت کرتے تھے، بعد ازاں اس موضع کا نام ابراہیم پور چرواواں اسی مناسبت سے پڑا، حضرت ابراہیم حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین منیریؒ کے تھے، اسی وجہ سے حضرت مخدوم جہاں اکثر اسی راستے سے محرم اسرار غیب حضرت شاہ شعیب اور حضرت شاہ معز مغربی سے ملنے جاتے تھے، اسی راہ حضرت مخدوم جہاںؒ سے اور مخدوم آموں سے ملاقات ہوگئی، آپ نے شفقت فرمائی اور کھانے کے لئے حضرت مخدوم جہاں نے کچھ طلب کیا اسی کھانے میں سے ایک لقمہ کا کچھ حصہ چبا کر اپنے دست مبارک سے میرے منھ میں ڈال دیا۔ جس کے کھانے سے میرے دل میں ایک نورانی کیفیت جلوہ گر ہوئی، اس طرح کہ تمام دنیاوی وابستگی سے دل پھر گیا اور اس وقت سے حضرت مخدوم کی صحبت اختیار کی اور ہمیشہ حضر وسفر میں حضرت مخدوم جہاں کے ساتھ رہے اور اکتساب علوم ظاہری سے بھی فراغت حاصل کی اور حسب حکم حضرت مخدوم جہاں سے شرف بیعت حاصل کر لیا، اسی اثنار میں صوبہ کے حاکم وقت جن کا نام کامگار ملقب بمجد الملک مقطع نے کچھ زمین ان کو برائے خرچ متعلقان عطا کرنا چاہا، ابتداءً انہوں نے انکار کر دیا، پھر حضرت مخدوم جہاں کے حکم سے قبول کر لیا، ایک دن حضرت مخدوم جہاں نے ایک جگہ اپنے دست مبارک سے گلچکاں کا درخت نصب فرماتے ہوئے ان پر تاکید فرمائی کہ یہاں پر ایک باغ لگاؤ اور زبان مبارک سے یہ فرمایا:- ھذا الارض مکان ومقام ومسکن اولادك، آپ کا انتقال ۴ر شعبان سنہ ۸۰۷ھ میں دوپہر کے وقت ہوا، جس کی تفصیل یہ ہے، مجلس سوم چہارم ماہ شعبان المعظم سنہ اربع وثمانین وسبعمائة . . . . . ۲۵ روز حجرہ نشینی کے بعد سجادہ مبارک پر بیٹھے، اور تمام مریدوں اور طالبوں کو پوری تاکید اور خواہش کے ساتھ طلب فرمایا، چنانچہ تمام مریدین وطالبین دو دستان دو زانو ہو کر آپ کے ارد گرد بیٹھے، پھر آپ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ آج میرا سفر آخرت ہے، اگر میری آبرو رہے گی تو کسی کو نہ چھوڑوں گا، لیکن میری وصیت تمام دوستوں اور عزیزوں کو یہ ہے کہ بیاد مولیٰ کراز ہمہ اولیٰ، یہ کلام دردانگیز سنکر ہر ایک آہ بھرنے لگا اور آنکھیں پُرآب ہو گئیں۔ لوگوں نے افسوس اور صدمہ کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم لوگوں کی شامت نفسی ہے کہ ایسی ذات بابرکات کہ جس سے تمام مریدین وطالبان فیضیاب ہوتے تھے، اب محروم ہوتے ہیں، جب یہ امر ناگزیر ہے تو پھر (رضینا بالقضاء اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر ہم لوگوں کو راضی ہونا (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پھر اپنی عنایت سے اس عاصی بیچارہ (ارزانی) کو اپنے پاس بلاکر حاضرین مجلس کے سامنے سجادہ پر بٹھایا، اور دستار خاص اور تبرکات وغیرہ سے نوازا، اور اس رسالہ میں وفات کا سال اور ماہ اور روز لکھنے کی زبان مبارک سے تاکید فرمائی، چنانچہ اسی وقت بطور الہام غیبی مرثیہ حضرت کی تاریخ دل میں اتر گئی دُرِّ شرف بصدف آمدند، جب مرثیہ مذکور کو میں نے عرض کیا پسند فرمایا، اور بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ یہ مرثیہ ایسا ہے کہ اسے رسالہ میں درج کیا جائے، حکم کے مطابق اسے رسالہ میں محفوظ کرلیا، پھر تمام حاضرین کو علیحدہ علیحدہ رخصت کیا، پھر خود حجرۂ مبارک میں خدا کی یاد میں مشغول ہو گئے، جمعہ کے دن ۲۴ شعبان المعظم ۸۴۷ھ نماز چاشت کے وقت انتقال فرمایا، اور ظہر کے وقت مدفون ہوئے، شاہ آموں کا مزار مبارک موضع چرواباں میں ہے اور ایک چہار دیواری کے احاطہ کے اندر ہے، جو مرجع خلائق ہے۔ (تحقیقات المعانی مکتوبہ ۱۱۵۸ھ)

۴ے مخدوم شعیب:- حضرت عبدالعزیز بن امام محمد تاج فقیہ رح کے پوتا تھے، آپ کے والد کا نام جلال منیری رح ہے، آپ کی ولادت باسعادت ۶۸۸ھ میں ہوئی، آپ کا نام شعیب رکھا گیا، شاہ شعیب سے تاریخ ولادت نکلتی ہے، یعنی ۶۸۸ھ عدد نکلتا ہے، آپ کے ایام طفولیت ہی میں حضرت جلال منیری رح کا وصال ہوچکا تھا (حضرت جلال منیری کی قبر منیر شریف میں تالاب کے پچھم سمت واقع ہے، اور بڑی درگاہ منیر شریف جس میں حضرت مخدوم یحیٰی منیری رح کا مزار ہے ٹھیک اسی کے سامنے واقع ہے) آپ کی والدہ کا نام ملکہ سعد بنت مخدوم ابراہیم بن اسماعیل بنت تاج فقیہ ہے، آپ کی تعلیم وتربیت نانیہال میں ہوئی، تعلیم ظاہری کے بعد تعلیم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے، ریاضت ومجاہدہ کے سلسلے میں کوہ و بیابان میں یاد خدا میں مشغول ہوئے، شیخ پورہ میں پھر آپ نے سکونت اختیار کی، آپ کی تعلیم ارشاد اور بیعت آپ کے عم زاد مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری رح سے ہوئی ہے، اس لئے تحقیقات المعانی ملفوظ شاہ آموں رح میں مذکور ہے کہ حضرت مخدوم جہاں شیخپورہ مخدوم محمد شعیب کے وہاں جاتے تھے، لیکن اجازت وخلافت نامہ حضرت مخدوم جہاں حضرت حسن دائم جشن بلخی رح کے ہاتھوں سے آپ کو پہنچا، اور آپ نے حسن ادب سے سجادۂ مخدوم جہاں کی وجہ سے مخدوم حسن دائم جشن بلخی رح سے تبرکات وخرقہ مخدوم جہاں لینے سے پہلے آپ سے اجازت لی، آپ نے غایت عقیدت فردوسیہ کی بنا پر ایک مایۂ ناز تذکرہ مناقب الاصفیا تصنیف کیا، جو سلسلہ فردوسیہ کا تذکرہ ہے، اور خاندانی ماخذ کے اعتبار سے اہم اور سب سے قدیم ماخذ ہے، اس میں مغل کی آمد کا بھی تذکرہ ہے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نویں صدی ہجری میں یہ تذکرہ لکھا گیا ہے، آپ کی وفات عصر کے وقت ۱۲ ربیع الثانی ۸۲۴ھ میں ہوئی، اور شیخپورہ میں مدفون ہوئے، نسب نامہ میں ۸۳۶ھ سن وفات ہے (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے، اور ۱۲ ربیع الثانی کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔

۵ حضرت سید علیم الدین گیسو دراز دانشمند نیشاپوری حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین منیریؒ کے اجل خلفاء میں ہیں۔ آپ حضرت امام جعفر صادقؓ کے پانچویں صاحبزادے حضرت امام محمد دیباج رضؓ کی اولاد میں دسویں پشت میں ہیں۔ حضرت امام محمد دیباج رضؓ چونکہ اولاد امام حسینؓ میں سے تھے اور عوام و خواص کو ان سے عقیدت تھی اس لئے خلیفہ منصور کو ان کی مقبولیت سے اندیشہ لاحق ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ خلافت سے دست بردار ہونا پڑے۔ اس لئے اس نے حضرت کو ملزم قرار دیکر زندہ دیوار میں چنوادیا آپ کے صاحبزادے حضرت سید جعفر نیشاپوریؒ مع اہل و عیال پہلے ملک خراسان آئے اور پھر نیشاپور منتقل ہو کر متوطن ہو گئے۔ آپ کے آٹھویں پشت میں حضرت سید علیم الدین گیسو دراز میں جو حضرت مخدوم جہاںؒ کے عہد میں اپنے دو صاحبزادوں کے ساتھ بہار شریف تشریف لائے اور حضرت مخدوم جہاںؒ سے اتنی عقیدت ہوئی کہ ان کے دست حق پرست پر سلسلہ فردوسیہ میں بیعت سے مشرف ہوئے اور اجازت و خلافت سے بھی نوازے گئے۔ چونکہ آپ حضرت امام محمد دیباجؒ کی اولاد تھے۔ اس لئے حضرت مخدوم جہاںؒ حضرت کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے اور نظر خاص آپ پر تھی۔ صحبت و خدمت کا اگرچہ زیادہ موقع نہ ملا پھر بھی حضرت نے اپنے دونوں بیٹوں سید محمد فردوسیؒ اور سید احمد فردوسیؒ کو سلسلہ فردوسیہ میں مرید کر کے اجازت و خلافت سے نوازا۔ اور تبلیغ اسلام اور سلسلہ رشد و ہدایت کی توسیع اور خدمت کے لئے چھوڑ کر اپنے وطن مراجعت کی۔ آپ کے بڑے صاحبزادے سید محمد فردوسیؒ کی تعلیم و تربیت صوبہ بہار کے عظیم المرتبت بزرگ حضرت مخدوم بدرالدین بدر عالم زاہدی میرٹھیؒ کے ہاتھوں ہوئی اور پھر آپ کی شادی اپنی بیٹی ولیہ باکمال حضرت بی بی ابدالؒ سے کردی (حضرت مخدومہ بی بی ابدال اپنے وقت کی ولیہ کاملہ تھیں آپ کا مزار مبارک دیبی سرائے بہار شریف فیوض و برکات کے لئے مرجع خلائق ہے تفصیلی حالات ذریعہ دولت میں ملاحظہ کیجئے) حضرت سید محمد فردوسیؒ کا مزار مبارک معافہ ضلع گیا اور سید احمد فردوسیؒ کا مزار مبارک نادرہ ضلع گیا میں مرجع خلائق ہے۔ حضرت بی بی ابدال کی اولاد حضرت مخدومہ کی نسبت سے ابدالی کہی جاتی ہے۔ ابدالیوں اور زاہدیوں کی اس سنجوگ سے اسلام کی اشاعت اور رشد و ہدایت کی ترویج زیادہ ہوئی —

(ذریعہ دولت ص۱۷۳، کنزالانساب مصنفہ کبیرالدین)

حضرت مخدوم جہاں کے بعد مسند سجادگی پر حضرت مولانا مظفر بلخیؒ متمکن ہوئے اس واقعہ کو مناقب الاصفیاؒ میں حضرت مخدوم شعیبؒ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ :-

جب[1] حضرت مخدوم جہاںؒ نے رحلت فرمائی، مخدوم شیخ مظفر مرحوم حاضر نہ تھے جب تک آپ بہار شریف آئیں حضرت مخدوم جہاں کی خانقاہ میں بعض مریدوں نے کلاہ دینا شروع کیا، یہاں تک کہ حضرت مخدوم مرحوم (مولانا مظفر بلخیؒ) پہنچے۔

ایک روز روضۂ منورہ میں اجتماع تھا آپ نے سبھوں کے سامنے یہ فرمایا کہ آپ لوگ ہر ایک کو جو کلاہ دیتے ہیں کس دلیل سے دیتے ہیں؟

مولانا شہاب الدین مانکپوری بولے: میرے پاس حضرت مخدوم کی ٹوپیاں تھیں وہی دیتا تھا، سب نے کہا اس کی کچھ اصل نہیں، پھر ان لوگوں نے ترک کیا، بعض بولے کہ حضرت مخدوم نے مجھ کو اپنا غلاف دیا تھا اسی سے کلاہ دیتا تھا

پھر لوگوں نے مخدوم مرحوم سے پوچھا کہ آپ کیا حجت رکھتے ہیں؟ آپ کا اجازت نامہ خاص جو حضرت مخدوم جہاں کے ہاتھ کا لکھا ہوا گھر میں رکھا تھا، فرمایا میاں حسین جاؤ اجازت نامہ لاؤ، حضرت مخدوم شیخ حسین تھوڑی دور گئے تھے کہ پھر آپ نے فرمایا "پیرم مردہ نیست" میرا پیر مردہ نہیں ہے، میں نے ایسا پیر نہیں کیا ہے کہ مر جائے، آؤ سب لوگ عرض کریں حضرت شیخ جس کو فرمائیں وہ خلیفہ ہو، یہ بات کہی اور قبر کی طرف چلے، قاضی مخدوم عالم نے فرمایا:- تم لوگ چاہتے ہو کہ فتنہ قائم ہو، میں جانتا ہوں کہ جب یہ عرض کریں گے حضرت مخدوم ان کو جواب دیں گے یہ سنکر لوگ باز رہے، اور حضرت مخدوم مرحوم سجادہ پر بیٹھے۔

---

[1] مونس القلوب مجلس دوازدہم ص ۹۸

مخدوم جہاں کے متعلق مورخین کی رائے

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ اور ان کے تصانیف کی اہمیت مورخین اور تذکرہ نگاروں کی نظر میں اس طرح ہیں جو قابل توجہ ہیں لیکن معلومات کی کمی اور حقائق کی کمیابی کا بھی اندازہ ہوتا ہے، ملاحظہ ہو:-

آئین اکبری

آئین اکبری جلد سوم میں اولیائے ہند کے عنوان سے ص ۲۶۹ پر ابوالفضل علامی نے مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے متعلق یہ تحریر فرمایا ہے:-

شیخ[1] شرف الدین منیری ابن اسرائیل کہ سرآمد چشتیاں[2] بود و از گنج شکرؒ فیض برگرفت و از خوردی در کہساراں ریاضت کردے و بآرزوئے دیدن شیخ نظام اولیاء باہمین برادر خود شیخ جلال الدین محمد برادر خود بدہلی آمد، شیخ درگذشتہ بود و برخے برآنکہ دریافت و بفرمودہ او پیش شیخ نجیب الدین فردوسی رفت، و ارادت آورد و خلافت یافت، شیخ شمس

علامہ ابوالفضل علامی ص ۲۸۳ آئین اکبری میں شیخ شرف الدین منیریؒ بن اسرائیل چشتی بزرگوں میں بلند اور ممتاز تھے، اور حضرت گنج شکرؒ سے کسب فیض کیا تھا، بچپن میں (ابتدا میں) جنگلوں اور بیابانوں میں ریاضت کیا، پھر حضرت نظام الدین اولیاء کی زیارت کی غرض سے اپنے بڑے بھائی شیخ جلال الدین محمد کے ہمراہ دہلی آئے مگر اس وقت شیخ نظام الدین اولیاء کا وصال

---

[1] آئین اکبری حصہ سوم ص ۲۸۳

[2] سلسلہ فردوسیہ سے تعلق ہے سلسلہ چشتیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، حضرت گنج شکر سے ملاقات بھی نہیں ہوئی ہے، البتہ حضرت نظام الدین اولیاء سے ملاقات ہوئی ہے اور مخدوم شرف الدین اپنے بڑے بھائی شیخ جلیل الدین کے ہمراہ دہلی گئے تھے، شیخ مظفر شمس بلخی خلیفہ اور صاحب سجادہ ہیں، حضرت جمال اودھیؒ

الدین مظفر بلخی و شمس جمال اودھی کہ جمال قتال نیز خوانند از و خلافت دارند، فراواں تصنیف از و یادگار اند، ازاں میان مکتوبات او در شکستی نفس آزمودن دارد و خوابگاہ بہار۔

ہو چکا تھا (اور بعض بیانات کے مطابق انھوں نے شیخ کی زیارت کی) اور ان کی ہدایت کے مطابق شیخ نجیب الدین فردوسی کے حضور میں پہنچے اور مرید ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے، حضرت شیخ شمس الدین مظفر بلخی اور شیخ جمال اودھی جن کو جمال قتال بھی کہا جاتا ہے، حضرت مخدوم شرف الدین کے خلفاء میں سے ہیں، حضرت مخدوم جہاںؒ بہت سی تصنیفیں یادگار چھوڑی ہیں، جس میں سے مکتوبات شیخ نفس کشی کے لئے بے حد مفید ہیں، آپ کی خوابگاہ بہار خاص میں ہے۔

فہرست کتب خانہ مدرسہ عالی سپہسالار
جلد دوم
تالیف منزوی انق ابن یوسف شیرازی

۳۴۹ شرفنامہ منیری (عربی، فارسی و ترکی) صفحہ ۱۸۹

مولف ایں کتاب چنانکہ در مقدمہ آں بنظم و نثر (و نیز در ذیل لغت دوستگانی ،،) نگاشتہ شدہ ابراہیم قوام فاروقی رہ است کہ شاعری متتبع بودہ و از اشعار خویش در ذیل بعضے از لغات ابیاتے آوردہ و بمناسبت لقب شرف الدین احمد منیری کہ از مشاہیر مشائخ ہندوستان (ظاہراً مراد مرشد مولف است) و صاحب مکاتیب مشہورہ و شرح آداب المریدین و مولفات دیگر اند کہ در ص ۸ — ۱۰ نزہۃ الخواطر ذکر شدہ و بسال ۷۸۲ جہاں را وداع گفتہ اند ایں مولفہ را شرفنامہ منیریؒ

اس کتاب کے مصنف نے اس کے مقدمہ میں جو نظم و نثر (اور نیچے لغت دوستگانی) لکھا ہے ابراہیم قوام فاروقی نسب سے کہ شاعری میں تجربہ کیا ہے اور اپنے اشعار کے نیچے شعروں کے بعض لغتیں لائی ہیں، شرف الدین احمد منیری کے لقب کی نسبت سے جو کہ ہندوستان کے مشاہیر سے ہیں (اس سے ظاہراً مراد مولف کے مرشد ہیں) اور شرح آداب المریدین اور مکاتیب مشہورہ اور دوسرے مولفات والے ہیں کہ نزہۃ الخواطر کے ص۸ سے ص۱۰ میں ذکر ہوا اور سات سو بیاسی سن میں دنیا کو وداع فرمایا، اس مولفہ کا نام شرفنامہ منیری رکھا

نام نہادہ ، وچنانکہ در ذیل فرہنگ میرزا ابراہیم
خواہیم نگاشت این شاعر شرفنامہ را در دست
داشتہ و در عبارات آں اندک تصرف و اضافاتی
نمودہ و بنام خود جلوہ دادہ است ۔

در کتب رجال و تذکرہ و سیر نامی از ابراہیم
فاروقی نیافتم از معاصر بودن با شرف الدین احمد
منیری کہ ایں فرہنگ بنام وے تالیف گردیدہ
وایشاں بتصریح در تذکرہ علمائے ہند طبع لکھنؤ
ص ۸۴ و نزہۃ الخواطر ص ۸ ـــ ۱۰ پس از
یکصد و بست سال زندگانی بسال ۷۸۲
وفات یافتہ اند ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مطبوعہ :-

در چاپخانہ مجلس از خرداد
۱۳۱۶ تا دیماہ ۱۳۱۸ چاپ شد
طہران

اور جیسا کہ فرہنگ مرزا ابراہیم کے ذیل میں لکھوں
گا ، اس شاعر نے شرفنامہ کو سامنے رکھ کر عبارتوں
میں تھوڑا تغیر تبدل اور زیادتی کر کے اپنا نام
ظاہر کیا ہے ۔

کتب سیر اور کتب رجال اور تذکرہ اور
سیر میں ابراہیم فاروقی کا نام میں نے نہیں پایا
شرف الدین احمد منیریؒ کا معاصر ہونا ثابت نہیں کہ
یہ فرہنگ ان کے نام کے ساتھ تالیف ہوئی اور
یہ صراحت کے ساتھ تذکرہ علمائے ہند طبع لکھنؤ
ص۸۴ اور نزہۃ الخواطر ص۸ سے ص۱۰ میں ایک
سو بیس سال زندگانی کے بعد ۷۸۲ھ میں
وفات فرمایا ہے ۔

سیر المتاخرین

مصنفہ :- منشی غلام حسین خاں طباطبائیؒ

سیر المتاخرین جلد اول ص۲۲۶ اولیائے ہند کے عنوان میں ایک الگ
باب میں حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیریؒ کو لکھا ہے ، لیکن ساری عبارت
آئین اکبری سے منقول ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے ۔

سہ دفتر ابوالفضل

آغاز دفتر سوم انشائے ابوالفضل مشتمل بر خطب و خواتم و انتخاب کتب و بیاضہا و نثرہائے دیگر

انتخاب منتخب مکتوبات شیخ شرف الدین منیریؒ

از مکتوبات چندے آں تشنہ نشاں یافتہ آب کہ　　چند مکتوب سے پیاسے کو پانی کا پتہ ملتا ہے ۔ جے

۱؎ ہرسہ دفتر ابوالفضل ص۱۶۴

حیثیش تشنہ گرداند و نوشیدنش تشنہ تر شرف الدین منیری سخنے چند کہ بر خاطر بوالہوس و نفس مخادع خوش می آید۔ بہ نیت ایام تجرد بر مید ارد اے نفس اگر ہم دریں سدا دی در شادی داری ہمتے در کار خود کن و مردانہ قدمے بردار کہ اگر بمقصود رسی باری صاحب ہمتانہ در راہ رفتہ باشی مرداد ماہ الٰہی سہ سی وسہ در دار الخلافت لاہور نوشتہ شد

حیثیش تشنہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ اس کا پینا پیاس اور بڑھاتا ہے۔ چند باتیں شرف الدین منیریؒ نے بوالہوسی اور فریبی نفس کو سامنے رکھکر اچھی کہی ہیں۔

اے نفس اگر اس میں بھی ہمیشہ خوش رہے اپنے کام (کی انجام دہی) کی ہمت کر اور مردانہ وار قدم اٹھا کہ اگر مقصود تک پہنچ جائے بارے صاحب ہمت اور راہ رفتہ ہو۔

منتخب التواریخ

مصنفہ:- عبد القادر بدایونی

"منتخب التواریخ جلد اول ص۳۱۶ ذکر سلطان سکندر بن سلطان بہلول ابن کالا میں ہے

در سن احدیٰ و تسع مائۃ ۹۰۱ھ خان جہاں لودی وفات یافت و احمد خاں پسر بزرگ او بخطاب اعظم خاں ہمایونی مخاطب شد و سلطان از ترہت باز گشتہ، بزیارت قطب المشائخ شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ قدس اللہ سرہٗ رفت و بدرویش پور آمد۔"

منتخب التواریخ جلد اول ص۳۱۶ میں سلطان سکندر بن سلطان بہلول ابن کالا کے بیان میں ہے کہ ۹۰۱ھ میں خان جہاں لودی نے وفات پائی اور احمد خاں جو اس کا بڑا بیٹا تھا، اعظم خاں ہمایونی کے خطاب سے نوازا گیا اور سلطان ترہت سے حضرت قطب المشائخ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس اللہ سرہٗ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا، اور پھر درویش پور واپس آیا۔

کتاب مرآۃ الاسرار

کتاب مراۃ الاسرار مکتوبہ ۱۲۳۰ھ بخط عاصی شیخ رحمۃ اللہ خدا بخش اورینٹل لائبریری تذکرہ قلمی ص۲۰۴

شیخ[1] شرف الدین منیری البہاری قدس سرہٗ از کاملان ایں طائفہ بود، شانی بزرگ و احوال مستور و ہمتے بلند داشت و از ابتدا حال

شیخ شرف الدین منیریؒ بہاری قدس سرہٗ طائفہ صوفیاء کے کاملین میں سے ایک تھے احوال مستور اور ہمت بلند رکھتے تھے۔ شروع سے آخر تک

---

[1] کتاب مراۃ الاسرار مصنفہ عبد الرحمن چشتی ص۶۱ب

گرفتہ تا انتہا سلوک و ربوبیتہ بیغمبرے پرورش یافتہ انبیاء معصوم و اولیاء محفوظ کہ می گویند عبارت از دست و آں قدر آداب مذہب صوفیہ کہ در تصانیف او بر قانون انصاف یافتہ می شود جائے دیگر کم بہ نظر در آمدہ باشد ،

حال احوال وسلوک رہے ، انداز بیغمبری پر پرورش پائی تھی ، انبیائے معصوم اور اولیائے محفوظ جو کچھ کہتے ہیں ان کی عبارت میں آیا ہے ، آں گرامی نے مذہب صوفیہ کے آداب کے ساتھ اپنی تصانیف میں جس طرح انصاف کیا ہے دوسری جگہ کم دیکھنے میں آتا ہے ۔

مآثر عالمگیری

کرائم آداب شرائف مقامات و محاسن خصائل محامد شمائل خدیو کامل خداوند عادل عالم عامل محمد باقی مستعد خاں منصف کتاب ہذا نے تحریر کیا ہے :-

واز کمالات کسبیہ آنحضرت کہ زینت بخش حالات وہبیہ گشتہ تتبع علوم دینیہ از تفسیر و حدیث و فقہ است و تصنیف امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ و انتخاب مکتوبات شیخ شرف الدین یحیٰی منیری و شیخ زین الدین قدس سرہما و قطب محی شیرازی رحمۃ اللہ و ازیں قبیل کتب دیگر گہوارہ بقدسی مطالعہ در آمد۔

جناب (عالمگیر اورنگ زیب) کے کسبی کمالات میں سے جس نے ان کے حالات کو زینت بخشی (یہ بھی ہے) کہ علوم دینی کا تتبع تفسیر و حدیث و فقہ (پر) ہے (علاوہ ازیں) امام حجۃ الاسلام محمد غزالیؒ کی تصنیف انتخاب مکتوبات شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری و شیخ زین الدین قدس سرہما و قطب محی شیرازی اور اسی طرح کی دوسری کتابیں سفر میں بھی ان کے مطالعہ میں رہتیں۔

تاریخ فرشتہ

جلد اول مقالہ دوازدہم در ذکر مشائخ هندوستان قدس الله سرہم

ذکر سلطان الاولیا حضرت شیخ نظام الدین بدایونی

نقل است کہ شیخ نظام الدین دوازدہ سالگی پیش مولانائے علاؤالدین اصولی کہ مناقب او در کتاب فوائد الفواد مسطور است کتاب قدوری می خواند و از شیخ جلال الدین تبریزی خرقہ داشتہ در اوام حال کہ شیخ نظام الدین را روزے نظر بر مولانائے علاؤالدین افتاد کہ براہ می گذشت فی الحال بخواند و خلعت خاص خود بوے پوشانیدہ دعائے خیر کرد و مولانا ہمان دم مرید گشتہ در اندک فرصتے از مقبولان شد و در ہمان دم شیخ شرف الدین احمد منیری و برادر بزرگ او شیخ جلال الدین محمد بقصد ارادت بدہلی آمدند و شیخ را دریافتہ خواستند کہ مرید شوند شیخ فرمود کہ حوالہ شما بخانوادہ فردوسیان است ہر دو برادر بموجب اشارہ بد آنجا رفتہ مرید شیخ نجم الدین فردوسی شدند و شیخ شرف الدین خرقہ ولایت یافتہ بولایت بہار رفت و در آنجا رحل اقامت انداخت کتاب مکاتیب و معدن المعانی از تصانیف اوست۔

نقل ہے کہ شیخ نظام الدین بارہ سال پہلے ہی سے مولانا علاؤالدین اصولی کہ ان کے مناقب کتاب فوائد الفوائد میں تحریر ہے۔ کتاب قدوری پڑھائی۔ شیخ جلال الدین تبریزیؒ سے بھی خرقہ پہنا ہے۔ خاصکر ایک روز مولانا علاؤالدین پر نظر پڑی وہ سفر میں تھے فوراً انہیں بلایا اور اپنا خلعت خاص انہیں پہنایا اور دعائے خیر کیا۔ مولانا اسی وقت مرید ہوئے اور تھوڑی مدت میں مقبول خاص ہوئے۔ اور اسی وقت شیخ شرف الدین احمد منیریؒ اور ان کے بڑے بھائی شیخ جلال الدین محمد مرید ہونے کی غرض سے دہلی آئے۔ اور حضرت شیخ یعنی نظام الدین اولیاء کا پتہ چلایا۔ یعنی دریافت کیا اور انہیں سے مرید ہونا چاہتے تھے۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ نے فرمایا کہ تمہاری سپردگی خانوادہ فردوسیاں میں ہے پھر دونوں بھائی اس اشارہ کے بموجب شیخ نجم الدین فردوسی کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوئے اور شیخ شرف الدین سے سند و خرقہ خلافت سے سرفراز ہوکر بہار آئے اور یہیں اقامت گزیں ہوئے۔ مکتوبات اور معدن المعانی ان کی تصانیف میں سے ہے۔

مکتوباتِ قدسیہ

مصنفہ
عبدالقدوس گنگوہیؒ

مکتوبات صد و ہفتد ہم ۱۱۱ بجانب
ہیبت خاں سروانے در اختلاف مراتب
خواب رغبت و اختلاف رغبت

ص۲۲۳۔ و فی الجملہ اگر کسے ملتفت بخواب
آید تعبیر او را ہمچو محمد بن سیرینؒ باید از زبان دربار
قطب روزگار شیخ خواجگی سدھورے شنیدہ
ام و ایشاں از زبان شیخ المشائخ علامۃ الوریٰ
قدوۃ التقی شیخ بڈھن شنیدہ اند و حضرت
ایشاں از زبان شیخ الشیخ قطب الاقطاب حجۃ
الحق علی الخلق شیخ محمد عیسیٰ قدس سرہم شنیدند
کہ تعبیر خواب بحضرت مخدوم جہاں قطب زماں
شیخ شرف الحق والدین منیری قدس اللہ سرہٗ
ختم شد۔

اور فی الجملہ اگر کسی کو خواب کی طرف التفات ہو تو اس کی تعبیر محمد بن سیرینؒ کی طرح کرنی چاہئے۔ میں نے یہ قطب وقت شیخ خواجگی سدھورے سے سنا ہے۔ اور انہوں نے شیخ المشائخ علامۃ الوری شیخ بڈھن سے سنا ہے۔ اور انہوں نے قطب الاقطاب شیخ محمد عیسیٰ جونپوری قدس سرہ سے جو کہتے تھے کہ خواب کی تعبیر حضرت مخدوم جہاں قطب زماں شیخ شرف الحق منیری قدس اللہ سرہ پر ختم ہوئی۔

طبقاتِ اکبری ذکر سلطان بہلول لودھی

مصنفہ
مولانا نظام الدین احمد بن مقیم الہروی

سلطان سکندر از منزل دیوبار بر سر ملک
کند و فوج تعین کرد ملک کند و گریخت و
بہار بدست گماشتگاں اسکندری آمد
محبت خاں با چندے از امراء در بہار گذاشتہ
بدرویش پور آمد و خانخاناں و خانجہاں را بر
سرپاتال دارد و گذاشتہ بجانب ترہت
استقبال نمودہ اطاعت کرد و چند لک تنگہ
بر سر رائے ترہت خراج قرار دادہ مبارک

سلطان سکندر نے دیوبار کی منزل کے علاقہ کا رخ کیا اور فوج مقرر کر دیا ملک شکشت کھا کر بھاگا اور بہار عاملان سکندری کے ہاتھ آیا۔ محبت خاں کو جو امراء میں سے تھے، بہار میں چھوڑ کر درویش پور آیا اور خانخاناں اور خان جہاں کو جانچ کے لئے مقرر کر کے (وہاں) چھوڑا۔ اور ترہت کی جانب متوجہ ہوا ترہت کے راجہ نے اطاعت کی اور چند لاکھ تنکہ علاقہ ترہت کے لئے خراج دینا منظور کیا۔ ایک نوجوان

خاں نوخوانی را جہت تحصیل گذاشتہ باز بدرویش پور بہ لشکر گاہ آمد و در شانزدہم شوال سنہ ۹۰۱ھ احدی و تسع مائۃ خانجہاں وفات یافت،

احمد خاں پسر کلاں او را بخطاب اعظم ہمایوں امتیاز بخشید، بعد ازاں بزیارت شیخ شرف الدین منیری قدس سرہ بہ بہار رفتہ فقراء و مساکین آنجا را خوش وقت ساختہ باز بدرویش پور آمد و از آنجا بر سر سلطان علاؤ الدین بادشاہ بنگالہ رواں شد

مبارک خاں کو اس کی وصولی کے لئے چھوڑ کر درویش پور لشکر گاہ میں لوٹ آیا۔ اور ۱۶ ر شوال ۹۰۱ھ کو خاں جہاں نے وفات پائی۔

اس کے بڑے لڑکے احمد کو اعظم ہمایوں کے خطاب سے امتیاز بخشا گیا۔ اس کے بعد شیخ شرف الدین منیری قدس سرہ کے (مزار مبارک) کی زیارت کے لئے بہار جا کر وہاں کے فقراء و مساکین کو خوش کر دیا۔ پھر درویش پور لوٹا وہاں سے سلطان علاؤ الدین بادشاہ بنگالہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا ۔:۔

رفیق العارفین
مقصد العاشقین

تالیف فرید بن سالار محمد بن محمود عراقی مکتوبہ در سنہ ۱۲۱۴ھ بخط خام قطب الدین حیدر حسب الحکم شاہ نعمت اللہ کتب خانہ پھلواری شریف۔

ملفوظ
حضرت حسام الدین مانکپوری

ص۶۴ الف " فرمان شد سلطان فیروز شاہ بہار رسید برائے ملاقات شیخ شرف الدین منیری قدس اللہ سرہ العزیز رواں شد نیت کرد پس شیخ نماز با مداد بگذارد شیخ خود اقامت کردند۔ اول رکعت اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ و در رکعت دوم تَبَّتْ یَدَآ بخواندند بعد فراغ سلطان گفت من تفاول کردہ بودم شیخ فرمودہ بودند اِذَا جَآءَ برائے نصرت شما و تَبَّتْ یَدَآ برائے مقہوری اعدائے شما،

حکم ہوا۔ سلطان فیروز شاہ بہار پہنچا۔ شیخ شرف الدین منیری قدس سرہ العزیز کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا۔ نیت کی کہ شیخ کے پیچھے نماز پڑھوں شیخ نے خود امامت فرمائی، پہلی رکعت میں اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ اور دوسری رکعت میں تَبَّتْ یَدَآ پڑھی۔ فراغت کے بعد سلطان نے عرض کیا کہ میں نے نیک شگون لیا ہے شیخ نے فرمایا اِذَا جَآءَ تمہاری فتح کیلئے اور تَبَّتْ یَدَآ تمہارے دشمنوں کے مقہوری کیلئے میں نے پڑھا ہے

خواند۔

فوائد رکنیہ

ازملفوظ شاہ رکن الدین جندھیؒ وفات سنہ ۱۰۱ھ کہ جامع آں میر سید امام الدین راجگیری اند۔

چوں سلطان فیروز در بہار آمد برائے دیدن (ملاقات) مخدوم شاہ احمد چرمپوش رفت ایشان تعظیم نکردند چوں پیش حضرت مخدوم شاہ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ العزیز رفت حضرت مخدوم استقبال نمودہ آوردند، سلطان فیروز دست مخدوم گرفتہ اشارت پیش رفتن کرد، حضرت مخدوم بتواضع عقب او می شدند آخر سلطان فیروز را پیش کردہ روانہ شدند سلطان فیروز ایں فرد خواندے

در پیش روم طریق حاجب
در پس بر دم چنیں است واجب

حضرت مخدوم نیز ایں فرد خواندند ے

گر پیش روی چراغ راہے
در پس بروی جہاں پناہے

ملفوظ
شاہ رکن الدین جندھی

شاہ رکن الدین جندھی (وفات سنہ ۱۰۱ھ) کے ملفوظ سے جس کے جامع میر سید امام الدین راجگیریؒ ہیں

جب سلطان فیروز بہار آیا۔ مخدوم شاہ احمد چرم پوشؒ سے ملاقات کے لئے گیا۔ لیکن ان حضرت نے ان کی تعظیم نہیں کی۔ اور جب مخدوم شاہ شرف الدین احمد یحییٰ رح کی ملاقات کے لئے گیا حضرت مخدوم استقبال کے لئے نکلے سلطان فیروز نے مخدوم کا ہاتھ پکڑ کر آگے چلنے کا اشارہ کیا، حضرت مخدوم بر بنائے تواضع عقب میں ہو گئے۔ اور سلطان فیروز کو آگے کر کے روانہ ہوئے سلطان فیروز نے یہ شعر پڑھا ے

در پیش روم طریق حاجب
در پس بر دم چنیں است واجب

اس پر حضرت مخدوم نے یہ شعر پڑھا ے

گر پیش روی چراغ راہے
در پس بروی جہاں پناہے

۱؎ شعر و شاعری میں بھی مخدوم جہاں کو دستگاہ حاصل تھی، عربی، فارسی، اور بھاشا تینوں زبانوں میں آپ کو پوری مہارت تھی، چنانچہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت عین الباری المشتہر بہ شاہ رکن الدین احمد بن حصن الدین ابن قطب الدین شطاری کے مخطوطہ ملفوظات سے اس کی شہادت ملتی ہے، اس کے جامع و مرتب صاحب منہاج الشطار سید امام الدین شطاری راجگیر (بہار) اور کاتب عبدالباری المعروف بہ رکن الدین احمد شطاری العینی ہیں، اس کا سن ترتیب و کتابت سنہ ۱۱۰۴ھ ربیع الثانی ہے (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

معدن الاسرار (ملفوظ شیخ قاضن علاء شطاری) کے فصل سی و سوم "در اعمال در و ظاهر و باطن" میں مذکور ہے

کہ حضرت عبداللہ بن حسام النوری الجناری السہروردی نے فرمایا کہ:-

فرمان شد کہ بندہ معتقد کسے نیست و ہمہ بزرگان یکے اند، اما بندہ معتقد سلطان المحققین شیخ شرف الدین منیریؒ و بندگی خواجہ فرید الدین عطار ہستم و جائیکہ ایں ہر دو بزرگان حقائق و دقائق راہ دین بیان کردہ اند کسے بیان نہ کردہ است و فرمان شد چوں بندہ در زیارت سلطان المحققین شیخ شرف الدین منیری بہ بہار رفتم سلطان المحققین بدیں بندہ ملتفت شدند۔

یعنی حکم ہوا کہ بندہ کسی کا معتقد نہیں ہے سب بزرگ یکساں ہیں، لیکن بندہ معتقد سلطان العارفین حضرت شیخ شرف الدین منیریؒ اور خواجہ فرید الدین عطارؒ کا ہے، جس مقام پر یہ دو بزرگ پہنچے ہیں کوئی کم پہنچا ہے اور جو کچھ ان دو بزرگوں نے حقائق اور دقائق راہ دین بیان کیا ہے کسی نے نہیں بیان کیا ہے، اور حکم ہوا کہ جب بندہ سلطان المحققین شیخ شرف الدین منیریؒ کی زیارت کے لئے بہار گیا تو سلطان المحققین نے اس بندہ کی طرف توجہ کیا:

مولانا اپنے مریدین، مسترشدین، احباب، عزیزوں کی تعلیم مکتوبات، ملفوظات اور تصنیفات کے ذریعہ کرتے تھے، چنانچہ تذکروں میں ہے کہ آپ کے مکاتیب اور تصانیف اعجاز رکھتے ہیں۔

مناقب الاصفیا صفحہ ۱۴۰ میں برہان الاتقیا کے حوالہ سے نقل ہے کہ جب آپ کے مکتوبات نصیر الدین اودھی کے پاس پہنچے تو اس کا مطالعہ شروع کیا اور ایک روز استغراق میں تھے کہ آپ نے فرمایا:-

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مناہج الشطارین کی مجلس سیزدہم روز دوشنبہ غرہ ماہ ربیع الاول سلطان فیروز شاہ کا ذکر اثنائے تناول طعام میں حضرت موصوف نے ان الفاظ میں فرمایا: "چوں سلطان فیروز در بہار آمد برائے دیدن مخدوم شاہ احمد چرمپوش رفت، شیخ شاہ رکن الدین شطاری بہاری کا سنہ وفات ۱۱۰۷ھ ہے کسی نے تاریخ وفات جان دادن بذکر اللہ کہی ہے اور ملفوظات کی ترتیب کا سنہ ۱۱۰۲ھ ہے اس لئے شیخ موصوف کی حیات میں اسکی ترتیب ہوئی تھی اور شیخ کی نظر سے بھی وہ گذر چکی تھی، مکرمی پروفیسر سید حسن عسکری کے کتب خانہ میں موجود ہے لے اسکے جامع حضرت قاضن علا شطاریؒ کے داماد علی ابن محمد

"سبحان اللہ شیخ شرف الدین منیری کفر صد سالہ بر کف دست کردہ نمودہ"
یعنی سبحان اللہ شیخ شرف الدین نے ہمارے کفر صد سالہ کو ہتھیلی پر کر کے دکھلا دیا۔
سید جلال بخاری سے لوگوں نے پوچھا کہ آخر عمر میں کس کام میں آپ مشغول ہیں، فرمایا مکتوبات کے دیکھنے میں مشغول ہوں۔
پھر لوگوں نے پوچھا کہ مکتوبات شیخ شرف الدین کیسے ہیں فرمایا: "بعضے محل ہنوز فہم نہ شدہ است" یعنی بعض مقام ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا ہے۔

خزینۃ الاولیاء مصنفہ غلام سرور خلف مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ قریشی ص

۲۹۰ میں لکھتے ہیں کہ:-
"شیخ شرف الدین یحیٰی منیریؒ کا شمار ہندوستان کے اولیاء اور مشائخ کبار میں ہے، ریاضت اخلاص عبادت اور تقویٰ اور رشد و ارشاد میں یگانہ و یکتا تھے، اس لئے ان کے مناقب لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ کے تصانیف برتر و بلند پایہ ہیں آپ کے مکتوبات اور ملفوظات جو معدن المعانی کے نام سے موسوم ہیں اور ارشاد السالکین اور شرح آداب المریدین آپ کی مشہور تصانیف میں سے ہیں، آپ کو شیخ نجیب الدین فردوسی سے جو شیخ رکن الدین فردوسی کے مریدوں میں تھے، ارادت حاصل تھی، شیخ شرف الدین ابتدائً شیخ المشائخ نظام الدین بدایونی سے شوق ارادت میں دہلی پہنچے لیکن اس وقت شیخ المشائخ جان بحق ہوچکے تھے اور شیخ نجیب الدین فردوسی دہلی میں موجود تھے چنانچہ ان کی خدمت میں پہنچے، شیخ موصوف آپ کے استقبال کے لئے گھر سے برآمد ہوئے اور فرمایا تمہارا حصہ ہمارے پاس امانت ہے، اب میں تمہیں وہ امانت سپرد کرتا ہوں، برسوں سے اس دن کا منتظر تھا۔
شیخ شرف الدین نے آپ سے ارادت حاصل کی اور نعمت و دولت روحانی لے کر وطن مالوف کی جانب روانہ ہوئے، اثنائے راہ میں بہار کے جنگلوں میں ٹھہر گئے، اور راجگیر کے پہاڑوں پر برسہا برس تک اس طرح عبادت و ریاضت میں مشغول رہے آپ کے مخلص مرید مولانا نظام الدین مغربی کے سوا کسی کو آپ کے علم کی خبر نہ تھی، آپ کبھی کبھی حضرت مخدوم کی زیارت کے لئے جنگلوں میں جایا کرتے تھے!!

شاہ عالم نامہ

مصنفہ

غلام علی خاں ۱۱۷۰-۱۱۶

صاحب شاہ عالم نامہ غلام علی خاں کا بیان ہے کہ :- شاہ عالم بادشاہ جب بہار شریف پہنچا تو اس سے کہا گیا کہ اس علاقہ میں زبدۃ الاصفیار، قدوۃ الاولیار شاہ شرف الدین قدس سرہٗ العزیز کا مزار فائز الانوار واقع ہے یہ سُنکر بادشاہ درگاہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا، جس وقت اس کی سواری بہار پہنچی اور راستہ سے گذر رہی تھی تو شہر کے باشندے، رعایا و برایا، شریف و رذیل ہر ایک نے فرق مراتب اس قدر نقرئی پھول روپئے برسائے کہ مسکینوں اور محتاجوں نے اس سے اپنے دامن کو بھر لیا، اور ہر طبقہ نے مسرت و خوشی کا اظہار کیا، جلوس شاہی میں درگاہ تک ہر کہہ و مہہ کے سر پر سیم و زر کی بارش ہو رہی تھی، اس بارش میں بادشاہ کی سواری درگاہ تک پہنچی، اور درگاہ کے خدام نے حضور شاہ میں دستار اور حلقہائے کماں تبرکاً پیش کئے ۔

اردو کی نشو ونما میں

مخدوم جہاںؒ کی خدمات

جہاں تک اردو کی نشو ونما کا تعلق ہے یہ تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے کہ اس کی آبیاری میں صوفیائے کرام کا بہت بڑا ہاتھ رہا ہے۔ تحقیق وجستجو کی روشنی میں اردو کے نقوش اولین ان ہی نفوس قدسیہ کے مرہون منت نظر آتے ہیں۔ دیار ھند میں صوفیائے کرام نے ایک طرف نور رشد و ہدایت، تزکیۂ روحانی اور خلوص محبت کی قندیلیں روشن کیں اور دوسری جانب ایک مخلوط متحدہ اور عوامی زبان کی شمع جلائی جس کی لو روز بروز تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ عوامی زبان کی اس ترکیب میں جن عناصر نے حصہ لیا ان میں ایک اہم عنصر صوفیائے کرام کی حقیقت پسند، سادہ اور پرکشش باتوں کے اثرات ہیں جو کمان سے نکلے ہوئے تیر کی مانند دلوں میں ترازو ہو جایا کرتے اور عوام دوسری باتوں کے ساتھ ان کی زبان وگفتار کے اثرات بھی غیر محسوس طور پر قبول کر لیتے جس کے نتیجے میں ایک مخلوط اور متحدہ زبان کی تخم ریزی خود بخود ہو جایا کرتی اس کے علاوہ صوفیائے کرام کی غرض و غایت چونکہ رشد و ہدایت اور تبلیغ اسلام تھی اس لئے ان کا تعلق خواص سے زیادہ عوام سے تھا اور عوام تک رسائی کے لئے ایثار و اخلاق کے ساتھ ان کی زبان کا جاننا بھی ضروری تھا۔ چنانچہ ان حضرات نے عوامی سطح پر رشد و ہدایت کے لئے حتی الامکان عوام کی زبان ہی کو ذریعہ بنایا۔ مولانا عبدالحق صاحب تحریر کرتے ہیں[1]

"دلوں کو ہاتھ میں لانے کے لئے سب سے پہلے ہم زبانی لازمی ہے۔ ہم زبانی

---

[1] اردو کی ابتدائی نشو ونما میں صوفیائے کرام کا کام مصنفہ عبدالحق ص۲

کے بعد ہم خیالی پیدا ہوتی ہے ـــــــــ جتنے اولیاء اللہ سرزمین ہند میں آئے یا یہاں پیدا ہوئے وہ باوجود عالم وفاضل ہونے کے (خواص کو چھوڑ کر) عوام سے انہیں کی بولی میں بات چیت کرتے تھے"[۱]

نتیجہ یہ ہوا کہ عوامی زبان کے الفاظ ان حضرات کی زبان پر موقع بہ موقع فقروں کی شکل میں جاری ہونے لگے۔ صوفیائے کرام کی اپنی زبان اور مقامی بھاشا کا یہی آمیزہ ابتداءً وہ لسانی واسطہ بنا جس کے سبب ان حضرات کے ارشادات عالیہ عوام کے لئے قابل فہم ہوسکے۔ یہی لسانی واسطہ جو صوفیائے کرام کے عوام پر اثرات اور ان کی مقصدی ضرورت کے ازدواج کے نتیجہ میں وجود پذیر ہوا تھا امتداد زمانہ کے ہاتھوں مرحلہ وار پرورش پاکر اردو کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔

ریختہ کی صورت گری میں حضرت امیر خسروؒ نے جو اہم رول ادا کیا ہے وہ محتاج دلیل نہیں۔ علاوہ ازیں حضرت امیر خسروؒ اور شرف الدین بو علی قلندر پانی پتیؒ کے درمیان ایک موقع پر جو گفتگو ہوئی اس کا ایک فقرہ "تو کا کچھ سمجھوا ہے" قابل غور ہے۔ ایسے بہت سارے فقرے، جملے اور دوہے صوفیائے کرام سے منسوب ہیں ہر چند انہیں تحقیق کی روشنی میں مستند نہیں کہا جاسکتا لیکن یہ فقرے جو ان کہی کہانی (untold story) سناتے ہیں اسکی اہمیت سے انکار کرنا بھی مشکل ہے۔ خصوصیت کے ساتھ جب یہ فقرے تحقیقی اسناد کے جلو میں سامنے آتے ہیں تو لسانی ترکیب کی سرخی خود پکار کر کہہ دیتی ہے کہ کس جگر کا خون بہا اور کہاں بہا۔

صوفیائے کرام کا مشن آفاقی مشن تھا۔ ان کا تعلق کسی مخصوص علاقہ یا خطہ سے نہ تھا اور نہ ہوسکتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے صوبہ بہار میں بھی وہی کچھ کیا جو ملک کے دوسرے حصوں میں کرتے رہے تھے۔ ڈاکٹر اختر اورینوی مرحوم رقمطراز ہیں[۲]

"سارے اثرات میں اہم ترین اثر صوفیائے کرام کے ذریعہ پڑا۔ انکی تبلیغ وتلقین سے بکثرت اہل بہار مشرف بہ اسلام ہوئے۔ نومسلم خاندان سارے صوبے میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان کی اولاد اب بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہے۔ نومسلموں کے حلقے ریختہ اور کھڑی بولی کی ترویج کے دائرے بن گئے۔ عہد وسطیٰ میں صوفیائے عرب وعجم دہلی

---

[۱] اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام۔ مصنفہ مولوی عبدالحق ص ۱۴

[۲] بہار میں اردو زبان وادب کا ارتقا۔ مصنفہ ڈاکٹر اختر اورینوی ص ۱۰۳-۱۰۲

ہوتے ہوئے بہار آئے اور بڑی تعداد میں آئے۔ ان کے فیض سے وہ روحانی اخلاقی، تہذیبی اور ادبی خلا پُر ہوا جو صدیوں سے پاٹلی پتر کی تباہی کے بعد چلا آتا تھا۔ بہار شریف اور پھر پٹنہ اس عہد کی نئی ترقی پسند ایشیائی تہذیب کا مرکز بنا اور سارے بہار میں اجالا ہو گیا ــــــــ اسلامی تصوف کے چشمۂ روحانی نے بہار کی سرزمین کو سیراب کیا اور اس وسیع المشرب اور رواداری تحریک نے ہندو سنسکرتی اور مسلم تہذیب کو متحد کرنے میں بڑی مدد دی۔ اس کا ایک اور اہم نتیجہ یہ نکلا کہ بہار میں بہاری ریختہ اور پھر زبان اردو کی ترویج و ترقی بڑی محبت اور ہم آہنگی کے ساتھ ہوئی اور یہاں کے ہندو مسلم عوام و خواص نے مل کر متحدہ تہذیب اور متحدہ زبان کی آبیاری کی"۔

یوں تو سرزمین بہار میں بہت ساری برگزیدہ ہستیاں مصروف کار تھیں لیکن حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیریؒ کی ذات بابرکات کو اس اعتبار سے ایک خصوصی امتیاز حاصل تھا اور ہے کہ ان کے تمام کارنامے بشمول کاوش ریختہ سازی تحقیقی اعتبار سے سند کے اعلیٰ ترین معیار کے حامل ہیں۔ اس کا سبب مخدوم جہاںؒ کے وابستگان کی والہانہ شیفتگی ہے۔ جس نے مخدوم جہاںؒ کی چھوڑی ہوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کی حفاظت بھی اعلیٰ پیمانہ پر کرائی۔ چنانچہ سید سلیمان ندویؒ کہتے ہیں:

"ہندوستان نے ارباب کمال کے تمام اصناف میں سے صرف دو کے نام زندہ رکھے ہیں۔ مشائخ و اولیاء اور شعراء کہ وقتاً فوقتاً ان کے با اخلاص مریدوں اور معتقدوں نے ان کے ملفوظات اور مکتوبات اور تذکرے لکھ کر ان کے فیوض و برکات اور زبانی و ذہنی الہامات کو قائم اور باقی رکھا مگر اس صوبہ (بہار) نے حضرت مخدوم الملک بہاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کو چھوڑ کر ہندوستان کی اس رسم کہن کو بھی تازہ نہ رکھا"۔[۱]

یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ صوبہ بہار حضرت مخدوم جہاںؒ کے زمانہ ہی میں اردو زبان کی ابتدائی ہیئت سے آشنا ہو چکا تھا اور زبان سازی کی سمت میں اچھی خاصی پیش رفت ہو چکی تھی۔ پروفیسر محمود شیرانی رقمطراز ہیں[۲]

---

[۱] نقوش سلیمانی مصنفہ علامہ سید سلیمان ندوی ص ۴۰۲-۴۰۱۔

[۲] پنجاب میں اردو مصنفہ پروفیسر محمود شیرانی ص ۱۴۴۔

حضرت[1] مخدوم سے کئی فالنامے، کچھ منتر، نسخے، نقش اور طلسمات منسوب کئے جاتے ہیں۔ ان سب کے متعلق قطعیت کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ حضرت مخدوم کے قلم یا زبان سے نکلے۔ لیکن قرائن یہ کہتے ہیں کہ ملفوظات اور بیاضوں میں جو آپ کے نام سے کلام درج ہیں وہ کسی نہ کسی حد تک ضرور حضرت شرف الدین احمد بہاریؒ کے ہی ہیں"۔

معدن المعانی کی پہلی جلد کے ص۲۰۳ پر مخدوم جہاںؒ اور خواجہ جلال الدین حافظ ملتانی کے درمیان ایک گفتگو میں دو فقرے نقل ہوئے ہیں

"ہمدریں محل جلال الدین مذکور گفت کہ بزبان ہندوی نیکو گفتہ است ہر کہ گفت است۔ 'باٹ بھلی پر سانکری' بعد ازاں بندگی مخدوم عظمہ اللہ بزبان مبارک راند "دیس بھلا پر دور"۔

باٹ بھلا پر سانکری بمعنی راہ اچھی مگر تنگ۔ آج بھی شادی بیاہ کے موقع پر پرسانکری رے گلیا بمعنی گلی تنگ ہے، گایا جاتا ہے۔ 'دیس بھلا پر دور' اس فقرہ میں بھی "دیس بھلا" کے ساتھ فارسی لفظ "دور" کی آمیزش ریختہ سازی میں مخدوم جہاں کی کاوش کا صاف پتہ دیتی ہے۔

گنج رشیدی ملفوظ حضرت دیوان عبدالرشید جونپوریؒ میں ہے

"ہم از خوارق حضرت مخدوم جہاں شرف الحق والدین احمد یحییٰ منیری و میاں جولہائی بود کسے گفت کہ در سیرے حضرت مخدوم بگاہ بدیہے رسیدند و شب بر گنج پوال خواب کردند۔ اتفاقاً دراں شب دروان گشت راید۔ زدے بریدند وقت صبح دیہہ گشت بریدہ دیدند۔ متفحص در و شدند۔ مخدوم را مرد بیگانہ در پوال یافتند۔ بہ تہمت دزدے گرفتہ قید کردند۔ از زبان مخدوم "دو مہنو ترک چھنو نا بھاتی"۔ بمجرد گفتن شگاف سینہ مقدم ظہور یافت اثر ایں ہر کہ باقی ماند ہر کہ مقدم شدے سینہ او شگافتہ شدے"۔

ترجمہ:- "حضرت مخدوم جہاں شرف الحق والدین احمد یحییٰ منیریؒ و میاں جولہائی کے خوارق کے سلسلے میں۔ کسی نے کہا کہ ایک بار سیر کرتے ہوئے مخدوم ایک گاؤں میں پہنچے اور

---

[1] بہار میں اردو زبان و ادب کا ارتقاء۔ مصنفہ ڈاکٹر اختر اورینویؒ ص۱۴۵

رات میں پوال کے ڈھیر پر سو گئے۔ اتفاقاً اس رات گشت ہو رہی تھی۔ صبح کے وقت مخدومؒ کو جو ان کے لئے اجنبی تھے پوال میں پایا چوری کے الزام میں پکڑ لیا۔ مخدومؒ کی زبان سے نکلا "دو منہو ترک چھنونا بھاتی"۔ اتنا کہنے ہی سے مقدم کے سینہ میں شگاف پڑ گیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ جو کوئی بھی مقدم بنتا اس کے سینہ میں شگاف پڑ جاتا تا"۔

مندرجہ بالا اقتباس میں "دو منہو ترک چھنونا بھاتی" کا فقرہ قابل توجہ ہے اس میں فارسی کے تتبع میں فعل پہلے لایا گیا۔ اردو کے قدیم نمونے اسی انداز کے ملتے ہیں پھر یہ ٹکڑا "چھنونا بھاتی" یعنی "تنگ کرنا نہیں بھاتا"۔ اپنی ترکیب کے اعتبار سے مقامی بھاشا کا پتہ دیتا ہے اس پورے فقرے میں "ترک" کا لفظ ریختہ پن کی طرف صاف صاف اشارہ کر رہا ہے۔

ذیل میں مخدوم جہاں کا ایک کنج مندرہ نقل کیا جا رہا ہے۔ یہ کنج مندرہ مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر "پیسہ" اخبار کی بیاض میں محفوظ ہے اور اس کا حوالہ پروفیسر محمود شیرانی نے اپنی تصنیف "پنجاب میں اردو" صفحہ ۱۴۴ پر دیا ہے۔ جس کا نمونہ درج ذیل ہے۔

کالا ہنسا نرملا بسے سمندر تیر
پنکھ پسارے بکھ ہرے نرمل کرے سریر درد رہے نہ پیڑ

بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ این دوہرا را سہ بار بخواند۔

شرف حرف مایل کہیں درد کچھ نہ بسائے
گرد چھویں دربار کی سو درد دور ہو جائے

مخدوم جہاںؒ سے منسوب ایک فالنامہ دیسنہ ضلع پٹنہ کے کتب خانہ اصلاح میں موجود ہے۔ یہ فالنامہ پرانے کاغذ کے دو صفحات پر مشتمل ہے اس میں کل ستائیس ۲۷ فقرے ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

۱۱۱۔ جو من کی منسی کیا ہوئی سو ہوئی۔
۱۱۳۔ ناہیں کچھ کرو نصیب لاگی بات ہے۔
۱۳۱۔ ایہیں، ابھی ناہین۔
۲۲۳۔ ناہیں ہیگا اور کام کرو۔
۱۳۳۔ راج پاٹ اچل کے دیا تمکون۔
۲۳۲۔ آگے برے دن گئے اب سکھ پاوہ گے
۲۲۲۔ ابھین ناہین آگو ہو چکا۔

خانقاہ فردوسیہ بلخیہ میں مخدوم جہاںؒ سے منسوب ایک فالنامہ اور بھی موجود ہے جس کی کتابت ۱۰۹۷ھ میں حضرت میر جعفر قادری نے کی ہے۔ اس فالنامہ کے چند فقرے حسب ذیل ہیں۔

ناہیں کیونکر ہو، نصیب لاگی بات ناہیں ابھین، ناہیں ابھین کچھ
جو مَن چنتا ہو سستی پاوَ گی

مونس القلوب مصنفہ حضرت احمد لنگر دریا بلخیؒ میں مذکور ہے کہ جس رات حضرت مخدوم جہاںؒ نے انتقال فرمایا اسی رات حضرت مولانا مظفر بلخیؒ نے عدن میں خواب دیکھا کہ حضرت مخدوم جہاںؒ یہ دوہرا پڑھ رہے ہیں

آئیں رات سہائیاں جن کارن دھکا کھائیاں

یعنی وہ سہانی رات آگئی جس کے لئے میں نے اتنے دھکے کھائے۔

آپ نے تاریخ لکھ لی پھر جب بہار آئے تو معلوم ہوا کہ حضرت کا وصال اسی تاریخ کو ہوا تھا۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ[1] نے شفاء الامراض حکیم محمد دسنوی کے قلمی نسخہ کے حوالے سے مخدوم جہاں کے دوہرے نقل کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

لودھ پھٹکری مرداسنگ ہلدی زیرہ ایک ایک ٹنک
افیون چنا بھر مرچیں چار اردپھر موتھا اس میں ڈار
پوست کے پانی پوٹلی کرے نینا پیر اپل میں ہرے

پروفیسر محمد معین درواںیؒ نے اپنے خاندانی قلمی بیاض کے حوالے سے مندرجہ ذیل فالنامہ اپنی کتاب بہار اور اردو شاعری میں تحریر کیا ہے۔

دس[2] چار کچھ آگم آوے آٹھ پانچ پھل مانگے آوے
تین اگیارہ ہینچے راج نوسو سترہ کرے اکاج

پروفیسر صاحب موصوف نے مخدوم جہاں سے منسوب ایک شعر اور بھی لکھا ہے۔

[3] شرفا گور ڈراون نس اندھیاری رات واں نہ پوچھے کون تمہاری جات

الغرض اردو زبان کی ترقی و ترویج کے سلسلے میں مخدوم جہاں اور انکے جانشینوں کی قابل قدر خدمات کا ہر کسی کو اعتراف کرنا ہی پڑتا ہو انکی لسانی کاوشیں متقدین و متوسلین کے سینوں ہی میں نہیں بلکہ انکی بیاضوں اور سفینوں میں بھی محفوظ ہیں جن سے لسانی ترکیب کا قافلہ وقتاً فوقتاً کسب فیض کرتا رہا ہے انکے دوہرے، فقرے، کنج مندرے وغیرہ اپنی قطعیت کے اعتبار سے اس پوزیشن میں ہیں کہ تحقیق و جستجو کو روشنی دکھا سکیں اور ماضی کے گرد و غبار میں ڈھکی ہوئی اردو کی ابتدائی شکل و صورت کے خد و خال واضح کرسکیں۔

---

[1] نقوش سلیمانی مصنفہ سلیمان ندوی ص۴۸ [2] [3] بہار اور اردو شاعری ص

تصانیف

حضرت مخدوم جہاں
شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رح
پر ایک نظر

ابوالفضل نے "آئین اکبری" جلد ۳ ص ۱۶۲ میں تصانیف اور مکتوبات مخدوم کے بارے میں یہ تحریر کیا ہے کہ :-

فراواں تصانیف ازو یادگار از اں
میاں مکتوب اودر سرشکنی نفس آزمون
دارد

ہرسہ دفتر ابوالفضل ص ۱۶۴ دفتر
سوم انتخاب منتخب مکتوبات شیخ شرف
الدین منیری رح

از مکتوبات چندے آں تشنہ نشاں
یافتہ آب کہ حشیش تشنہ گرداند و نوشید نش
تشنہ تر، شرف الدین منیری سخنے چند کہ بر
خاطر بوالہوس و نفس مخادع خوش می آید بہ
نیت ایام تجرد بر میدار دا ے نفس اگر دریں

چند مکتوب سے پیاسے کو پانی کا پتہ چلتا ہے جیسے حشیش تشنہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ اس کا پینا پیاس اور بڑھاتا ہے۔ چند باتیں شرف الدین منیریؒ نے بوالہوس اور فریبی نفس کو سامنے رکھ کر اچھی کہی ہیں۔ اے نفس اگر

سدادی درشادے داری ہمتے درکار خود کن ومردانہ قدمے بردار کہ اگر بمقصود رسی باری صاحب ہمتا نہ درراہ رفتہ باشی مرداد ماہ الٰہی سمہ سی وسہ در دار الخلافت لاہور نوشتہ اند۔

اس میں بھی ہمیشہ خوش رہے اپنے کام (کی انجام دہی) کی ہمت کر اور مردانہ وار قدم اٹھا کہ اگر مقصود تک پہنچ جائے۔ بارے صاحب ہمت اور راہ رفتہ ہو ✣ ✣ ✣ ✣

✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

صاحب اخبار الاخیار مولانا عبد الحق محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں کہ: "شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری ہندوستان کے مشاہیر مشائخ میں ہیں ان کی منقبت کی چنداں ضرورت نہیں، ان کے تصانیف بلند پایہ ہیں، ان میں مکتوبات مشہور اور لطیف ترین تصنیف ہیں، شیخ موصوف کے مجموعۂ مکتوبات مشہورہ کے علاوہ ان کے کچھ اور مکتوبات بھی ہیں جو اپنے مرید اور صاحب سر خلیفہ شیخ مظفر بلخی کو تحریر کئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ شیخ مظفر بلخی کو راہ سلوک میں جو واقعات ومعاملات وحالات پیش آیے تھے ان کو شیخ کی خدمت میں لکھ بھیجتے تھے، شیخ اس کا جواب دیتے تھے،

اخبار الاخیار

اخبار الاخیار صفحہ ۱۰۹ میں مولانا عبد الحق محدث دہلوی مکتوبات حضرت مخدوم کے بارے میں اس طرح رقم طراز ہیں:۔

"شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری وے از مشاہیر مشائخ ہندوستان است چہ احتیاج کسے ذکر مناقب او کند، او را تصانیف عالی است، از جملہ تصانیف او مکتوبات مشہور تر ولطیف ترین تصانیف او است، بسیارے از آداب طریقت واسرار حقیقت در آنجا اندراج یافتہ وملفوظات او را نیز یکے از معتقدان او جمع کردہ اما لطافت مکتوبات او بیشتر است"

شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے ہیں ان کے مناقب محتاج تعارف نہیں، ان کے تصانیف بلند پایہ ہیں، ان کے تمام تصانیف میں سے ان کے مکتوبات زیادہ مشہور ہیں اور بہت بہترین تصانیف ان کے ہیں، جس میں کثرت کے ساتھ طریقت کے آداب اور حقیقت کے آثار مندرج ہیں ان کے ملفوظات کو بھی ان کے معتقدین میں سے ایک نے جمع کیا ہے، بہر حال ان کے مکتوبات میں لطافت بہت زیادہ ہے۔:۔

مکتوبات کا تقدس
اور
مخدوم کا تصوّف

عارف رومی کی مثنوی کے بارے میں کسی ارادت مند نے کہا تھا کہ: "ہست قرآن در زبان پہلوی" عارف بہاری کے مکتوبات اور شرح آداب المریدین کی نسبت بھی اگر یہی مصرعہ دہرایا جائے تو بالکل بجا اور درست ہوگا، عارف رومی نے کتاب وسنت اور آیات واحادیث سے جس طرح اسرار تصوف بیان کئے ہیں، اسی طرح عارف بہاری نے بھی اس سرچشمہ سے سلوک وتصوف کی آبیاری کی ہے، صاحب مناقب الاصفیاء لکھتے ہیں کہ: "دربیان دقائق طریقت واسرار حقیقت ومعرفت عالی کلام بود، درہر طورے بیان شافی داشت، درعشق ومحبت کلمات لطیفہ وغامض آورد، واسرار توحید خواص علم حقیقت در ہندا زوظہور یافت"۔

مولانا مظفر شمس بلخی رح سے بڑھ کر مخدوم کے اسرار تصوف کا محرم کون ہوسکتا ہے وہ لکھتے ہیں کہ: "پیر من بردین خدا وسنت محمد مصطفےٰ بود ومن مذہب پیر خود دارم"

ع درآں سرِما وگرنہ دوراز سرِما

مولینا نے مخدوم کے تصوف کو ایک شعر میں اس طرح ظاہر کیا ہے:۔

شعر: بے زلت وزلاقدمش برصراط بود ۔ عصمت بہ ذات پاک ترین لایزال داشت

صاحب مناقب الاصفیاء لکھتے ہیں کہ: "او تارک ماسوی اللہ بود ودنیا بہ نسبت او معدوم بود، وجود نہ داشت، آخرت وتنعیم آخرت بحسب ہمت او متروک بود، مقصود جانش خدائے بود"۔

صاحب اسرار مولانا بلخی لکھتے ہیں کہ:۔

درویشی وتصوف بس اہیں یک حرفیست، الانقطاع عما سوی اللہ، چوں اللہ

می گوئی ماسوا اللہ را آتش زن :. ؎

چوں ابراہیم بت را بر زمن زن :. نقش از لا احب الآفلین زن

حضرت مخدوم جہاں کا ارشاد ہے کہ: "آرزوے من آنست کہ نام من نہ دریں جہاں باشد نہ دراں جہاں"۔ ترک و تجرید کا انتہائی درجہ ہے۔ مولانا بلخی لکھتے ہیں کہ ہر کہ مومن است عاشق است و ہر کہ عاشق است مومن است، میان عشق و ایمان ملازمہ مساوی ثابت می داں

الایمان والعشق تو اماں ع ہر کرا عشق نیست ایمان نیست

راہ سلوک میں مجاہدات کی غرض و غایت ترک ماسوا ہے اور ترک ماسوا کا ثمرہ عشق ہے۔ عشق اور عشاق کو کلام اللہ نے فقراء (فقراء) سے تعبیر کیا ہے اور ان کی شان رضائے الٰہی کی طلب بیان کی ہے اور طلب رضا میں وہ عزیز سے عزیز شئی کو قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے، مولانا لکھتے ہیں کہ مہاجرین و انصار گو سابق و پیش رو گفتند رو گشتند از گستند از نماز بسیار ہا از روزہ بسیار ہا، بلکہ پاک بازی و تاراج گری، اگر باور نداری آیت بخواں :-

الفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلاً من الله ورضوانا :.

پاک بازاں کہ درویش آمدند :. ہر زماں در لحد خود پیش آمدند

اس راہ میں سب سے بڑی چیز رضوان اللہ ہی ہے ورضوان من اللہ اکبر۔ مخدوم کے تصوف کے دوسرے رازداں مولانا حسین نوشہ توحید بلخی رح نے مخدوم کے تصوف کو یوں نظم کیا ہے :- ؎

مقتدائے دین من پیر منیری :. ایں سخن بگفت از سروری

کائے برادر گر بخواہی اصل کار :. ایں سخن را در دل خود باش دار

ایں ریاضت نیست کالے بخبری :. کم بگو کم کم خوری

بچگان و طفل وہم زناں :. ایں ریاضت می کند از آب و ناں

اس ضمن میں مخدوم جہاں کا خود اپنا نقطہ نظر مکتوبات صدی کے مکتوب بست و پنجم میں نہایت واضح طور پر بیان ہوا ہے :.

مکتوب بست و پنجم در ارکان شریعت و طریقت

طریقت راہے است کہ از شریعت خیزد، و شریعت بیان توحید و طہارت و نماز و روزہ و حج و جہاد و زکوٰۃ و دیگر احکام شرع و معاملات است۔ اما طریقت طلب کردن بحقیقت ایں معاملات است و تفحص کردن ایں مشروعات و آراستن اعمال بصفا ضمائر و تطہیر اخلاق است از کدورات طبعی چوں ریا و ہوا و جفا و شرک مانند ایں در جملہ ہر چہ بہ تہذیب و تطہیر ظاہر تعلق دارد شریعت است و ہر چہ بتصفیہ و تزکیہ باطن تعلق دارد طریقت است، مثلاً جائے نماز را طاہر کردن از لوث نجاست شریعت است و دل پاک کردن از کدورات بشریت طریقت است پیش از نماز وضو کردن شریعت است و ہمیشہ باوضو بودن طریقت است در نمازے روئے بقبلہ آوردن شریعت است در وے دل بحق آوردن طریقت است در جملہ ہر چہ در مرتبہ حواس فرود آید رعایت آں کردن از شریعت است و ہر چہ درون پردۂ قالب است رعایت کردن آں طریقت است و ہر چہ انبیاء علیہم السلام امت خود را آں فرمائند کہ خود کنند

طریقت وہ راہ ہے جو شریعت سے نکلتی ہے، اور شریعت کا تعلق توحید، طہارت، نماز، روزہ حج، زکوٰۃ، جہاد اور دیگر شرعی احکام اور معاملات سے ہے، لیکن طریقت ان معاملات کی حقیقت دریافت کرنے، ان مشروعات میں تفحص کرنے اعمال کو صفائی ضمیر کے ساتھ آراستہ کرنے اور طبعی کدورتوں سے اخلاق کو پاک کرنے سے متعلق ہے۔ حب ریا، ہوا، جفا، شرک اور انکی مانند دوسرے جملہ صفات کی تہذیب و تطہیر کا تعلق ظاہر سے ہو تو یہ شریعت ہے اور جو کچھ کہ باطن کے تصفیہ و تزکیہ سے تعلق رکھے، طریقت ہے مثلاً نماز پڑھنے کی جگہ کو نجاست کی آلودگی سے پاک کرنا شریعت ہے اور بشری کدورتوں سے دل کو پاک کرنا طریقت ہے، نماز کے پہلے وضو کرنا شریعت ہے اور ہمیشہ باوضو رہنا طریقت ہے، نماز میں قبلہ رو رہنا شریعت ہے اور اس میں دل کو حق کی طرف متوجہ رکھنا طریقت ہے۔ حواس کے اعتبار سے جو کچھ پیش آئے ان سبھوں کی رعایت کرنا شریعت ہے، اور جو کچھ پردۂ قالب کے اندر رہے اس کی رعایت کرنا طریقت ہے، اور ہر چند کہ انبیاء علیہم السلام اس کا حکم فرماتے ہیں جو خود کرتے ہیں ۔

مکتوبات

مکتوبات :- مکتوبات جسے نصف ملاقات اس لئے کہا جاتا ہے کہ ایک طرف سے گفتگو ہوتی ہے اور دوسری طرف سے خاموشی۔ حضرت مخدوم نے اپنے مریدوں، احباب، عزیزوں کو کثرت سے مکتوبات لکھے ہیں، اور خاص کر ان مریدوں اور عقیدتمندوں کو مکتوبات کے ذریعہ تعلیم اور رشد وہدایت کی ہے جو اپنی عدیم الفرصتی کے سبب آستانہ مخدوم پر حاضری دینے سے مجبور تھے اور ارشاد گرامی سننے سے معذور تھے :۔

مکتوبات کے تین مجموعوں میں آپ کی تعلیم اور رشد وہدایت کی باتیں ملتی ہیں، یہ مکاتیب امرار، سلاطین، مریدین اور محبوں کے نام سے ہیں، جیسے ملک موج، ملک معز الدین، شمس الملک، شمس الدین خوارزمی کے نام وقتاً فوقتاً لکھے گئے ہیں، لیکن سب سے زیادہ آپ نے اپنے مرید قاضی شمس الدین حاکم چوسہ کو لکھا ہے، چونکہ یہ قاضی تھے، اور ان کی تعلیم ضروری تھی :۔

مکتوبات صدی :- اسے حضرت زین بدر عربی مرید وخادم خاص نے جمع کیا ہے، یہ مکاتیب قاضی شمس الدین حاکم چوسہ کے نام ہیں، اس میں تصوف کے تمام اہم مسائل پر روشنی ڈالی ہے، اس میں سالکوں کے مراتب ومقامات اور مریدوں کے احوال ومعمولات بیان کئے ہیں، خصوصیت کے ساتھ توبہ، ارادات، توحید ومعرفت، عشق ومحبت، تفرید وتجرید، شیخی ومریدی جیسی ضروری باتیں وضاحت کے ساتھ بیان کی ہیں، جو سالکوں اور مریدوں کے لئے نہایت ضروری ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہ مکاتیب تعلیم وتصوف کے لئے سنگ میل ہیں، اس میں تصوف کے نکات کو عالمانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے، اس سے مخدوم جہاں کے تبحر علمی

وسعت معلومات، دقت نظری اور نکتہ سنجی کا پتہ چلتا ہے۔ ان مکاتیب کے لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ قاضی شمس الدین جو مرید خاص تھے وہ حاکم چوسہ تھے اور انتظام مملکت کی مشغولیت کے سبب وہ مخدوم جہاں کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکتے تھے اس لئے مخدوم جہاں نے ان کی تعلیم مکتوبات کے ذریعہ کی اور تمام مسائل پر محققانہ بحث کی، اس میں اخلاق کی درستگی، طمع اور نفاق سے بچنے کی تلقین، سعادت اور شقاوت کا فرق معلومات میں پختگی اور ادائیگی پر اچھی طرح روشنی ڈالی ہے، اور قرآن وحدیث کی روشنی میں تمام مسائل سمجھایا ہے۔

مکتوبات صدی کے دیباچہ میں یہ عبارت تحریر ہے :-

امابعد! حمد و درود می گوید بندۂ ضعیف زین بدر عربی کہ چوں قاضی شمس الدین حاکم قصبہ چوسہ کہ یکے از مریدان است کرات ومرات عرائض می کرد، وغرض اصلی ومقصود کلی دراں ایں بود کہ ایں بے چارہ از سبب موانع روزگار روزمانہ اعذار از حضور مجلس مخدومی دور افتادہ است واز ملازمت خدمت شیخ کہ سبب موجب حصول علم دینی ودنیوی است باز ماندہ وایں عجز بدیں التماس مقرون گذرانندہ کہ در ہر بابے از عالم علم سلوک برقدر فہم ایں بندہ اگر چیزے در قلم آید حظے ونصیبے ازاں برگیرد، بنابریں ضرورت چندگان مسطور بقدر حصول حاجت و برآمدن سوال سائل بندگی مخدوم عظمہ اللہ از مراتب ومقامات سالکان واحوال ومعاملات مریدان از توبہ وارادت وتوحید ومعرفت وعشق ومحبت وگردش وکوشش وروش

حمد ودرود کے بعد بندۂ ضعیف زین بدر عربی عرض کرتا ہے، جب قاضی شمس الدین حاکم قصبہ چوسہ نے جو آپ کے مریدوں میں ہیں، مکرر اور مسلسل گذارش کی، جس کا اصل مقصد یہ تھا کہ "یہ بے چارہ موانع روزگار اور معذوری اوقات کے سبب اپنے مخدوم کے حضور مجلس سے دور پڑا ہے، اور شیخ کی حاضری خدمت سے جو دینی اور دنیوی علوم کے حصول کا سبب ہے، محروم ہے، عاجزی سے یہ التماس کرتا ہے کہ علم سلوک کے ہر باب میں اس غلام کی سمجھ کے موافق اگر کچھ حوالۂ قلم کیا جائے تو اس سے ذوق اور بختاوری حاصل کرے"۔ اسی ضرورت کی بنا پر چند سطریں حصول حاجت کے موافق اور سائل کے سوال پورا کرنے کے لئے بندگی مخدوم نے (اللہ تعالیٰ انہیں عظمت عطا کرے)، سالکوں کے مراتب و مقامات اور مریدوں کے احوال ومعاملات کے (ضمن) میں توبہ وارادت، توحید ومعرفت، عشق

وکشش وبندہ بودن وبندگی کردن وتجرید
وتفرید وسلامتی وملامتی وشیخی ومریدی و
آنچہ امثال بدیں است از مایحتاج مریدان
وسالکاں وحکایات سلف بر مصداق ملائم
آں وشمۂ از احوال واعمال ایشاں بقلم
شفقت در تحریر آوردہ باوقات مختلفہ
از خطۂ بہار صانہا اللہ تعالیٰ عن
الآفات وعن البوار در شہور سنہ
سبع واربعین وسبعمائۃ در قصبہ مذکور بر سائل
مذکور فرستادن فرمود ایں مجموعہ خدمت
گاراں وخادماں کہ دراں محل حاضر بودند از
آں مکتوبات انتساخ کردند وبدیں ترتیب
مرتب گردانیدند تا باشد کہ روزے وقتے
توفیق رفیق شاں گردد وبہ عمل مقرون گردانند
وطالبان اسرار وصادقان روزگار سرمایہ
ازیں نقود برگیرند وآنرا سعادت ابدی و
دولت سرمدی تصور کنند وسبب ترقی
درجات آنجہانی ومونس روزگار ایں
جہانی پندارند وباللہ التوفیق ؛

ومحبت، گردش وکوشش، طریق وجذبہ، بندہ
ہونا اور بندگی کرنا، تجرید وتفرید، سلامتی و
ملامتی، پیری ومریدی اور جو کچھ اس باب میں
ہے، مریدوں اور سالکوں کی ضرورت کے اعتبار
سے مناسب دلائل کے ساتھ نیز بزرگوں کی
حکایات اور کسی قدر ان کے احوال و اعمال کو
قلم شفقت سے تحریر میں لایا ہے۔ اور مختلف
اوقات میں خطۂ بہار سے، اللہ تعالیٰ اسے
آفات وبلیات سے محفوظ رکھے، ۷۴۷ھ میں
سائل مذکور کو قصبۂ مذکور میں ارسال فرمایا اور آپ
کے خادموں اور خدمت گاروں نے جو اس
وقت وہاں حاضر تھے ان مکتوبات کو نقل کرکے
اس مجموعہ کو اسی ترتیب سے مرتب کرلیا، تاکہ
ہوسکتا ہے کسی دن کسی وقت توفیق ان کے شامل
حال ہوجائے اور عمل پر آمادہ کرے اور طالبان
اسرار اور صادقان روزگار اس سے سرمایہ نقد
حاصل کریں اور اسے سعادت ابدی، اور
دولت سرمدی تصور کریں، نیز اس جہان
میں ترقی درجات کا سبب اور اس جہان
میں مونس روزگار جانیں، اور توفیق اللہ ہی سے ہے

عنوانِ مکتوباتِ صدی

مکتوب ۱ اول :- در توحید و قصۂ زنار داری کہ ناگاہ قطب عالم گشت ۔

مکتوب ۲ دوم :- در توبۂ نصوح و مناسب آں ۔

مکتوب ۳ سوم :- در خوشنود کردن خصمان و طریقۂ توبہ کہ چگونہ توبہ کند ۔

مکتوب ۴ چہارم :- در تجدید توبہ ۔

مکتوب ۵ پنجم :- در طلب پیر و الحاح در دعا و سوال معنی لفظ کریم ۔

مکتوب ۶ ششم :- در ارادت شیخے و ذکر صد ہزار موسی ۔

مکتوب ۷ ہفتم :- در ارادت ۔

مکتوب ۸ ہشتم :- در ولی و بیان اولیا کہ چند ہستند ۔

مکتوب ۹ نہم :- در ولایت و بیان شرک جلی و خفی ۔

مکتوب ۱۰ دہم :- در کرامت و استدراج و مکر و ذکر فرعون و دجّال ۔

مکتوب ۱۱ یازدہم :- در احوال صدیقان و نماز برائے قضائی حاجات و کفایت مہمات و ذکر خواجہ اویس ۔

مکتوب ۱۲ دوازدہم :- در ذکر انوار ۔

مکتوب ۱۳ سیزدہم :- در کشف و عالم تجلیات ۔

مکتوب ۱۴ چہاردہم :- در تجلی و دیدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت عزت را ۔

مکتوب ۱۵ پانزدہم :- در وصول ۔

مکتوب ۱۶ شانزدہم :- در سالک و مجذوب ۔

مکتوب ۱۷ ہفدہم :- در غلط گاہ سالک ۔

مکتوب ۱۸ ہژدہم :- در غلط گاہ مردمان ۔

مکتوب ۱۹ نوزدہم :- در مرض ظاہر و باطن و فائدہ مطالعۂ کتب بزرگان ۔

مکتوب ۲۰ بستم :- در فضل انبیا بر اولیا و ملائکان ۔

مکتوب ۴۶ چہل و ششم :- در ذکر محبت.

مکتوب ۴۷ چہل و ہفتم :- در ذکر علامت محبت.

مکتوب ۴۸ چہل و ہشتم :- در ذکر حکم محبت و عشق.

مکتوب ۴۹ چہل و نہم :- در ذکر طالب علم.

مکتوب ۵۰ پنجاہم :- در طلب حق.

مکتوب ۵۱ پنجاہ و یکم :- در طریق الی اللہ.

مکتوب ۵۲ پنجاہ و دوم :- در ذکر گفت و رفت.

مکتوب ۵۳ پنجاہ و سوم :- در ذکر فضیلت و فضیلت خواندن سورۂ اخلاص.

مکتوب ۵۴ پنجاہ و چہارم :- در تحریص مرید.

مکتوب ۵۵ پنجاہ و پنجم :- در صحبت قاضی صدرالدین و تحریص علم.

مکتوب ۵۶ پنجاہ و ششم :- در اول مرتبۂ مرید.

مکتوب ۵۷ پنجاہ و ہفتم :- در ذکر اول مرتبۂ مرید بعبارتی دیگر و بیان عالم ناسوت و عالم ملکوت و عالم جبروت و عالم لاہوت.

مکتوب ۵۸ پنجاہ و ہشتم :- در احوال مسلمانی و فوائد نماز و ذکر.

مکتوب ۵۹ پنجاہ و نہم :- در اخلاق حمیدہ.

مکتوب ۶۰ شصتم :- در ذکر و تفکر.

مکتوب ۶۱ شصت و یکم :- در تجرید و تفرید و خلوت ظاہر و باطن.

مکتوب ۶۲ شصت و دوم :- در تجرید و تفرید بعبارتے دیگر.

مکتوب ۶۳ شصت و سوم :- در ذکر پاک داشتن راہِ دین.

مکتوب ۶۴ شصت و چہارم :- در تقویٰ.

مکتوب ۶۵ شصت و پنجم :- در صدق.

مکتوب ۶۶ شصت و ششم :- در نسبت آدم.

مکتوب ۶۷ شصت و ہفتم :- در گمان نیک.

مکتوب ۶۸ شصت و ہشتم :- در ذکر معاد.

مکتوب ۶۹ شصت و نہم :- در تعلق باسباب و ترک کردن آں و ذکر انبیاء علیہم السلام و سوال کردن قوت.

مکتوبات دوصدی

مکتوبات دوصدی کے شروع کے ۱۵ مکتوبات حضرت زین بدر عربی نے ترتیب دیا ہے اور بقیہ مکتوبات کے جامع محمد بن محمد بن عیسٰی بلخی المدعو بہ اشرف بن رکن ہیں۔ حضرت زین بدر عربی رح نے ابتدائے جمادی الاول سے اول ماہ رمضان ۷۶۹ھ تک کے مکتوبات جمع کئے ہیں۔

اس کا ایک نادر نسخہ شاہ جعفر صاحب کے پاس ہے جو ۱۱۰۲ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور جس کی کتابت حضرت جعفر پٹنوی رح کے صاحبزادے نے کی ہے، اس میں ایک سو آٹھ مکاتیب ہیں۔

حضرت مخدوم کے بعض مرید اور عقیدتمند جن کا کسی قصبہ یا شہر میں مستقلاً قیام تھا، اور قلت اسباب یا علائق دنیوی کے سبب آستانۂ عالیہ پر حاضری دینے سے معذور تھے۔ ایسے لوگ راہ سلوک میں جن مشکلات سے دوچار ہوتے خط کے ذریعہ ان کا حل حضرت مخدوم سے دریافت فرماتے۔

حضرت مخدوم خط ہی کی صورت میں ان کے جواب ارقام فرما کر ان کے پاس بھیج دیا کرتے۔ اس مجموعہ میں ان ہی تمام سوال و جواب کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس میں برادر شیخ عمر برادر اعز شمس الدین، قاضی زاہد، کمال الدین سنوسی زین الدین، خواجہ سلیمان، ملک مفرح داود ملک داماد سلطان محمد، مولانا بایزید، فیروز شاہ، شیخ مغربی، قطب الدین، عبدالملک شیخ سلیمان، امام مظفر، خواجہ مہذب فرزند فخر الدین، ملک معز الدین، وغیرہ کو مکاتیب لکھے ہیں۔ جن میں مکتوب نود و چہارم ۹۴ بجانب شیخ مغربی۔ مکتوب نود و پنجم ۹۵ بجانب سلطان فیروز شاہ، مکتوب صد و سی و یکم، مکتوب صد و پنجاہ و یکم در معوذتین بہت ہی اہم ہیں۔

مکتوبات بست وہشت

یہ مکاتیب جگر گوشہ اور خلیفۂ اجل حضرت مولانا مظفر بلخی رح کے نام لکھے گئے ہیں، یہ اٹھائیس خطوط کا مجموعہ ہے، تذکروں میں ہے کہ حضرت مخدوم جہاں رح نے مولانا کے نام دو سَو سے زائد خطوط لکھے تھے، جن کو وہ عوام کی نظروں سے پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے، چونکہ بعض خط میں یہ عبارت مسطور تھی :- " مکتوبات من ہمہ حل مشکلات و معاملات آں برادر است باید کہ کسے را نہ نماید کہ موجب افشار سر ربوبیت گردد"، (میرے مکتوبات آں برادر کی تمام مشکلات ومعاملات کے حل کے لئے ہیں، چاہئے کہ کسی کو نہ دکھائیں تاکہ سر ربوبیت کے افشار کا موجب نہ ہو) ؛، یہی وجہ تھی کہ حضرت مولانا مظفر بلخی رح ان خطوط کو عوام سے پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے اور پھر ان کے جگر گوشہ تھے۔ نہ معلوم کون کون سی راز و نیاز کی باتیں تھیں، چنانچہ بوقت وصال آپ نے وصیت بھی کر دی تھی کہ یہ خطوط ان کے ساتھ قبر میں دفن کر دیئے جائیں۔ اتفاق سے اٹھائیس خطوط دفن ہونے سے رہ گئے، جو اب کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں

ذیل کی عبارت سے اس پس منظر پر خاصی روشنی پڑتی ہے :-

امابعد! ایں چند مکتوب مرغوب کہ تحریر پیوست آنست کہ مدت بست و پنج سال شیخ الاسلام شرف الحق والدین قدس سرہٗ ابیالات ملائم عرائض شیخ مظفر مرحوم جواب عرائض می فرمودند در ذیل بعضے مکتوب بود کہ مکتوبات من حل المشکلات و معاملات آں برادر است باید کہ کسے را نہ نماید کہ موجب افشائے سر ربوبیت گردد بنا برآں بربار مریداں التماس می کردند کہ انتساخ کنیم تا سبب استقامت گردد از کمال رافت بکسے نمی نمود و مہر کردہ ارسال می داشت آں ملاطفات تحریر ایں سطور مشاہدہ کردہ کہ موازنہ دو بیست چند مکتوب بلکہ زیادہ بود کہ ہنگام رحلت شیخ مظفر مرحوم وصیت کردہ کہ درون کفن

من نہند بسبب وصیت جملہ درکفن نہادہ تاآں اسرار بزرگوار پوشیدہ رفت، یک ملاطفہ مختصر میان خریطہ ماندہ بود. بخط شیخ الاسلام پیش دعا گوئے است ایں چند مکتوبات ازاں نقل کردند تا خوانندہ و شنوندہ را سبب نفع دین گردد .:.

صاحب اخبار الاخیار مولانا عبد الحق محدث دہلویؒ ارقام فرماتے ہیں کہ :-

شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ ہندوستان کے مشاہیر مشائخ میں ہیں، ان کی منقبت کی چنداں ضرورت نہیں، ان کے تصانیف بلند پایہ ہیں، ان میں مکتوبات مشہور اور لطیف ترین تصنیف ہیں۔

شیخ موصوف کے مجموعہ مکتوبات مشہورہ کے علاوہ ان کے کچھ اور مکتوبات بھی ہیں جو حضرت نے اپنے مرید اور صاحب سر خلیفہ شیخ مظفر بلخی کو تحریر کئے تھے. کہا جاتا ہے کہ شیخ مظفر بلخی کو راہ سلوک میں جو واقعات اور معاملات اور حالات پیش آتے تھے ان کو شیخ کی خدمت میں لکھ بھیجتے تھے، شیخ اس کا جواب دیتے تھے، انہی مکتوبات میں ہے کہ ہمارے مکتوبات معاملات و مشکلات کے لئے حل تام ہیں، مگر یہ اسرار ربوبیت افشا نہ ہونے پائیں ان مکتوبات کو کسی کو دکھایا نہ جائے. ہر چند کہ شیخ مظفر سے مریدوں نے التجا کی کہ مخدوم کے مکتوبات خاص ہم کو بھی عنایت ہوں کہ ہم لوگ بھی اس سے مستفید ہوں اور اس کو نقل کر کے یادگار کے طور پر رکھیں، مگر شیخ کے فرمودہ اسرار ربوبیت کے افشا ہو جانے کے خوف سے آپ نے یہ مکتوبات کسی کو نہیں دکھائے .:.

مکتوبات بست وہشت کے چند مکتوب کی عبارتیں نمونتاً ذیل میں دی جا رہی ہیں :-

مکتوب اول

برادر اعز مولانا مظفر سلام ودعا از کاتب حروف شرف منیری مطالعہ کند و باید کہ در کار خود مرداں بود از شدائد امور و از کثرت ابتلا و از امتحان

برادر اعز مولانا مظفر، کاتب حروف شرف منیریؒ کے سلام ودعا کے بعد مطالعہ فرمائیں اپنے کام میں مردانہ وار (لگے رہنا) چاہئے، شدائد امور اور کثرت

گوناگوں کہ در راہ سالک است نباید کہ در کار قصور و فتور راہ یابد ∴

ابتلا اور امتحان گوناگوں جو سالک کی راہ میں ہوتے ہیں ان کے باعث نہ چاہیے کہ کام میں قصور و فتور راہ پائیں ∴

مکتوب دوم

در جواب عریضۂ بندگی شیخ مظفر رحمۃ اللہ علیہ۔ امام مظفر بداند کہ ایں قسم از علم معاملات نیست از علم مکاشفات است و علم مکاشفات در قلم آوردن رخصت نیست ∴

بندگی شیخ مظفر رحمۃ اللہ علیہ کے عریضہ کے جواب میں۔ امام مظفر کو معلوم ہو کہ یہ قسم علم معاملات میں سے نہیں ہے، علم مکاشفات میں سے ہے، اور علم مکاشفات کو تحریر میں لانے کی اجازت نہیں ∴

مکتوب سوم

در معیت حق سبحانہ و تعالیٰ وھو معکم اینما کنتم افلا تبصرون اہل تصوف ایں معیت را معیت رابع می گویند جز آں سہ معیت کہ معلوم مفہوم متکلمان است ∴

حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ ہونے کے بیان میں وھو معکم اینما کنتم افلا تبصرون
( )
اہل تصوف اس معیت کو چوتھی معیت کہتے ہیں اس کے علاوہ تین معیتیں (وہی ہیں) جن کا علم اور فہم متکلموں (علمائے ظاہر) پر روشن ہے۔

مکتوب چہارم

بحمد اللہ ہر چہ آں برادر می بیند یا می شنود، و ہمہ علامات صحت کار و فتحیاب است خاطر جمع دارد۔ از مجاہدہ و از مکابدہ بہزیمت نہ شنود و دشوار نہ شمارد کہ رنج و مشقت طلب بر مقدار مطلوب است نظر آنجا دارد تا قبض و حزن بہ بسط و فرح بدل گردد، و رنج و مشقت روح و راحت نماید ∴

اللہ کا شکر ہے جو کچھ آں برادر دیکھتے یا سنتے ہیں وہ سب صحت کار اور فتح یابی کی علامات ہیں، خاطر جمع رکھئے، مجاہدہ و ریاضت سے شکست خوردہ نہ ہوئیے اور مشکل نہ سمجھئے، کیونکہ طلب کی رنج و مشقت مطلوب کی مقدار پر منحصر ہے، نظر اس بات پر رکھئے۔ یہاں تک کہ قبض اور افسردگی بسط اور سرور میں بدل جائے، اور رنج مشقت (آخر کار) راحت (کے دن) دکھائے ∴

مکتوب پنجم

ے صوفی نشود صافی تا در نہ کشد جامی
بسیار سفر باید تا پختہ شود خامی

ے مشکل ہی سے ہوتی ہے یوں دور کوئی خامی
اک جام اگر پی لے صوفی سے بنے صافی

اے برادر اگر آں احوال و معنی کہ برآں برادر می گذرد و در آغاز ملازم وقت او شود خام بماند و پختہ نہ گردد، و نمودن در بودہ دو حال مختلف الصفات باید تا روندہ روز بروز پختہ گردد ؛؛

اے بھائی اگر وہ احوال و معنی جو آں برادر پر گذرتے ہیں اور شروع ہی میں شامل حال ہو جاتے ہیں خام رہ جائیں اور پختہ نہ ہوں تو دو مختلف صفتوں کے حامل احوال میں ہونے کا اظہار کرنا چاہیئے تا کہ (ہر) گذرنے والا دن (اپنے ساتھ کچھ خامی) لیتا جائے اور پختگی حاصل ہو ؛؛

مکتوب ششم

مولانا مظفر بداند چوں گور خانہ شد و گور بے مرگ نہ بود امید است کہ موتوا قبل ان تموتوا جمال خود نماید حدیث ومن مات فقد قام قیامتہ نقد گشت و آنچہ دریں قیامت است کشف شود۔ نزدیک ایں طائفہ غربت حقیقی ایں است کہ در شہر خود غریب گردد و لا غربت عالے راہست ایں غربت را میسر شود نبود، مگر سالک راست روراہ از آشنا نہ بیگانہ و از قرابت بے قرابت و از شہر بے شہر و از خلق بے خلق و از کس بے کس ایں روش روندگان و راہ فتگان است اے برادر شکستہ ہیچ چیز قیمت ندارد مگر دل ہر چند شکستہ تر باقیمت تر ؛؛

مولانا مظفر کو معلوم ہو کہ جب گھر (ہی) قبر بن گیا۔ کیونکہ قبر بغیر موت نہیں تو امید ہے کہ موتوا قبل ان تموتوا (مر جاؤ قبل اس کے کہ مرو) اپنا جمال دکھائے حدیث ومن مات فقد قام قیامتہ (نقد ہو گیا اور جو کچھ اس قیامت (کے ساتھ وابستہ) ہے (یہیں) کھل گیا۔ اس گروہ کے نزدیک حقیقی غربت یہ ہے کہ اپنے شہر میں بے وطن ہو جائے۔ بے وطنی وہ نہیں جسے دنیا سمجھتی ہے۔ یہ غربت سوائے راہ راست پر چلنے والے سالک کے اور کسی کو میسر نہیں ہوتی۔ جو آشنا سے بیگانہ، قرابت سے بے قرابت، شہر سے بے شہر خلق سے بے خلق اور کس سے بے کس ہیں یہ ان کی روش ہے جو

واسطہ چل چکے ہیں یا چل رہے ہیں۔ اے بھائی ہر وہ چیز جو شکستہ ہو چکی ہو کوئی قیمت نہیں رکھتی مگر دل جتنا شکستہ ہوتا ہے اتنا ہی قیمتی ہوتا ہے ؞

مکتوب ہفتم

برادرم امام مظفر سلام ودعا از کاتب حروف شرف یحییٰ منیری۔ مطالعہ کند غرض آنکہ مکتوب از آں برادر رسیدہ بود دراں بنشتہ کہ حجاب ہمیں وجود است ہمچنیں است آنچہ گفتہ است ؞ ؞

برادرم امام مظفر کاتب حروف شرف یحییٰ منیریؒ کی جانب سے سلام ودعا۔ مطالعہ فرمائیں غرض یہ ہے کہ آں برادر کا مکتوب پہنچا تھا اس میں لکھا تھا کہ حجاب یہی وجود ہے۔ ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا ہے ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞

مکتوب ہشتم

امام مظفر بعد از سلام ودعا ایں ابیات مطالعہ کند ؞ ابیات ؞

اوصاف ذمیمہ چوں بدل شد
ہر عقدہ کہ در تو بود حل شد

امام مظفر سلام ودعا کے بعد ابیات ملاحظہ فرمائیں ؞ ے

بات تھی جو ناگوار ؞ چھوڑ دی وہ میں نے یار
بن گیا سب اپنا کام ؞ حل ہوا عقدہ تمام

مکتوب نہم

سلام ودعا از کاتب حروف شرف یحییٰ منیری مطالعہ کند حدیث ایں بار مکتوب آں برادر طوری دیگر بود وذوقی دیگر داشت علامت فتح یاب می نماید۔ مبارکباد چوں با کار فضل است نہ باستحقاق ایں چہ عجب است ؞

کاتب حروف شرف یحییٰ منیری کی جانب سے سلام ودعا۔ مطالعہ فرمائیں۔ اس بار تو آں برادر کے مکتوب کی بات کا انداز ہی اور تھا اور رنگ ہی (کچھ) دوسرا تھا۔ فتح یابی کی علامت دکھائی دیتی ہے ا مبارک ہو جب کام فضل پر ہے ؞ استحقاق پر نہیں۔ تو کیا عجب ہے ؞

ملفوظات

اسبابُ النجاۃ لفرقۃ العُصاۃ

اس ملفوظ کو اشرف رکن نے جمع کیا ہے اور پیش لفظ میں اسکی وضاحت اس طرح پر کی ہے
کہ "مریدین و معتقدین کہ حاضر می بودند و سوال از احکام شریعت و قوانین طریقت و قواعد حقیقت
می کردند و خدمت شیخ سلمہ اللہ تعالےٰ ہر یکے را بہ قدر فہم او و بہ اندازۂ علم خویش و قضیہ تکلموا
الناس علیٰ قدر عقولہم می فرمودند:

مریدین اور معتقدین جو حاضر رہتے تھے اور وہ احکام شریعت، قوانین طریقت
اور قواعد حقیقت کا سوال کرتے تھے اور حضرت شیخ اللہ تعالےٰ ان کو سلامت رکھے
ہر ایک کو اس کے فہم کا لحاظ اور اسکے علم کے اندازہ سے سمجھاتے تھے اس مثل کے
مطابق کہ تکلموا الناس علیٰ قدر عقولہم (یعنی لوگوں سے ان کی عقل کے انداز
سے گفتگو کرو)

یہ ملفوظ تین ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب میں فصول متعین کئے گئے ہیں۔

باب اول :- در ادعیہ و مستحبات اوقات خمسہ آداب روزِ جمعہ و نمازِ عید معظم و مواسم مکرم۔ مشتمل
بر بیست و نہ فصل است۔

فصل اول در دعا و تسبیح بعد فرض نماز بامداد۔
" دوم در نماز و دعا و تسبیح بعد فرض نماز پیشیں
" سوم در دعا و تسبیح بعد فرض نماز دیگر۔
" چہارم در نماز و دعا بعد فرض نماز تمام۔
" پنجم در نماز و دعا و تسبیح بعد فرض نماز خفتن
" ششم در وضو۔
" ہفتم در نماز تہجد۔
" ہشتم در آمرزش۔
" نہم در نماز و تسبیح بعد فرض نماز وتر۔

فصل دہم در نماز اشراق۔
" یازدہم در نماز چاشت۔
" دوازدہم در نماز و تسبیح۔
" سیزدہم در نماز فی الزوال۔
" چہاردہم در نماز و دعا و درود در شب جمعہ و روز جمعہ
" پانزدہم در نماز و تسبیح ہفتہ۔
" شانزدہم در نماز و دعا و روزہ ماہ مبارک رجب۔
" ہفدہم در نماز و دعا و روزہ ماہ شعبان۔
" ہیژدہم در نماز و دعا و روزہ ماہ مبارک رمضان

فصل نوزدہم در نماز و دعا و روزہ ماہ شوال۔
" بستم در نماز و دعا و روزہ ذی الحجہ۔
" بست و یکم در زندہ داشتن پنج شب و
" " روزہ داشتن پنج روز۔
" و دوم در روزہ ایام بیض۔

فصل بست و سوم در ثواب گزاردن پنج نماز بجماعت۔
" و چہارم در رسم ترک نماز فرض۔
" و پنجم در فضیلت سور ہا و آیتہا قرآن و تسبیحات۔
" و ششم در فضیلت کلمہ طیب و در نفل تسبیح۔
" و ہفتم در استغفار۔

باب دوم:۔ در تصفیۂ دل و تزکیۂ نفس و در جلب اوصاف محمودات و قلع اوصاف مذمومات مشتمل بر شش فصول:۔

فصل اول در احوال دل۔
" دوم در طہارت ظاہر و باطن۔
" سوم در شمار اوصاف محمودات و مذمومات

فصل چہارم در محبت بندۂ حق جل جلالہٗ۔
" پنجم در ترک اختیار بر بندہ را حکم۔
" ششم در صدق طلب و بر طالبان۔

باب سوم:۔ در ترغیب و ترہیب و وعد و وعید و در نصیحت مطلوبہ و واعظ مرغوبہ۔ مشتمل بر ہفدہ فصول۔

فصل اول در صبر۔
" دوم در غیبت۔
" سوم در نوحہ۔
" چہارم در قیامت۔
" پنجم در خوف خاتمت۔
" ششم در مرگ۔
" ہفتم در دفن و سوال گور
" ہشتم در صفت گور
" نہم در دوزخ۔

فصل دہم در پل صراط۔
" یازدہم در فوت شدن بہشت و در آمدن در دوزخ
" دوازدہم در صفت بہشت۔
" سیزدہم در صفت اہل بہشت۔
" چہاردہم در صفت زبان بہشتی۔
" پانزدہم در صفت حوران۔
" شانزدہم در صفت طعام و شربت بہشت۔
" ہفدہم در تفکر ذکر۔

بحر المعانی

یہ ۱۹۱ صفحات پر مشتمل ہے اس میں ۳۲ ملفوظ ہیں۔ روز تاریخ اور مہینہ کے حساب سے ترتیب وار ملفوظ قلم بند کئے گئے ہیں۔ اس میں شعبان در اوائل ماہ رجب سبع وخمسین وسبع مائۃ سے لے کر صفر ختم اللہ بالخیر والظفر روز چہار شنبہ غرہ ماہ سنہ مذکور تک کے ملفوظ قلم بند ہیں اس میں اشعار کی کثرت ہے۔ نظم، رباعی، مثنوی بیت وغیرہ فارسی کے پیش کئے ہیں —— ذکر کو بھی لایا ہے۔ اس میں کنز المعانی سے مماثلت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صرف نام کا فرق ہے مختلف مستند اور نوادر کتابوں کے حوالے بھی ہیں۔

امابعد! این چند کلمات پیر بزرگوار خود اعنی ملاذ ارباب الیقین حجۃ اللہ فی الارضین شیخ الاسلام والمسلمین سراج العارفین شمس الواصلین شیخ جہاں شرف الحق والحقیقۃ والدین احمد یحیی منیری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ کہ ایں بیچارہ در اوقات مختلفہ شنیدہ بود بعد از تصحیح سواد بشواہد عرض بر جناب حیات افزای ومزید شدن فوائد در حاشیہ آں بخط

امابعد! یہ چند کلمات اپنے پیر بزرگوار یعنی ملاذ ارباب یقین حجۃ اللہ فی الارضین شیخ الاسلام والمسلمین سراج العارفین شمس الواصلین شیخ جہاں شرف الحق والحقیقۃ و الدین احمد (بن) یحیی منیری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ کہ اس بے چارہ نے مختلف وقتوں میں سنا تھا بعد صحت کتابت روبرو عرض جناب حیات بڑھانے والی (ذات پیر) سے فوائد زیادہ ہونے کی کی۔ آپ نے اپنے

تحفہ غیبی اور فوائد غیبی ملفوظ مخدوم جہاں میں بھی بحر المعانی کی عبارت ہے۔ اور بالکل ایک ہی عبارت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غلط فہمی کی بنا پر بحر المعانی ہی کو تحفہ غیبی اور فوائد غیبی بعض نا محقق کاتبوں نے لکھا ہے۔ کنز المعانی میں بھی مماثلت ہے۔

مبارک ایشاں در بعض ورق در حیز کتاب آورد۔ نظم ــ

این بحر الٰہی است دریں کان معانی است
اینجا ہمگی قوت دل قوت جانی است
اینجا ہمگی سر الٰہی است دیگر نیست
اینجا ہمگی وحدت صرف است خبر نیست
اینجا ہمہ چیزے کہ دریں بیش نباشد
اینجا ہمہ نوش است دلا نیش نباشد
در روے طلبم زین کہ بدارین نہ گنجد
عیشے طلبم زین کہ در وزین نہ گنجد
در ہر دو جہاں خادم مخدوم جہاندار
اورا بہ عموم کرم اے میر جہاندار
آمین بالنبی وآلہ اجمعین
ویرحم اللہ عبدا قال آمینا
وباللہ التوفیق وھو کل حال رفیق

ملفوظ ع۱ صـ۳

شعبان در اوائل ماہ ۷۵۷ھ سبع وخمسین وسبع مائۃ سعادت خاک بوس آستانۂ علیا دام عالیًا حاصل آمد۔ ذکری در اسمائے باری تعالےٰ افتادہ بود بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فرمود کہ عین القضاۃ رح آوردہ است کہ اسمائے باری تعالےٰ ۳۰۰۰ ہزار است یکہزار آنیست کہ فرشتگان دانند و یکہزار آنیست کہ در کتابہا است، در قرآن، در توریت و انجیل و زبور و یکہزار آنیست کہ نہ فرشتگان دانند و نہ جز فرشتگان ؛؛

خط مبارک سے حاشیہ میں بعض ورق کے تحریر فرمادیا۔ نظم ــ

ملفوظ ع۱ صـ۳

شعبان کے شروع تاریخ ۷۵۷ھ میں آستانہ علیا دام عالیا کی خاک چومنے کی سعادت ملی۔ اسمائے باری تعالےٰ کا ذکر آگیا۔ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ عین القضاۃ رح میں ہے کہ باری تعالےٰ کے نام تین ہزار ہیں ایک ہزار وہ جسے فرشتے جانتے ہیں اور ایک ہزار وہ ہیں جو کتابوں قرآن، توریت، انجیل، زبور میں ہیں اور ایک ہزار وہ ہیں کہ نہ فرشتے اور نہ فرشتوں کے علاوہ کوئی جانتا ہے ؛؛

؛؛ ؛؛ ؛؛ ؛؛ ؛؛ ؛؛

ملفوظ ۲ ص ۳

شعبان دوازدہم ماہ روز جمعہ سنہ مذکور ـــــ ذکری در مراتب آدمی افتادہ بود۔ بندگی مخدوم عظمہ اللہ فرمود کہ بزرگان در کتاب خود آوردہ اند کہ آدمی را نہ مرتبہ است۔ نہایت مرتبہ آدمی تا ختم نبوت است۔ بعد ازاں بیان فرمود عظمہ اللہ کہ آدمی چوں ایمان آورد نام مومنے یافت بمرتبہ مومن رسید بعد ازاں چوں فرائض و عبادات بجائے آورد عابد گشت نام عابدے یافت بمرتبہ عابدی رسید۔ بعدہ چوں روئے از دنیا بہ کلی گردانید و ترک مال و جاہ و ترک لذات دنیاوی گرفت زاہد گشت۔ نام زاہدے یافت و چوں باوجود زہد خدائے را و صفات و اسامی و افعال خدائے را بہ شناخت و اشیاء را و حکمت اشیاء را چنانچہ ہست دانست و دید بہ مقام معرفت رسید نام وے عارف گشت و چوں باوجود معرفت اورا حق سبحانہ و تعالے بہ محبت و الہام خود مخصوص گردانید بولایت رسید۔ نام وے ولی گشت و چوں باوجود محبت و الہام اورا حق تعالے بوحی و معجزہ خود مخصوص گردانید و پیغام بخلق فرستاد تا خلق را بحق دعوت کند بہ مقام نبوت رسید

ملفوظ ۲ ص ۳

بارہویں شعبان سنہ مذکور جمعہ کے دن آدمیوں کے مرتبے کا ذکر آیا تھا بندگی مخدوم عظمہ اللہ نے فرمایا کہ بزرگوں نے اپنی کتاب میں لایا ہے کہ آدمی کے نو مرتبے ہیں۔ آدمی کا انتہائی مرتبہ ختم نبوت ہے۔ اس کے بعد بیان فرمایا کہ جب انسان ایمان لایا مومن نام پاکر مومن کے مرتبے میں آیا۔ پھر جب فرائض اور عبادات ادا کیا عابد ہوکر عابد نام پایا۔ عابد کے مرتبے میں آیا۔ پھر جب دنیا سے بالکلیہ منھ پھیر لیا۔ مال و جاہ اور لذات دنیاوی چھوڑ بیٹھا زاہد ہوا۔ زاہد نام پایا۔ پھر زہد میں صفات اور اسماء و افعال خدا کو پہچانا۔ اور اشیاء اور اس کی حکمت جس طرح (حقیقت) میں وہ ہے سمجھا اور دیکھا معرفت آیا عارف نام ہوا۔ جب معرفت میں حق تعالے نے اپنی محبت اور الہام سے مخصوص کیا ولایت (مقام) میں پہنچا ولی نام پایا جب ولی (مقام) میں الہام و محبت سے وحی اور معجزہ میں مخصوص کیا نبوت (مقام) میں پہنچا

نام وے نبی گشت و چوں بوجود وحی و معجزہ اورا حق تعالے بکتاب خود مخصوص گردانید بمقام رسالت رسید نام وے رسول گشت و چوں باوجود کتاب شریعت اول منسوخ گردانید و شریعتے دیگر نہاد بہ مقام اولوالعزم رسید نام او اولوالعزم گشت و چوں باوجود آنکہ شریعت اول منسوخ گردانید و شریعتے دیگر نہاد او را حق تعالیٰ ختم نبوت گردانید بمقام ختم رسید نام وے خاتم گشت ۔ ⁘

نبی نام ہوا۔ پھر وحی معجزہ میں اپنی کتاب سے مخصوص کیا۔ رسالت کے مقام میں پہنچا اس کا نام رسول ہوا۔ اور جب کتاب (مقام) میں دوسری شریعت دے کر پہلی شریعت منسوخ کردی اولوالعزم مقام میں پہنچا اسے اولوالعزم کہیں۔ جب پہلی شریعت منسوخ کرکے دوسری شریعت دے کر اس پر ختم نبوت کردی ختم کے مقام میں آیا۔ اس کا نام خاتم ہوا ⁘ ⁘

ملفوظ ۳ ص۷

شعبان در چہاردہم ماہ روز یکشنبہ سنہ مذکور ـــــ دولت زمین بوس حاصل شد در مجلس شریف دام شرفہ امیر موسیٰ مجوب برادر سپہسالار شہاب الدین غوری علیہ الرحمۃ، دیوان عطار آوردہ بود۔ و جوجن نام خوش خوانی برابر داشت التماس نمود ⁘

ملفوظ ۳ ص۸

چودھویں شعبان سنہ مذکور اتوار کے دن زمین بوسی کی دولت ملی۔ شہاب الدین غوری علیہ الرحمۃ کے سپہ سالار کے بھائی امیر موسیٰ مجوب مجلس شریف دام شرفہ میں دیوان عطار لائے تھے۔ جوجن نام ایک خوش خواں وہاں تھے۔ انہوں نے التماس کیا ⁘

ص۱۰

امیر سکندر خادم خاص ع رحمت خاص باد برجانش۔ عرضداشت کہ در مجلس شریف وقتے گویندگان چکری یعنی ہندوی آغاز کردند از بندگی مخدوم منع صادر شد۔ حکمت در منع چہ بود۔ فرمود عظمہ اللہ کہ چکری از زبان عورت است۔ و سخنے باز کردہ و در مجلس جواناں نیز بودہ

ص۱۰

خادم خاص امیر سکندر نے ع جان پر اس کی خاص رحمت ہو۔ عرض کیا کہ دوسرے وقت مجلس شریف میں گویے نے چکری (چکی پیسنے میں جو عورتیں جو گیت گاتی ہیں اسے چکری کہتے ہیں) یعنی ہندوی گانے سے بندگی مخدوم نے منع فرمایا۔ کیا حکمت تھی۔ عظمہ اللہ نے فرمایا چکری (گیت) عورتوں کی زبان میں

اند و ہر کسے را آں قوت از کجا کہ حمل بر حقیقت تواند کرد۔ بیش در فتنہ افتد الغنا رقیتہ الزنا ازاں جہت منع افتاد مگر آں کہ در محلے خلوتے اگر باشد و ہمہ اہل مجاہدہ و ریاضت و معانی باشند و تاویلات بر وجہ مشروع توانند کرد باکے نیست ⁘

⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘

ہے اور جب (گیت) گانے لگا۔ مجلس میں جوان بھی تھے۔ ہر شخص کی یہ سمجھ کہاں کہ حقیقت پر اتاریں۔ فتنہ ہی میں زیادہ پڑیں الغنا رقیتہ الزنا زنا کی جھنکار گانا ہے۔ اس سبب سے منع کرنا پڑا۔ مگر ایسی جگہ جہاں اگر تخلیہ ہو اور سب مجاہدہ اور ریاضت والے مطلب پیدا کرنیوالے ہوں اور شرعی معیار پر کھینچ تان (جائز) کر سکیں تو خوف (فتنہ) نہیں ⁘

ص۱۱

نصر اللہ ملک زادہ کہ برابر ملک معز الدین غوری مرحوم مقطع بہار آمدہ بود۔ در مجلس شریف دام شرفہ حاضر بود . . . . سماع نزدیک یک طائفہ برترین نعمت است . . . . شیخ شرف الدین کرمانیؒ در سماع جان دادہ ⁘

ملک معز الدین غوری مرحوم مقطع بہار کے ساتھ ملک زادہ نصر اللہ آئے تھے اور مجلس شریف دام شرفہ میں حاضر تھے . . . . سماع ایک گروہ کے نزدیک بڑی نعمت ہے . . . . شیخ شرف الدین کرمانی رہنے سماع میں جان دی ⁘

ص۱۴

مجتہد را کار کردن بر اجتہاد خود فرض است۔ و روا جائز نیست کہ تقلید مجتہدے دیگر کند تا اگر مسئلہ پیش آید کہ نہ دراں صریح آیت قرآن است و نہ حدیث پیغمبر است و نہ اجماع امت در چنیں مسئلہ مجتہد را باید کہ اجتہاد کند بدانچہ اجتہاد او واقع شود بداں کار کند و تقلید مجتہدے دیگر نہ کند کہ مجتہد را تقلید مجتہد دیگر جائز نیست و لیکن در حق ایشاں نیز در وقت

مجتہد کو اپنے اجتہاد پر عمل کرنا فرض ہے۔ اسے کسی دوسرے مجتہد کی پیروی کرنا درست نہیں۔ اگر ایسا مسئلہ آجائے کہ نہ قرآن میں اس کی صراحت نہ حدیث پیغمبر اور نہ اجماع میں ہے تو مجتہد کو چاہئے کہ اجتہاد کر کے عمل کرے ایک مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید درست نہیں مگر وقت ضرورت۔ لوگوں نے کہا ہے کہ اگر دوسرے مجتہد کے قول پر عمل کرے تو یہ بھی درست ہے ⁘

ص۱۷ شیخ زادہ شمس الدین نبیرہ شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسئلہ متعلق دوا کردن نزد صوفی استفسار کرد ؛؛

ملفوظ ۴ ص۳۰

پانزدہم شعبان ۷۵۹ھ تسع وخمسین وسبع مائۃ دولت زمین بوس حاصل شد قاضی خاں سلمہ اللہ مرید شیخ عثمان سیاح علیہ الرحمۃ متعلق مسئلہ امامت فاسق اذا لم یکن مبتدع استفسار کرد ؛؛

ملفوظ ۵ ص۳۲

شہر رمضان روز چہار شنبہ ہفتم سنہ مذکور . . . . ص۳۴ شیخ معزالدین عرضداشت مسئلہ مشاہدہ و گفتگو

ملفوظ ۶ ص۴۱

شہر رمضان عمت میامنہ نوزدہم (۱۹) روز یکشنبہ سنہ مذکور . . . . ذکر ہدیہ بردن نزد مشائخ مخدوم عظمہ اللہ فرمود کہ دست خالی نخست تفاولا نیکو نمی آید تاگویند مردے دست خالی بخدمت شیخ الاسلام فرید الملۃ والدین قدس اللہ سرہٗ آمد . خدمت شیخ فرمود دراں راہے کہ تو آمدی گیاہے ہم نہ بود ؛؛

ملفوظ ۷ ص۴۸

ماہ رمضان المبارک سنہ مذکور . . . . تفسیر نمود اِنَّ اللّٰہ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ ؛؛

ص۱۷ شیخ زادہ شمس الدین شیخ الاسلام شیخ فرید الدین کے نواسے نے دوا کرنے کے مسئلہ سے متعلق صوفی کے نزدیک سوال کیا ؛؛

ملفوظ ۴ ص۳۰

پندرہویں شعبان ۷۵۹ھ زمین بوسی کی دولت ملی . قاضی خاں سلمہ اللہ مرید شیخ عثمان سیاح علیہ الرحمۃ نے فاسق کی امامت کے بارے میں پوچھا جب کہ وہ بدعتی نہ ہو ؛؛

ملفوظ ۵ ص۳۲

ساتویں رمضان سنہ مذکور بدھ کے دن شیخ معزالدین نے مشاہدہ اور گفتگو کا مسئلہ پوچھا ؛؛

ملفوظ ۶ ص۴۱

انیسویں رمضان عمت میامنہ اس کی میمنت عام ہو اتوار کے دن اسی سنہ میں بزرگوں کے پاس ہدیہ لیجانے کا ذکر — مخدوم عظمہ اللہ نے فرمایا پہلے پہل خالی ہاتھ تفاولاً اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے . لوگ کہتے ہیں شیخ الاسلام فرید الملۃ والدین قدس سرہ کی خدمت میں ایک شخص خالی ہاتھ آیا . حضرت شیخ نے فرمایا جس راہ تم آئے اس میں گھاس بھی نہ تھی ؛؛

ملفوظ ۷ ص۴۸

سنہ مذکور رمضان المبارک — اِنَّ اللّٰہ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کی تفسیر فرمائی ؛؛

ملفوظ ۸ ماہ رمضان المبارک سنہ مذکور . . . . ص۶۴ ترکیب عمل ادائے قرض لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہزار بار خواند ـــــ ص۶۵ ترکیب نماز برائے ادائے قرض ـــ دو رکعت نماز کہ بعد از فاتحہ پنجگان بار آیت قل اللھم مالک الملک تا بغیر حساب بخواند ـــــ ص۶۵ حقوق عباد کی تین قسمیں ہیں. مومن کافر ۲ و حیوان ۳ ـــــ ص۶۶ المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ

ملفوظ ۹ شہر رمضان المبارک سنہ مذکور ص۶۹ جمعہ کی سنت کیا ہے ؟ کئی رکعت ہے ـــــ جمعہ دہ رکعت است در ہشت اتفاق در دو رکعت آخر میں اختلاف ∴

ملفوظ ۱۰ ص۸۰ شہر رمضان المبارک سنہ مذکور ـــــ سعادت خاکبوس آستانہ علیا حاصل آمد و پائے بوس و دست بوس ہم میسر آمد ∴

ملفوظ ۱۱ ص۸۲ شہر رمضان المبارک سنہ مذکور ـــــ ۱۴ ار جگہ آیت سجدہ ہے سجدہ کی تین قسم. سجدہ تلاوت و سجدہ شکر، سجدہ مناجات ∴

ملفوظ ۱۲ ص شہر رمضان المبارک سنہ مذکور ص۹۲ ـــــ گفتہ اند مفہوم قرب چہار مرتبہ وارد. و عقل را در ادراک سہ مرتبہ راہ است. قرب زمانی. قرب مکانی قرب عقلی. قرب آفریدگار ∴

ص۹۸ علم باطن کے متعلق ایک حدیث ـــــ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال جبرئیل سألت اللہ عن علم الباطن ما ھو قال یا جبرئیل ھُوَ سِرٌّ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اَحِبَّائِیْ وَ اَوْلِیَائِیْ وَ اَصْفِیَائِیْ اَوْدَعْتُ فِیْ قُلُوْبِھِمْ لَا یَطَّلِعُ عَلَیْہِ اَحَدٌ لَا مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ وَلِھٰذَا قَالَ مُوْسٰی لِخَضِرٍ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ ھَلْ اَتَّبِعُکَ عَلٰی اَنْ تُعَلِّمَنِیْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا لِاَنَّکَ مَامُوْرٌ بِالظَّاھِرِ وَ اَنَا مَامُوْرٌ الْبَاطِنِ ∴

ملفوظ ص۱۳ ص۱۰۱ شوال دوازدہم ماہ روز دوشنبہ سنہ مذکور ـــــ صفات باری تعالے جل مجدہ کے قدوم و حدوث کی بحث ∴

ملفوظ ۱۴ ص شہر شوال سیزدہم ماہ سنہ مذکور ـــــ عالم صغیر و عالم کبیر کی تقسیم ∴

ملفوظ ۱۵ ص توزدہم ماہ شوال سنہ مذکور ـــــ تعریف انسان کامل ∴

ملفوظ ۱۶ ص۱۱۱ شہر ذیقعدہ روز چہار شنبہ بست و چہارم ماہ سنہ مذکور ∴

ص۱۱۲ ہرچہ برتن آید عذاب وہرچہ بردل آید بلا است :.

ملفوظ ۱۷ ص۱۱۶ شہر ذیقعد بست وہفتم ماہ سنہ مذکور ـــــ حقیقت ترک یعنی در دل ہیچ چیز میل و محبت و طلب نماند :.

ملفوظ ۱۸ ص۱۱۸ شہر ذیقعد بست ونہم ماہ سنہ مذکور ص۱۲۲ ذکری در اقسام دنیاوی افتادہ بود۔ فرمود کہ دنیاوی سہ اقسام است۔ مقدار ضرورتے ہست۔ مقدار حاجت ومقدار فضول :.

ملفوظ ۱۹ ص۱۲۶ شہر ذیقعدہ سنہ مذکور ـــــ ذکر می در متابعت حضرت رسالت صلعم افتادہ بود۔ بندگی مخدوم عظمہ اللہ فرمود کہ متابعت اقوال حضرت رسالت صلعم شریعت است و متابعت افعال او طریقت است۔ و متابعت احوال وے حقیقت است۔ پس ہر کہ راس سہ متابعت بکمال رسد او در تحت ایں وعدہ بکمال درآمد کہ حق سبحانہ وتعالے در کلام مجید فرمودہ است قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

ملفوظ ۲۰ ص۱۳۵ شہر ذی الحجہ پنجم ماہ سنہ مذکور ـــــ ص۱۳۴ نقل بایزید بسطامی متعلق ادب در شان رسول صلعم :.

ملفوظ ۲۱ ص۱۳۸ شہر ذی الحجہ روز شنبہ ہفتم ماہ سنہ مذکور ـــــ ص۱۳۹ کلمات مشائخ بر سہ قسم است۔ معاملہ و مکاشفہ و ذوقی :.

ملفوظ ۲۲ ص۱۴۲ شہر ذی الحجہ ہشتم ماہ سنہ مذکور ـــــ ص۱۴۸ حضرت عباس رض نے حضرت علی رض سے بسم اللہ کے ب کی شرح سنکر فرمایا فرایت نفسی کالجرۃ عند البحر العظیم :. میں نے اپنے کو پانی کے ایک گھونٹ کے مانند بحر عظیم کے پاس پایا۔

ملفوظ ۲۳ ص۱۵۴ ماہ ذی الحجہ روز ترویہ سنہ مذکور ـــــ مناسک حج کا بیان ایام حج کے یوم ترویہ کی وجہ تسمیہ۔ ارکان حج۔ مغرب وعشا کی نماز ایک ساتھ ادا کرنے کا تذکرہ۔ وقوف عرفات کی اہمیت۔ طواف کی تین قسم۔ طواف تحیۃ۔ طواف زیارت ـــ طواف صدر۔ واجبات حج پانچ ہیں۔

ملفوظ ۲۴ ص۱۵۴ ذی الحجہ پانزدہم ماہ روز شنبہ سنہ مذکور ـــــ شیخ جلال الدین تبریزی مرید شیخ ابوسعید کے اور مرید تربیت یافتہ شیخ الشیوخ کے تھے :.

ملفوظ ۲۵ ص۱۶۱ ذی الحجہ چہار ماہ سنہ مذکور ـــــ جستن خوشی و رضائے پیر جستن رضائے خدا است۔ پیر و مرشد کی رضا اور خوشی کی طلب اللہ تعالے کے رضا کی طلب ہے۔

ملفوظ ۲۶ صـ ۱۶۴ ذی الحجہ شانز دہم ماہ سنہ مذکور ـــــ اسرار شریعت کے فاش کرنے کی سزاوار ہے ⁂

ملفوظ ۲۷ صـ ۱۸۶ ذی الحجہ نوزدہم ماہ روز پنجشنبہ سنہ مذکورہ ـــــ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کی تفسیر ہے ⁂ جس نے رسول کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ملفوظ ۲۸ صـ ۱۷۳ شہر ذی الحجہ سنہ مذکور ـــــ بدایت ونہایت کی چار قسم بتائی ہے ⁂

ملفوظ ۲۹ صـ ۱۷۷ ماہ محرم روز پنجشنبہ سنہ ستین وسبع الصلوٰۃ معراج المومنین کی تفسیر ⁂

ملفوظ ۳۰ صـ ۱۸۱ محرم از یکشنبہ بست وہفتم ماہ سنہ مذکور ـــــ بغیر علم و اہلیت کے مشائخیت بہتر نہیں ⁂

ملفوظ ۳۱ صـ ۱۸۸ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر روز چہارشنبہ ۶ ماہ سنہ مذکور ـــــ جامہ پیر کو تبرکاً کفن بنانے کا ثبوت ⁂

خوانِ پُرنعمت

یہ ملفوظات کا مجموعہ ہے اس کے جامع حضرت زین بدر عربیؒ ہیں۔ اس میں ۱۵ شعبان ۷۴۹ھ سے آخر ماہ شوال ۷۵۱ھ تک کے ملفوظات جمع کئے گئے ہیں اور یہ ۴۷ مجالس یعنی چہل ہفتم مجالس پر منقسم ہیں۔ ہر مجلس میں تصوف کے نکات پر بسیط روشنی ڈالی گئی ہے

ابتدار کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ **خوان پُرنعمت معدن المعانی کی دوسری جلد ہے** :۔

غور فرمائیے صفحہ اول :۔

اما بعد! از شکر خداوند جل وعلاو درود محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم آنچہ از لفظ گوہر نثار و نطق شکر بار مخدوم روزگار شرف الحق والحقیقت والدین متع اللہ المسلمین بطول بقائہ وذکرہ بعد از اتمام جلد اول ہم از ملفوظ مخدوم کہ نامش معدن المعانی شدہ است از پانزدہم ماہ شعبان ۷۴۹ھ تسع واربعین وسبع مائۃ تا آخر ماہ شوال ۷۵۱ھ احدی وخمسین وسبع مائۃ در سمع قاصر وفہم ناقص ایں بیچارہ رسید باعانت وعنایت توفیق الٰہی چہ عین عبارت وچہ معنی آں در سلک کتاب آوردہ شد تا اہل را

اما بعد! شکر خداوند بزرگ وبرتر اور درود محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ لفظ گوہر نثار اور نطق شکر بار مخدوم زمانہ شرف الحق والحقیقت والدین متع اللہ المسلمین بطول بقائہ وذکرہ مخدوم کے ملفوظ سے ہی پہلی جلد تمام کرنے کے بعد کہ جس کا نام معدن المعانی ہوچکا ہے ۱۵ شعبان ۷۴۹ھ سے انتہائے شوال ۷۵۱ھ تک اس بے چارہ کے قاصر گوش اور ناقص سمجھ میں آیا اللہ تعالےٰ کی توفیق عنایت اور مدد سے کیا صرف عین عبارت اور کیا اس کے معنی کتاب میں لایا گیا تاکہ اہل کو اس کے مطالعہ سے مدد ملے اور عمل میں

از مطالعه آں مددے روئے نماید و موئنتے
در کار پیدا آید و تا اہل را رغبتے و حرکتے
روئے نماید و ہر درمانده که محتاج کار دین
بود بدیں حبل متین چنگ در زند و ہر
صاحب تفرقه نعمت جمعیتے برگیرد که ایں
خوانی است۔ پُر از نعمت و جہانے است
پُر از آثار رحمت

مقصد ظاہر ہو اور نااہل کے لئے رغبت اور
حرکت سامنے آجائے اور ہر مجبور جو کہ امور دینی
کا محتاج ہو یہ مضبوط رسی پکڑ لے اور ہر الجھاؤ
والا سلجھی خوبی پائے۔ کیونکہ یہ ایک دسترخوان
ہے خوبیوں سے بھرا۔ اور دنیا ہے
نعمت سے بھری ہوئی

گر جہانے برخورد زیں خواں پر نعمت مدام
زیں مسکین را بس است گر ریزہ بخشند ازاں

گر جہانے برخورد زین خوان پر نعمت مدام
زین مسکین را بس ست گر ریزہ بخشند ازاں

مجلس اول:

سعادت زمین بوس بدست آمد
دراں وقت اندام مبارک بندگی مخدوم
عظمه الله فی قرب الاقرب چند روز اندک
مایه تکسر داشت و تپ می آمد ——

زمین چومنے کی سعادت ملی بندگی
مخدوم عظمہ اللہ کا جسم مبارک ایک دو دن
سے بھی کمتر ہی سے مضمحل تھا اور بخار
آتا تھا:

حضرت سلیمان علیہ السلام کے رحلت کا واقعہ —— حضرت بی بی آسیہ جو بظاہر فرعون کی بیوی تھیں حقیقت میں ان کی شبیہ دوسری عورت بیوی کے فرائض انجام دیتی حضرت بی بی آسیہ کبھی بھی فرعون کے بستر پر نہ جا سکیں۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ تفصیل سے پیش کیا ہے —— ایک جگہ بغیر علم ولی نہیں ہو سکتا ہے پر روشنی ڈالی ہے اور فرمایا

"نعوذ بالله منها کہ ہیچ ولی بے علم نه
باشد و در کلمات مشائخ رحمة الله است"
ما اتخذ الله ولیا جاهلا

اللہ تعالےٰ ہمیں پناہ میں رکھے۔ کوئی ولی
جاہل نہیں ہوتا۔ اقوال مشائخ رحمہم اللہ میں
سے ہے "اللہ تعالیٰ جاہل دوست نہیں بنایا ہے

مجلس دوم: میں ہے کہ:

عرضداشت کرد در روز جمعه وقت
خطبه اگر کسے عطسه کرد و الحمد لله گفت
شنوندگان را جواب او بلند یا آہسته گفتن واجب
است یا نه۔ فرمود نگویند نه بلند نه آہسته۔

عرض کی۔ خطبہ کے وقت جمعہ میں اگر چھینکنے
پر الحمد للہ کہا سننے والوں کو اسکا جواب یرحمک
اللہ زور سے یا آہستہ کہنا واجب ہے (ضروری)
ہے یا نہیں۔ فرمایا نہ بلند نہ آہستہ کچھ نہیں بولے۔

مجلس سوم :-

قاضی اشرف الدین نے نماز معکوس کے متعلق دریافت فرمایا، آپ نے جواب دیا اور بدعت اور ترک سنت پر بھی روشنی ڈالی ہے ۔

مجلس چہارم :-

قاضی شہ برادرزادہ قاضی اشرف الدین مفتی حاضر بود عرضداشت کہ از درویشے منقول است کہ گفتہ است کہ من در حال طواف خانہ کعبہ ہفتاد ختم قرآن کردم — بعدہ ازو پرسیدند لفظاً یا معناً، گفت لفظاً و معناً و حرفاً بعد حرف این چگونہ تواند بود کہ این معنی را عقل احتمال نمی کند ـــــ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فرمود :-

قاضی اشرف الدین مفتی کے بھائی کے لڑکے قاضی شہ نے عرض کیا ایک درویش سے منقول ہے کہ کہا طواف خانہ کعبہ کی حالت میں ستر ختم قرآن ہیں نے کیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا لفظاً یا معناً۔ جواب دیا لفظ کے ساتھ معنی کے ساتھ حرف حرف کے ساتھ۔ یہ کیسے ہوگا۔ یہ بات عقل میں نہیں آتی ـــــ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا :-

کہ اولیاء اللہ صفت بشریت سے علیحدہ ہو کر صفت ملکوتیت میں آجاتے ہیں اس لئے وہ ان باتوں پر قادر ہو جاتے ہیں ۔ امام احمد غزالیؒ کا بھی تذکرہ کیا ہے ۔ جگہ جگہ پر اشعار بہت ہیں ۔

مجلس پنجم :-

اس میں غیر اللہ کے واسطے سے قسم کھانا پر روشنی ڈالی ہے یعنی قسم اللہ ہی کیلئے ہو۔

بیچارہ عرضداشت کہ اگر کسے سوگند بغیر اسم اللہ بچیزے دیگر می خورد چنانکہ سوگند بخورد بغیر اسم اللہ یکفر۔ بعد ازاں فرمود کہ حدیثے از رسول علیہ السلام آمدہ است کہ فرمودہ اند من حلف بغیر اسم اللہ فقد اشرک :-

بیچارے نے عرض کیا اگر کسی نے اللہ کے نام کے علاوہ کوئی دوسری قسم کھائی جیسا کہ اللہ کے نام کے علاوہ قسم کھاتے ہیں کفر کرتا ہے اس کے بعد فرمایا کہ حدیث رسول علیہ السلام سے آئی ہے کہ فرمایا" جس نے اللہ کے نام کے علاوہ قسم کھائی بلاشبہ شرک کیا"

مجلس ششم :-

اس میں ترغیب الصلوٰۃ اور ہدایہ کا حوالہ ہے۔ آپ سے اس کے متعلق

دریافت کیا گیا کہ جوپائے برہنہ (ننگے پاؤں) اگر نماز پڑھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر نجاست نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت شرف الدین توامہؒ کے متعلق بھی مخدوم جہاںؒ نے فرمایا" مولانا شرف الدین توامہ علیہ الرحمۃ واسعتہ یاد دارم بازعرضداشت کہ :- یتغیر الفتوی بتغیر الزمان۔

ایک جگہ اپنے استاد حضرت مولانا شرف الدین توامہؒ کے متعلق فرماتے ہیں " مولانا شرف الدین توامہ ایں چنیں دانشمندے کہ در تمامت ہندوستان مشار الیہ بودند و ہیچ کس را در علم ایشاں شبہے نہ بود۔ ایشاں جعد افریشمی می کردند وازاربند آفریشمی می بستند۔ ایشاں ایں چنیں چیزہا نوشتند بعد ازاں ہم دیگرے راہم شاید کہ بنویسند تا در حالت سبق گفتن اگر جائے سخن مشکل شدے در تامل می شدند۔ در حالت تامل جعد را بر کتف می آوردند و بر دست می گرفتند و بر آں مشغول می شدند تا آں سخن بہ تامل حل می شدے بعدہ می گذاشتند و آں مشکل را بیان می کردند"

ترجمہ :- مولانا شرف الدین توامہ ایسے بلیغ علم والے تھے کہ سارے ہندوستان[1] میں آپ کی نمایاں حیثیت تھی کسی کو آپ کے علم کے متعلق کوئی شبہ ہی نہ تھا۔ آپ ریشمی سربند اور ریشمی ازار بند استعمال فرماتے۔ آپ نے اس طرح کی چیزیں لکھی ہیں کہ اس کے بعد دوسرے کو بھی چاہئے کہ ایسی چیزیں تحریر میں لائے[2]۔ سبق پڑھانے میں اگر مشکل مسئلہ کا مقام ہوتا سوچتے سوچتے میں سربند کاندھے پر لٹکاتے اور ہاتھ پر لپیٹتے۔ یہی شغل فرماتے یہاں تک کہ وہ بات حل ہو جاتی۔ پھر سربند چھوڑ دیتے اور اس مشکل کو کھول دیتے۔

ایک جگہ حضرت مخدوم نے فرمایا :-

علم احادیث مشکل علمے است جملہ اقسام   احادیث کا علم بہت مشکل علم ہے۔ قرآن کے

---

[1] یعنی بلاتقسیم ہندوستان و پاکستان۔

[2] کتاب نام حق منظوم آپ کی تصنیف مشہور ہے، مختصر اور جامع فقہی مسائل فارسی میں نظم کرنے کا بنیادی سہرا آپ ہی کے سر ہے، جس سے بچوں کو فقہی مسائل حفظ کرنا آسان ہو گیا۔ افسوس اس کے علاوہ اور کوئی تصنیف آپ کی میرے علم میں نہیں ۱۲۔

کتاب دراں موجود است تاجملہ ندانند معنی یک حدیث نہ توانند گفت ومعنی احادیث کسے تواند کرمعانی کتاب حاوی باشد۔ اگر حدیثے اوراپیش آید آنرا بکتاب مقابلہ کند اگر باکتاب برابر بیاید قبول کند واگر مخالف یابد رد کند۔ پس کسے کہ معانی کتاب راندانند مقابلہ بچہ کند ــــ

ــــ مولانا کریم الدین عرضداشت کہ حدیث کراگویند۔ فرمودکہ وحی جلی است و وحی خفی است۔ وحی جلی آنست کہ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام بود آں قرآن است کہ جملہ قرآن مجید بواسطہ جبرئیل صلوٰت اللہ علیہ رسید اما وحی خفی آنست کہ بے واسطہ جبرئیل علیہ السلام نازل شدہ است و از حضرت مآب منقول است ایں قسم راحدیث گویند۔

تمام اقسام اس میں ہیں جب تک سب کا سب نہ جان لیں ایک حدیث کا صحیح مطلب نہیں بیان کرسکتے حدیث کا صحیح مطلب اسی کے لئے ہے جو قرآن کے تمام معنی پر چھایا ہوا ہو۔ اگر کوئی حدیث سامنے آئے کتاب سے جانچے اگر کتاب کے موافق ہو قبول کرے اور اگر خلاف پائے رد کردے تو جو قرآن کے تمام معنی کو نجانے کیسے جانچے ــــ مولانا کریم الدین نے عرض کیا حدیث کسے کہتے ہیں فرمایا وحی جلی ہے اور وحی خفی۔ وحی جلی جبرئیل علیہ السلام کے واسطے ہے۔ یہ قرآن ہے کیونکہ پورا قرآن جبرئیل صلوات اللہ کے واسطے سے آیا۔ لیکن وحی خفی جو کہ بے واسطہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئی ہے۔ اور حضرت رسالت مآب (صلعم) سے منقول ہے۔ اس قسم کو حدیث کہتے ہیں ::

مجلس ہفتم

اس میں مذکور ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ السلام سے جب کچھ سوالات کئے جاتے تو آپ پہلے وحی کا انتظار کرتے اور اگر وحی نازل نہ ہوتی تو پھر غور فرما کر اجتہاد کے ذریعہ اس کا جواب دیتے

مجلس ہشتم

میں مختلف موضوعات پر بحث کی ہے۔ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم[ے] پر اچھی بحث کی ہے ــــ قابل کس کو کہتے ہیں اور اس پر مختلف حیثیتوں سے روشنی

ے دھوؤ تم اپنے چہرے اور دونوں ہاتھ "(الآیۃ) اس میں غایت اور مغیّٰ کی بحث جو فقہ کی معرکۃ الآرا بحث ہے الی المرافق سے حد کی ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کا اظہار ضرور کرنا تھا ::

ڈالی ہے۔ ایک جگہ نماز میں خضوع وخشوع پر بحث کی ہے۔

مجلس نہم :-

اس میں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من زنی بامرأۃ ثم نکحھا فھما زانیان ابداً ؛ جیسی حدیث پر روشنی ڈالی ہے ؛

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے بغیر حق مجامعت کی عورت سے۔ اس کے بعد اس سے نکاح کیا تو دونوں ہمیشہ برابر کے زانی ہیں ؛

مجلس دہم :-

مسالک اور سلوک کی راہ پر روشنی ڈالی ہے۔

مجلس یازدہم :-

اس میں قاضی اشرف الدین نے تبرک مزار اور نیاز طعام کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ پھر قاضی اشرف نے فرمایا :-

طعامیکہ ہر روز معتاد موجود می شود در ایں اگر نیت کنند کہ بروح وے[1] ایثار کردم چگونہ باشد ——— فرمود (مخدوم) قصد او تناول خود است نہ آنکہ بروح فلاں میدہم تا اگر نیت نہ کردے ہم پختے و خوردے بعدہ فرمود کہ طعام خوردن مومن عبادت است بعد از خوردن اگر بگوئی کہ ثوابیکہ ازیں حاصل شد بروح فلاں ایثار کردم ایں نیت نیک خوب است۔ بدیں وجہ اگر بکند بباید ؛

قاضی اشرف الدین نے کہا جو کھانا روزانہ کا معمول ہے اس میں اگر نیت کریں کہ کسی روح کو ایثار کیا کیا حکم رکھتا ہے، فرمایا اس کا ارادہ آپ کھانے کا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ فلاں روح کو دیتا ہوں تو اگر نیت (آپ کھانے کی) نہ ہوتی نہ کرتا (روزانہ کیوں) پکاتا اور رکھاتا؟ اس کے بعد فرمایا کہ ایمان دار کا کھانا آپ کھانا بھی عبادت ہے۔ کھانا کھانے کے بعد اگر تم کہدو کہ جو ثواب اس سے حاصل ہوا فلاں کی روح کو میں نے ایثار کیا یہ نیک نیت بہتر ہے ؛

مجلس دوازدہم :-

اس میں خلیفہ اول کا واقعہ ایثار میں حق زوجہ کی تعویل۔ ثبوت دستار

---

[1] قاضی صاحب کی زبان بروح وے ایثار کردم میں ضمیر (وے) درست ہے مگر جواب میں امام المتکلمین حضرت مخدوم شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بروح فلاں ایثار کردم، وے کی جگہ لفظ فلاں استعمال فرمایا یہ آپکی زبان کی فصاحت ہے ۱۲

پوشیدن مخدوم جہاںؒ۔ اس میں مثنوی کے اشعار بھی جا بجا ہیں۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ——— پر بحث ہے۔

مجلس سیزدھم[13] :-

اس میں بیان کیا ہے کہ موجودہ زندگی عالم شہادت ہے۔ روح اس عالم میں ایک سند کی وجہ سے کشف ہو جاتی ہے۔

مجلس چہاردھم :-

تعبیر خواب کے متعلق ہے کہ اگر کسی نے گردن ماری ہے یا حیوان کو حملہ آور دیکھا ہے تو اس کی تعبیر کیا ہوگی؟

مجلس پانزدھم :-

شیخ معز الدین عرض داشت کہ اگر کسے در خواب بیند کہ ساعقہ خاستہ است و آتش ہم گرفتہ است تعبیر ایں بچہ کندہ۔ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ بعد تامل زمانی فرمود دراں شہر کہ ایں خواب کسے بیند بلائے عظیم دراں شہر نازل شود ؛

شیخ معز الدین نے عرض کیا کہ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ بجلی گری ہے اور آگ لگ گئی ہے تو اس خواب کی کیا تعبیر ہے بندگی مخدوم عظمۃ اللہ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ جس شہر میں کوئی ایسا خواب دیکھے اس شہر میں کوئی بڑی مصیبت اور بلا نازل ہوگی۔

مجلس شانزدھم :-

جلال الدین مجوب عرض داشت . . . . . . سوال منکر نکیر در گورلے۔ واقعہ خود متعلق سفارش . . . . . خدمت خلق کار پیغمبراں است اگر بادشاہ بہ طلبید بروند و اگر نہ روند بدعت باشد ؛

. . . . قبر میں سوال مُنکر نکیر۔ سفارش کے متعلق اپنا واقعہ . . . . خلق کی خدمت پیغمبروں کا کام ہے۔ اگر بادشاہ نے بلا یا جائیں اگر نہ جائیں تو بدعت ہوگی۔

لے چونکہ قبر کے متعلق نافہموں کا یہ اعتراض ہے کہ بہتیرے آدمی آگ میں جل کر خاک ہو جاتے ہیں قبر میسر نہیں ہوتی۔ امام غزالی جواب یہ دیتے ہیں کہ موت کے بعد عالم برزخ ہی تعبیراً قبر ہے جسم ہو یا نہ ہو۔ احیاء العلوم ۱۲

مجلس ہفتدہم :-

بہ تہنیت ماہ نو۔ ہر عبادت کی خاصیت الگ ہے۔ تعلیم امت کے لئے انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی ؛

مجلس ہیزدہم :-

بحث منطقی. متعلق نطق انسان

مجلس نوزدہم :-

شیخ معزالدین عرض داشت . . . . مسئلہ زلت انبیاء علیہم السلام کہ آنرا معصیت نہ گویند :-

شیخ معزالدین رح نے عرض کیا . . . . انبیاء علیہم السلام کے لغزش کے متعلق کہ اسکو معصیت نہیں کہتے ہیں

مجلس بستم :-

شیخ معزالدین عرض داشت . . . مخدوم فرمود کہ در تفسیر امام زاہد یک تاویل ہمیں کردہ اند ۔ (سانپ کا جھاڑ بھی اسمیں بتایا ہے) مخدوم عظمہ اللہ فرمود کہ چوں کسے را مار گزیدہ باشد آوردہ اند کہ ایں آیت بہ خواند و بر آب سہ مرتبہ دمد و خوردن دہد باید کہ قطرہ در حلق وے رفتہ باشد بہتر شود آیت ایں است . قال القہا یا موسی فالقہا فاذا ھی حیۃ تسعی قال خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الاولی ۔ اظہار حاجت بر پروردگار جائز است :-

شیخ معزالدین رح نے عرض کیا . . . . . . شیخ معزالدین کے جواب میں مخدوم نے فرمایا. تفسیر امام زاہد میں ایک یہی تاویل کی ہے ۔ مخدوم عظمہ اللہ نے فرمایا جس کسی کو سانپ نے کاٹا ہو لوگوں نے یہ جھاڑ بتائی ہے کہ یہ آیت پڑھے اور پانی پر تین بار پھونکے اور پلائے شرط یہ ہے کہ قطرہ حلق سے پار ہو جائے ۔ اچھا ہو جائے گا۔ آیت یہ ہے قال القہا یا موسی فالقہا فاذا ھی حیۃ تسعی قال خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الاولی۔ پروردگار سے ضرورت کی دعا کرنی چاہئے :-

مجلس بست و یکم :-

نزول قرآن مجید بواسطہ جبرئیل . . . کافراں را ہم دیدار باشد :-

قرآن پاک کا جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے اترنا ۔ کافروں کو بھی قیامت میں خدا کو دیکھنا ہوگا

مجلس بست و دوم:-

قضاء القاضی ینفذ ظاهراً و باطنا :.

قاضی کا فیصلہ ظاہراً اور باطناً دونوں حیثیت رکھتا ہے :.

مجلس بست و سوم:-

انبیاء کرامؑ در شکم مادر عارف اند بالہام و بعد از ولادت عارف اند بہ استدلال :.

انبیاء کرامؑ ماں کے پیٹ میں الہام کے ذریعہ عارف ہیں اور اپنی پیدائش کے بعد استدلال کے ذریعہ عارف ہیں :.

مجلس بست و چہارم:-

سادات کرام ——

اکرموا اولادی الصالحون للہ و الطالحون لی

لعنت یزید —— لعنت بر یزید نباید کرد —— واقعہ جمل و صفین —— حضرت معاویہ کاتب وحی (اس جنگ سے فائدہ) خبر شہادت حسین علیہ السلام :.

میری نیک اولاد کی تعظیم اللہ کیلئے اور بروں کی میرے واسطے سے کرو — یزید پر لعنت نہ کیا چاہیئے :.

مجلس بست و پنجم:-

عصمت الانبیاء ——

در مذہب ما استثناء در استقبال مراد می دارند جائز است —— اما امام شافعی کہ استثناء در حال و ماضی جائز می دارند :. (اس میں مذہب ما سے مراد امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں)

ہمارے مذہب میں انشاء اللہ انا مومن میں آئندہ زمانہ بھی مراد رکھتے ہیں درست ہے۔ مگر امام شافعیؒ کہ وہ استثناء گزرے ہوئے اور موجودہ زمانہ میں جائز رکھتے ہیں۔ اس میں ما سے مراد امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں :.

مجلس بست و ششم:-

ثبوت از رویت باری تعالیٰ از قصہ موسیٰؑ :.

موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے باری تعالیٰ کی رویت کا ثبوت :.

مجلس بست وهفتم:۔

سعادت دیدار حاصل شد
شیخ زادہ اچہ حاضر بود عرضداشت :۔

دیدار کی سعادت حاصل ہوئی۔ شیخ
زادہ اچہ حاضر تھے انہوں نے عرض کیا شیخ زادہ
اچہ سے شاید حضرت جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کے صاحبزادگان مراد ہیں

مجلس بست وهشتم:۔

ثبوت شرف و فضیلت
فرزندان رسول و مشائخاں اگرچہ (وہ
جاہل ہوں) مخدوم عظمۃ اللہ چوں بدیں
حرف رسید فرمود کہ ہر کجا کہ شرف نسب
است . . . چنانکہ فرزندان
رسول علیہ السلام و فرزندان مشائخ
آنجا برائے تعظیم علم شرط نیست کہ اگر در
وے علم باشد آن گاہ تعظیم کنند اگر خود
علم باشد شرف بر شرف مزید بر مزید
گردد و بے چارہ عرضداشت کہ برائے
صحت ایں حدیث اکرموا اولادی
الصالحون للہ والطالحون لی
ایں جواب مالک دینار رضی اللہ عنہ
دلیل کرد و بر لفظ مبارک راند کہ آری :۔

فرزندان رسولؐ اور مشایخان اگرچہ
وہ جاہل ہوں ان کے شرف اور فضیلت کا ثبوت
مخدوم عظمہ اللہ جب اس گفتگو پر پہنچے فرمایا
کہ جہاں فرزندان رسول علیہ السلام اور فرزندان
مشایخ کے شرف نسب کی حیثیت ہے اس
حیثیت کی تعظیم کے لئے عالم ہونا ضروری
نہیں کہ اگر اس میں علم ہو تو تعظیم کریں۔ اگر
اس میں علم ہو شرف پر شرف زیادہ سے
زیادہ ہوگا ۔ بے چارہ نے اس حدیث
سے دلیل کی صحت چاہی اکرموا اولادی
الصالحون للہ والطالحون لی۔
یعنی میری نیک اولاد کی تعظیم اللہ کے لئے اور
بروں کی میرے واسطے سے کرو۔ مالک ابن دینارؓ
کی یہ حدیث دلیل میں پیش کی آپ نے فرمایا درست

مجلس بست ونهم:۔

ذکر ہی لایا ہے۔ اور اس میں مسائل پر روشنی ڈالی ہے جیسے :۔

ذکر ہی در اظہار کرامت افتاد کہ
بعضے بزرگاں اظہار کرامت کردہ اند ۔
بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فرمودند کہ اظہار
جائز نیست کتمان فرض است ۔ پس
ترک فرض بر خود ایشاں کے روا دارند
اما آنکہ از بزرگاں جا بجا منقول است :۔

اظہار کرامت کی بات آپڑی کہ بعضے
بزرگوں نے کرامت ظاہر کی ہے۔ مخدوم عظمہ
اللہ نے فرمایا کہ اظہار جائز نہیں ہے چھپانا
فرض ہے تو بزرگان خود پر فرض کا ترک کیسے
روا رکھ سکتے ہیں۔ لیکن جو کچھ بزرگوں سے
جگہ جگہ نقل کیا ہے یہ کرئی وقت یا سکر

آں در گرمیٔ وقت یا در حالت سکر ترغیباً
للمریدین ۔ قسم چہارم سنت
. . . . بیچارہ عرضداشت
کہ حکمت در فرضیت کتمان چیست ؟
فرمود کہ ایمان آوردن بر ایشاں فریضہ
نیست تا برائے صحت آں اظہار کرامت
کنند چنانکہ در حق پیغمبراں برائے صحت
دعوئ نبوت بر ایشاں اظہار معجزہ فرض
شدہ است. بخلاف اولیاء اگر ایشاں
اظہار کنند در شہرت افتند از آنجا
احتمال دارد کہ فتنہ خیزد و عجب ہم تواند
بود کہ در آید . . . . مسئلہ متعلق
رویت رسول صلعم در خواب . . . .
مسئلہ متعلق رویت باری تعالی در دنیا
. . . . حوالہ امیر فاضل بلخی .

مجلس سی وام :-

در نماز تفکر ضمنی است .
وسخن ما در تفکر محض است .

مجلس سی و یکم :-

سعادت دیدار حاصل شد
سید اوحد الدین خواہرزادہ مخدوم
بزرگ شیخ کبیر نجیب الدین عرض کرد کہ
در شنیدن نام مبارک صلعم انگشت را
بسر چشم می نہد دریں باب حدیث
است یا نہ . . . مخدوم عظمۃ اللہ
فرمود کہ آں حدیث جائے در کتب احادیث

(غلبۂ حال) یا مریدوں کی ترغیب کے لئے .
چوتھی قسم سنت
. . . . بیچارہ نے عرض کیا کرامت
چھپانے کی فرضیت میں کیا حکمت ہے . فرمایا
کہ ان پر ایمان فرض نہیں ہے کہ اس کی صحت
کے لئے کرامت دکھائیں . جس طرح
پیغمبروں کے حق میں نبوت کے دعوی کے
ثبوت میں معجزہ دکھانا فرض ہوا ہے . بخلاف
اولیاء اگر یہ کرامت ظاہر کریں عقبہ شہرت
میں پڑیں تو یہ جگہ احتمال رکھتی ہے کہ فتنہ
کھڑا ہو اور عجب بھی ہو سکتا ہے کہ باطن
میں پیدا ہو . . . مسئلہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے متعلق
. . . مسئلہ دنیا میں باری تعالی کو دیکھنے کے متعلق
. . . . امیر فاضل بلخی کا حوالہ

تیسویں مجلس :-

نماز میں فکر کرنا ضمنی ہے .
اور ہمارا کلام تفکر محض میں ہے .

مخدوم بزرگ شیخ کبیر نجیب الدین
کے بھانجے سید اوحد الدین نے عرض کیا کہ
نام مبارک صلے اللہ علیہ وسلم سننے میں آنکھ
پر انگلی رکھتے ہیں اس کی حدیث ہے یا
نہیں . مخدوم عظمہ اللہ نے فرمایا کہ ان احادیث
میں جو اس دیار میں معتبر اور معروف ہیں
یہ حدیث میں نے کہیں نہیں پائی اس سبب

کہ معتبر و معروف دریں دیار است ؛
آں نبی یا ہم ازاں سبب علمائے دیار
ماہم نمی کنند واگر کسے راکہ می بیند کہ
می کند اورا منع ہم نمی کنند زیراچہ
باشد کہ کسے دریں باب صحت حدیثے
درنظر آمدہ باشد وشنیدہ باشد ؛؛

مجلس سی و دوم :-

مسئلہ رجعت ہبہ
خصوصًا میان زوجین ؛؛

مجلس سی و سوم :-

قاضی منہاج الدین
حاضر بود ؛؛

مجلس سی و چہارم :-

قاضی خاں عرضداشت
کہ دختران باکرہ کہ نقل می کنند حکم ایشاں
چیست ؛؛

مجلس سی و پنجم :-

مسئلہ قرأۃ خلف الامام ؛

مجلس سی و ششم :-

قوت قلوب کتابے معتمد
عندالمشائخ است۔ شب معراج در
شب بست و ہفتم رجب است

مجلس سی و ہفتم :-

مخدوم درباغ خواجہ محمود
آمدند ـــ وصول الی اللہ کہ معنی مرید
صادق صفت شیطان باید ـــ قاضی

سے میرے دیار کے علمائے کرام بھی نہیں
کرتے ۔ اور اگر کسی کو دیکھے کہ کرتا ہے اسے
منع بھی نہ کریں کیوں کہ ہو سکتا ہے کسی کو
اس باب میں کہیں حدیث صحیح نظر آئی
ہو اور سنی ہو ؛؛

بتیسویں مجلس :-

مسئلہ ہبہ لوٹانے کا خصوصًا میاں
بیوی کے بارے میں ؛؛

تینتیسویں مجلس :-

قاضی منہاج الدین رحمۃ اللہ
علیہ حاضر تھے ؛؛

چونتیسویں مجلس :-

یعنی وہ عورتیں اور مرد جو غیر
شادی شدہ مر گئے ان کی کیا حالت
ہو گی ؛؛

پینتیسویں مجلس :-

امام کے پیچھے (مقتدی کی) قرأت کا مسئلہ۔

چھتیسویں مجلس :-

مشائخ کے نزدیک قوت القلوب
ایک معتمد کتاب ہے۔ ستائیسویں[۲۷] رجب
رجب کی رات معراج کی رات ہے ؛؛

خواجہ محمود عوض کے باغ میں
مخدوم تشریف لائے ـــ وصول الی اللہ
کے معنی مرید صادق (اٹل) شیطان صفت

منہاج الدین پسرگان خود را بہ قدمبوس بندگی مخدوم آوردہ بودند۔ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ کلاہ بدست مبارک خود بر سر ہر یکے پوشانیدند ؛؛

صفت چاہئے ـــــ قاضی منہاج الدین اپنے بیٹوں کو بندگی مخدوم عظمۃ اللہ کی قدم بوسی کے لئے لائے تھے۔ سبھوں کے سر پر اپنے دست مبارک سے ٹوپی پہنائی ؛؛

مجلس سی وھشتم :-

گفتہ اند اگر پیر مرید را ترک فرض و واجب فرماید ؛؛

بزرگوں نے فرمایا ہے اگر پیر مرید کو ترک فرض اور واجب فرمائے ؛؛

مجلس سی ونہم :-

بیشتر از اہل شہر تہنیت غرہ ما را آمدہ بودند۔ تفسیر کبیر از قاضی منہاج الدین برائے مطالعہ ـــــ تفسیر زاہدی کی کرامت ؛؛

شہری لوگ نو چندی کی تہنیت کو آئے تھے۔ تفسیر کبیر قاضی منہاج الدین سے برائے مطالعہ ـــــ تفسیر زاہدی کی کرامت ؛؛

مجلس چہلم :-

در دہلی معروف و مشہور شیخ رکن الدین بودہ اند رحمۃ اللہ علیہ و عرس پیران ایشاں می کردند۔ بلکہ عرس در دہلی پیدا ایشاں کردند ؛؛

دہلی میں مشہور و معروف بزرگ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ پیروں کا عرس ان لوگوں نے کیا۔ بلکہ دہلی میں عرس ان لوگوں نے جاری کیا ؛؛

مجلس چہل و یکم :-

مولانا نظام الدین دروں حصاری عرضداشت کہ بیعت در غیبت درست باشد یا نہ۔ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فرمود کہ جائے در نقل نیامدہ است و منقول ہم نیست۔ مگر جائے از بزرگاں نقل کردہ باشند۔ آں گاہ صحت باشد ؛؛

مولانا نظام الدین دروں حصاری نے عرض کیا کہ بیعت غائبانہ جائز ہے یا نہیں بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ اس ذیل میں کوئی نقل نہیں آیا ہے اور منقول بھی نہیں ہے۔ مگر جس وقت بزرگوں نے نقل کیا ہو اس وقت صحیح ہے ؛؛ (اس مجلس میں پیر بیعت، پیر خرقہ، پیر تربیت، بہتر صحبت کے فرق کو واضح کیا ہے ؛؛

مجلس چہل و دوم :-

بعد از چہل سال کمال
نہ باید ہاں کشود کار می شود :.

چالیس سال کے بعد درجۂ کمال نہو
اس عمر کے بعد کشود کار ہوتا ہے :.

مجلس چہل و سوم :-

نماز جامع است مر جملہ را :.

نماز حاوی ہے تمام (خوبی) کو :.

مجلس چہل و چہارم :-

اگر مردے در خواب می
بیند کہ ہمہ مسلمانان در روز روزہ می
خورند تعبیر چہ باشد ؟ :.

اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ مسلمان
ایام روزہ میں کھا رہے ہیں ۔ اس کی
تعبیر کیا ہوگی ؟ :.

مجلس چہل و پنجم :-

مولانا لطیف الدین عرض
داشت اول ما خلق اللہ روحی[۱]
انا من نور اللہ والمومنون منی
الشیخ یحیی و یمیت :.

مولانا لطف الدین نے عرض کیا
اللہ نے پہلے میرا نور پیدا ۔ میں اللہ
کے نور سے اور ایمان والے مجھ سے ہیں
شیخ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے :.

مجلس چہل و ششم :-

روز عید سعادت پابوس
بدست آمد در نمازگاہ در محفل قاضی
متعلمے آغاز کرد کہ نفل پیش از نماز عید
در نمازگاہ مکروہ است :.

عید کے دن قدم بوسی کی سعادت
ملی ۔ عیدگاہ میں قاضی کی محفل میں ایک
طالب نے کہا کہ عید کی نماز سے پہلے نماز
مکروہ ہے :.

مجلس چہل و ہفتم :-

اگر کسے گوید من بہشت نہ
خواہم دیدار خدا خواہم کافر گردد
وجہ کفر چیست ؟ :.

اگر کوئی شخص کہے کہ میں بہشت نہیں
چاہتا بلکہ خدا کا دیدار چاہتا ہوں تو کافر
ہوئے ——— وجہ کفر کیا ہے :.

۱ے تمام چیزیں بشمول روح عالم خلق سے ہیں قل الروح من امر ربی روح کے
عالم امر سے ہونے پر دال ہے ۔ کتابت کی غلطی سے شاید روحی لکھا گیا ہے ۱۲

اس تصنیف میں مندرجہ ذیل تصانیف کے حوالہ جات
ہیں :-

کنزالمسائل ، ترغیب الصلوٰۃ ، ھدایہ ، بزودی
احیاء العلوم ، تفسیر زاھدی ، ریاحین در
ادعیہ ، قوت القلوب (مصنف خواجہ ابو طالب) عین
القضاۃ ، تفسیر کبیر ، کشف المحجوب
جامع صغیر (مصنف مولانا عارف زاہد) جواھر :.

یہ تصنیف سنہ ۱۳۲۱ھ میں مطبع احمدی پٹنہ میں
طبع بھی ہو چکی ہے :.

راحت القلوب

راحت القلوب مخدوم جہاں شیخ شرف الدین منیریؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اس کے جامع حضرت زین بدر بن عربی ہیں۔ یہ دس مجلسوں اور بیس صفحات پر مشتمل ہے ملفوظات کا یہ مجموعہ طبع بھی ہو چکا ہے۔ یہ سنہ ۱۳۲۱ھ میں مطبع مفید عام آگرہ سے طبع ہوا ہے۔ اسی کے ساتھ رسالہ وفات نامہ حضرت مخدوم جہاں جو دس صفحات پر مشتمل ہے اور وصیت نامہ حضرت خواجہ نجیب الدین فردوسی جو بوقت بیعت حضرت مخدوم جہاں کو عطا ہوا تھا، بھی زیور طبع سے آراستہ ہوا ہے :.

راحت القلوب کے آغاز میں اس کے جامع نے یوں لکھا ہے :-

امابعد! این کلمات وحل مشکلات کہ از زبان گوہر فشان پیر روشن ضمیر خود شیخ نامدار، مقبول بارگاہ پروردگار ہادی صدر نشیں طریقت در دریائے کرامت گوہر یکتائے سلامت، دیباچہ محبت، خواجۂ دیوان مودت، سلطان العاشقین، برہان العارفین الصالحین، وحجۃ الدین علی جمیع المسلمین بندگی حضرت مخدوم شاہ شرف الدین شرف الحق احمد یحییٰ منیری نوراللہ مرقدہٗ در سمع قاصر وفہم ناقص آنچہ مسموع ومفہوم فرا خاطر گشتہ تحت قلم در آوردہ شد تا سالکان

امابعد! یہ کلمات اور حل مشکلات جو میرے پیر روشن ضمیر شیخ نامدار، مقبول بارگاہ پروردگار طریقت کے صدر نشیں، ہادی، دریائے کرامت کے موتی، سلامتی کے گوہر یکتا، محبت کے دیباچہ دیوان مودت کے خواجہ، عاشقوں کے سلطان، عارفوں اور صالحوں کے برہان، جمیع مسلمین پر حجۃ دین، بندگی حضرت مخدوم شاہ شرف الدین شرف الحق احمد یحییٰ منیری نوراللہ مرقدہ کی گوہر فشاں زباں سے نکلے، اور یہی قاصر سمع اور ناقص فہم نے جو کچھ سنا اور سمجھا اسے حوالۂ قلم کر دیا تاکہ سالکان راہ اور محققان درگاہ کو اس مجموعہ

راہ و محققان درگاہ را بمطالعۂ ایں مجموعہ مرغوب کہ مسمیٰ بہ راحت القلوب است قوت یقین و شوق در سیر و سلوک دین حاصل گردد۔ و آنانکہ بحال افراط و تفریط متضمن اند۔ جمعیت دینی و علم یقینی ار ازانی کند بالنبی والہ و امجادہ ⁘

مرغوب جس کا نام "راحت القلوب ہے"، کے مطالعہ سے قوت یقین اور سیر و سلوک دین کا شوق حاصل ہو اور جو افراط و تفریط میں مبتلا ہیں ان پر جمعیت دینی اور علم یقینی آسان ہو جائے! بہ طفیل نبی اکرم صلے اللہ علیہ والہ و امجادہ اجمعین

⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘

مجلس اول

بعد از نماز جمعہ معارف شہر از شغل داراں حاضر بودند۔ مثل ملک محمود متصرف و ملک نصیر الدین فیلمعانی و بعضے یاران اہل تصوف نیز حاضر بودند، شخصے از اہل تصوف در باب رضا و طلب حق مر خلق تا درمیان آوردے کہ رضائے حق تعالےٰ بہمہ کمال کہ حاصل شود ⁘

نماز جمعہ کے بعد شہر کے معروف صاحبان بیشتر جیسے ملک محمود متصرف اور ملک نصیر الدین فیلمعانی نیز بعض اہل تصوف حاضر ہوئے اہل تصوف میں سے ایک شخص نے خلق کی خاطر رضا اور طلب حق کے بارے میں سوال کیا کہ رضائے حق تعالےٰ بدرجۂ کمال کب حاصل ہوتا ہے ⁘

مجلس دوم

روزے چندے مسافر از زمرۂ اہل صفہ حاضر بودند یکے از میان ایشاں از حال مبدا، و معاد واز طریق معرفت ایشاں استفسار نمود ⁘

ایک دن چند اہل صفہ مسافر حاضر تھے، ان میں سے ایک نے مبدا، و معاد (روز ازل و روز آخرت) اور ان کی معرفت کے طریقے کے متعلق سوال کیا ⁘

آپ نے اسے تصریح اور تشریح سے سمجھایا۔ طریق معرفت دو ہے، ایک اہل نظر کا طریقہ اور دوسرا اہل ریاضت و مجاہدہ کا طریقہ۔ سالک پہلے طریقہ کو پسند کرتا ہے ⁘

اول اگر لازم گرفتہ اند ملتے از ملل انبیاء علیہم السلام پس اینہا را متکلمین نامند، و اگر ملتے از ملل انبیاء علیہم السلام لازم نہ گرفتہ اند پس اینہا را حکمائے مشائین نامند . . . .

اول اگر انبیاء علیہم السلام کی ملتوں میں سے کوئی ملت لازم کر لی تو انہیں متکلمین کہتے ہیں اور اگر نہیں تو انہیں حکمائے مشائین کہتے ہیں۔

⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘

و سالکان بر طریقۂ ثانی اگر موافقت کردہ اند

اگر سالکوں نے دوسرے طریقہ پر اپنی ریاضت

در ریاضت خود ہا احکام شریعت را پس اینہا را صوفی متشرع نامند واگر موافقت نہ کردہ اند در ریاضت خود ہا احکام شریعت را پس اینہا را حکمائے اشراقین نامند پس مر ہر طریق را دو طریق است چنانچہ نزدیک متامل پوشیدہ نیست . . .

(مخدوم فرمود) کہ غرض ازیں حکایت آنست کہ تاکہ دست بر دست و مقراض نہ باشد، حکم پیری و مریدی نہ کنند ہم ازینجا ست کہ قول جملہ مشائخاں اہل سلوک دریں باب آوردہ است۔ المرید لا یکون مرید احتی لا یاخذ ولا الشیخ شعر راسہ۔ یعنی مرید نہ شد مرید تا کہ نگیرد شیخ موئے سر آں مرید واللہ اعلم بالصواب

اپنی ریاضت میں احکام شریعت کی موافقت کی ہے تو انہیں صوفی متشرع کہتے ہیں اور اگر موافقت نہ کی ہے احکام شریعت کی اپنی ریاضت میں تو انہیں حکمائے اشراقین کہتے ہیں۔ لہٰذا ہر طریق کے دو طرز ہیں جو غور کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں . . . .

حضرت مخدوم نے فرمایا کہ اس حکایت سے غرض یہ ہے کہ جب تک ہاتھ پر ہاتھ اور مقراض (زنی) نہ ہو پیری اور مریدی کا حکم نہ کرے اسی سبب سے اس معاملے میں اہل سلوک کے تمام مشائخین کا قول ہے المرید لا یکون مرید احتی لا یاخذ ولا الشیخ شعر راسہ۔ یعنی مرید اس وقت تک مرید نہیں جب تک کہ شیخ اس مرید کے سر کا بال نہ پکڑے۔ ویسے اللہ بہتر جانتا ہے .:.

مجلس سوم

اس میں حضرت اویس قرنی رضؓ کے متعلق گفتگو ہے ..

مجلس چہارم

فسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر کی تفسیر ہے اور اس ضمن میں مختلف آیتوں پر روشنی ڈالی ہے .:.

مجلس پنجم

وحدانیت باری تعالےٰ کے متعلق قاضی احمد نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ " حضرت باری تعالےٰ صانع العالم واحدؔ یعنی کاریگرے عالم یکے است لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا (حضرت باری تعالیٰ صانع العالم واحد ہے، یعنی عالم کو بنانے والا ایک ہے۔ اگر ایک کے علاوہ اور اللہ بھی ہوتے تو البتہ فساد ہوتا)

اس مضمون پر مختصراً روشنی ڈالی ہے۔ جابجا بیعت بھی پیش کیا ہے، مسئلہ کلام اللہ غیر مخلوق پر بھی روشنی ڈالی ہے، تحقیق اہل ایمان نزد اہل سنت، معتزلہ، اشعریہ و کرامیہ دلیل وجود باری تعالیٰ، دلیل توحید باری تعالیٰ وغیرہ عنوانات پر بسیط روشنی ڈالی ہے .:.

مجلس ششم

تلاوتِ کلام پاک کے آداب بتائے ہیں اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ جو شخص قرآن کی تفسیر میں اپنی عقل و رائے کو دخل دیتا ہے۔ وہ کافر ہے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ لکھا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خبر علوم نجوم سے معلوم ہو گئی تھی۔ کس طرح حضرت عبداللہ کی شادی ہوئی تھی۔ آپ سے شادی کے لئے بادشاہ کی لڑکی تک خواہش مند تھی :۔

مجلس ہفتم

جلوس جامع مسجد۔ طریقۂ نماز جمعہ مع تعداد رکعت۔ جملہ شانزدہ رکعت بگذارد۔ اول چہار رکعت سنت صلوٰۃ الجمعہ خواند بعدہٗ دو رکعت فرض صلوٰۃ الجمعہ بجماعت بہ گذارد، و بعدہٗ چہار رکعت سنت خواند لیکن دریں سنت ظہر و جمعہ یکے ہم نگوید بلکہ اربع رکعات صلوٰۃ السنت ہذا الوقت بگوید۔ بعدازاں چہار رکعت خواند، نیت بدیں نوعے کند :۔ نویت ان اصلی للہ تعالیٰ اربع رکعات اخر الظہر ادرکت وقتہ متوجھا الی جھۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر

طریقہ نماز تہجد :۔

بندگی حضرت مخدوم بزبان گوہر فشاں در جواب مولانا آمون فرمود مطابق عبارت ریاحین آمدہ۔ بر روان فضل نماز تہجد نیز مسطور بودہ عبارت خواندن فرمود بہ مضمون آنکہ دوازدہ رکعت شش دوگانہ نیت ایں کہ نویت ان اصلی للہ

جامع مسجد کی نشست۔ رکعتوں کی تعداد کے ساتھ جمعہ کی نماز کا طریقہ۔ کل سولہ رکعتیں ادا کرے پہلے چار رکعت نماز جمعہ کی سنت پڑھے اس کے بعد دو رکعت فرض نماز جمعہ جماعت سے ادا کرے۔ اور بعد اس کے چار رکعتیں سنت مگر اس سنت کی نیت میں ظہر اور جمعہ کا نام نہ لے بلکہ چار رکعت سنت اس وقت کی کہے۔ پھر چار رکعتیں فرض اس نیت سے پڑھے :۔ نویت ان اصلی للہ تعالیٰ اربع رکعات اخر الظہر ادرکت وقتہ متوجھا الی جھۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر

طریقہ نماز تہجد :۔

بندگی حضرت مقبول کونین نے اپنی گوہر فشاں زبان سے مولانا آمون کے جواب میں فرمایا ریاحین کی عبارت کے مطابق نماز تہجد کے بہت سے فضیلت لکھے ہیں۔ عبارت پڑھنے کو کہا۔ اس کے مضمون کے مطابق بارہ رکعتیں چھ دوگانہ میں اس نیت سے (ادا کی جائیں)

تعالیٰ رکعتی صلوٰۃ التہجد سنۃ
رسول اللہ تعالیٰ متوجھاً الی
جہۃ الکعبۃ اللہ اکبر در دو
گانہ اول رکعت اول بعد فاتحہ دوازدہ
بار قل ھو اللہ بخواند و در رکعت دوم
بعد فاتحہ یازدہ مرتبہ قل ھو اللہ
بخواند بعدہٗ التحیات و درود خواندہ
سلام دہد و صد بار یا وھاب بخواند
و پنج مرتبہ ایں اسم اللہ حاضری
اللہ ناظری اللہ شاھدی
اللہ ناصری اللہ معی خواندہ از
جائے برخیزد و دوگانہ دوم شروع کند
و در ہر رکعت بیک مرتبہ قل ھو اللہ
کم کند چنانچہ ششمی دوگانہ بآخر رکعت
بعد فاتحہ یک مرتبہ قل ھو اللہ احد
خواندہ نماز تہجد تمام کند، لیکن بعد سلام
در دوگانہ دوم صد مرتبہ یا فتاح و پنج
مرتبہ ہماں اسم مذکور خواند۔ بعد سلام
دوگانہ سیوم صد مرتبہ یا کریم و پنج مرتبہ
ہماں اسم مذکور خواند . . . . .
. . . . . . و در دوگانہ پنجم
بعد سلام صد مرتبہ یا عزیز و پنج مرتبہ اسم
مسطور خواند، و در دوگانہ ششم بعد سلام
صد مرتبہ یا باسط و پنج مرتبہ اسم مقصود رہ
خواندہ سر بہ سجدہ برود و آنچہ خواہش قلبی
داشتہ باشد از ایزد وہاب العطایا دعا

نویت از اصلی للہ تعالیٰ رکعتی صلوٰۃ
التہجد سنۃ رسول اللہ تعالیٰ
متوجھاً الی جہۃ الکعبۃ اللہ
اکبر دوگانہ اول کی پہلی رکعت میں بعد
فاتحہ بارہ بار قل ھو اللہ پڑھیں اور دوسری
رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ
پڑھے ۔ اس کے بعد التحیات اور درود پڑھ کر
سلام پھیر دیں ۔ اور سو بار یا وھاب پڑھیں
اور پانچ مرتبہ یہ اسم اللہ حاضری اللہ
ناظری اللہ شاھدی اللہ
ناصری اللہ معی پڑھ کر جگہ
سے اُٹھ جائیں اور دوگانہ دوم شروع کریں اور
ہر رکعت میں قل ھو اللہ ایک ایک بار کم
کرتے جائیں ۔ یہاں تک کہ چھٹے دوگانہ کی آخری
رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک بار قل ھو اللہ
پڑھ کر نماز تہجد ختم کریں ۔ لیکن بعد سلام دوسرے
دوگانہ میں سو بار یا فتاح اور پانچ مرتبہ
وہ تمام اسم مذکورہ پڑھیں ۔ تیسرے دوگانہ
میں بعد سلام سو بار یا کریم اور پانچ مرتبہ
وہ تمام اسم مذکورہ پڑھیں
. . . .
. . . . . . پانچویں دوگانہ میں
بعد سلام سو بار یا عزیز اور پانچ مرتبہ وہ تمام
اسم پڑھیں ، چھٹے دوگانہ میں بعد سلام سو بار
یا باسط اور پانچ مرتبہ وہ تمام اسم پڑھیں
پھر سر سجدہ میں رکھ کر جو خواہش قلبی رکھتے ہوں
عطا کرنے والے خدائے تعالےٰ سے اس کی دعا

بخواند واز نماز تہجد فارغ شود، بدیں طریق
نماز تہجد دوازدہ رکعت ادا کردہ اند کہ
در خواب روند چوں آخر پاس شب از پاس
کم ماند آں زماں برخیزد از تجدید وضو دوگانہ
شکرانہ بگذارد بعدہ ایں دعا چندانکہ تواند
بخواند یا کہ نماز فجر ادا کند دعائے مذکور
ماکونی اینست :۔ سبحان الملک الجبار
سبحان العزیز الغفار سبحان
الواحد القہار سبحان الکبیر
المتعال سبحان الکریم الستار
سبحان خالق اللیل والنہار سبحان
الذی لم یزل ولا یزال ؛؛

کریں اور نماز تہجد سے فارغ ہو جائیں، اس طریقہ
سے بارہ رکعت نماز تہجد ادا کرکے سو جائیں ۔
جب رات کی آخری گھڑی گذر جائے تو اس
وقت اُٹھ جائیں ۔ اور تجدید وضو کرکے
دوگانہ شکرانہ ادا کریں اس کے بعد یہ دعا
جتنا ہو سکے پڑھیں، یا نماز فجر ادا کریں، دعا
یہ ہے :۔ سبحان الملک الجبار سبحان
العزیز الغفار سبحان الواحد
القہار سبحان الکبیر المتعال
سبحان الکریم الستار
سبحان خالق اللیل والنہار سبحان
الذی لم یزل ولا یزال ؛؛

مجلس ہشتم

روز عاشورہ کی فضیلت حدیث سے بیان فرمائی۔ نماز یوم عاشورہ کو بھی بتایا :۔ آیت واعبد ربک سرًا حتی یاتیک الیقین پر محققانہ روشنی ڈالی ؛؛

در شب عاشورہ دو رکعت نماز
بگذارد، بخواند در ہر رکعتی بعد از فاتحہ سہ بار
سورۂ اخلاص چوں از نماز فارغ شود ہفتاد
بار بگوید :۔ سبحان اللہ والحمد للہ
ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
در روز عاشورہ شش رکعت نماز
بگذارد و بخواند بعد از فاتحہ والشمس
والضحیٰ یک بار وانا انزلنا یک بار
واذا زلزلت الارض یک بار و
معوذتین یکاں بار چوں از نماز فارغ شود

دسویں محرم کی رات میں دو رکعت نماز ادا
کرے ۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین بار سورۂ
اخلاص پڑھے ۔ جب نماز سے فارغ ہو ستّر
بار کہے :۔ سبحان اللہ والحمد للہ و
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
دسویں محرم کے دن چھ رکعت نماز
پڑھے ۔ فاتحہ کے بعد والشمس والضحیٰ
ایک بار انا انزلنا ایک بار واذا زلزلت
الارض ایک بار اور معوذتین ایک ایک بار
پڑھے، جب نماز سے فارغ ہو سجدہ میں سر

سر بسجده برد قل یا ایها الکفرون
بخواند و حاجت خود بخواهد روا گردد ؛

رکھ کر قل یا ایها الکفرون
اور اپنی حاجت چاہے پوری ہو ؛

مجلس نہم

ذکری در بیان سیادت افتاد آنها که بزیر
گلیم سیادت شده اند پنج کس اند. اول
حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
دوم حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
سوم حضرت امام حسن علیہ السلام چہارم حضرت
امام حسین علیہ السلام پنجم حضرت بی بی
فاطمہ رضی اللہ عنہا. پس نباید کہ در حقیقت
سید نباشد و سید گویاند وہم نباید کہ
سید در حقیقت باشد و چیزے دیگر
گویاند کما قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لعنۃ اللہ علی داخلین
فینا بغیر نسب و علی خارجین منہا
بغیر سبب یعنی لعنت خدا باد بر کسے
کہ داخل در ما باشد بغیر نسب و سید
گویاند و لعنت برآں کسے کہ سید باشد و دیگر
گویاند بغیر سبب مگر آنکہ اگر سید گویایم
مارا بکشند و یا خطاب میر داده باشد، بعدہٗ
فرمود کہ علامت سیادت آنست کہ ہرگز
بدخلق و متکبر نبود و نیز براخذے مال غیرے
و بر قتل ناحق اقدام نکند وہم مصدر گناہ
صغیرہ و کبیرہ نگردد، مولانا آمون عرضداشت
کسے کہ پدر آنکس شیخ باشد و مادرِ وے سیدہ

جنہوں نے سیادت کی کملی اوڑھی وہ پانچ
اشخاص ہیں. اول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
دوسرے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ
تیسرے حضرت امام حسن علیہ السلام، چوتھے
حضرت امام حسین علیہ السلام. پانچویں حضرت
بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا. تو نہ چاہیئے
کہ حقیقت میں سید نہ ہو اور سید کہلوائے اور
یہ بھی درست نہیں کہ سید ہو کر کچھ دوسرا کہلوائے
کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لعنۃ اللہ علی داخلین
فینا بغیر نسب و علی خارجین
منہا بغیر سبب

یعنی ایسے شخص پر خدا کی لعنت جو ہم میں بغیر
نسب کے داخل ہو اور سید کہلوائے اور اس
سید پر لعنت جو دوسرا نسب کہلوائے بغیر
سبب کے مگر اس وجہ کر کہ اگر سید کہلواؤں تو
لوگ مار ڈالیں، یا خطاب میر دیا گیا ہو. پھر فرمایا
سیادت کی پہچان یہ ہے کہ کبھی بدخلق اور متکبر
نہ ہو اور نہ دوسرے کا مال مارے، اور ناحق جان
لینے کی جرأت نہ کرے. اور بھی چھوٹے بڑے گناہ
اس سے ظاہر نہ ہوں، مولانا آمون نے عرض کیا جس
کسی کا باپ شیخ اور ماں سید ہو (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

باشد پس او سید گویاند درست است
یا نہ ، بندگی حضرت مخدوم جہاں فرمود کہ
چنیں شخص اگر سید گویاند درست است
اگرچہ فرزند را اصالت از طرف پدر خود
است لیکن ایں چنیں شخص کہ مادر وے سیدہ
باشد بسبب بہترین سیادت اگر گویاند
سید درست است ⁖

تو اگر وہ اپنے کو سید کہلوائے درست ہوگا یا
نہیں ، بندگی حضرت مخدوم جہاں نے فرمایا
کہ اگر ایسا شخص سید کہلوائے درست ہے ۔
اگرچہ فرزند کی اصالت باپ کی جانب سے ہے
پھر بھی ایسا شخص جس کی ماں سیدہ ہو بہترین
سیادت کے سبب سے سید کہلوائے
درست ہے ⁖

مجلس سیزدہم

ذکری مسئلہ خوردن چونا کہ از صدف سوختہ می
سازند درمیان افتادہ کہ خوردن چونہ روا
باشد کہ نہ ⁖

چونا جو سیپ جلا کر بنایا جاتا ہے اس کے کھانے
کے مسئلہ کا ذکر ہوا کہ چونا کھانا روا ہے یا نہیں

[1] حضرت مولانا آموں بارہ سال کی عمر سے آخر تک حضرت مخدوم جہاں کی خدمت میں رہے ایک
زمین حاکم وقت کی طرف سے ملی تھی۔ اسے مخدوم نے مولانا آمون کو دیدیا تھا ⁖

گنجِ لایفنیٰ

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ کے ملفوظات کا یہ گرانبہا مجموعہ بڑی تقطیع کے تونٹے صفحات پر محیط ہے۔ اس میں یہ قطعہ درج ہے ؎

ازیں گنجینۂ لایفنیٰ است یارب ∴ بخشائش بر اہل عشق کن بخش
طفیل آں ہمہ شیران سہ باز ∴ سگ در زیں را یک حبہ بخش

اس مجموعہ میں ہفتدہم ماہ محرم روز پنجشنبہ سنہ ۷۶۰ھ ستین و سبع مائۃ سے لیکر ذی الحجہ دوازدہم ماہ روز شنبہ سنہ ۷۶۰ھ ستین و سبع مائۃ تک کے ملفوظات جمع کئے گئے ہیں۔ حضرت مخدوم جہاں کے مجلسوں میں سالار احمد برادر زادہ ملک محمود، قاضی شمس الدین دمشقی، حاکم چوسہ اور دوسرے مریدین و معتقدین بھی شریک مجلس رہے ہیں اور ان شخصیتوں نے بعض سوالات کئے ہیں۔ حضرت مخدوم جہاں نے ان سوالات کے جوابات شریعت و طریقت کی روشنی میں تفصیلی طور پر دیئے ہیں۔ اور محققانہ طور پر روشنی ڈالی ہے۔ اس مجموعہ کی افادی حیثیت مسلم ہے لیکن ضخامت اور بعض پابندیوں کی وجہ سے اس پر کماحقہٗ روشنی نہ ڈال سکا۔ انشاء اللہ دوسری اشاعت میں اس پر بسیط روشنی ڈالوں گا۔

اس گنج لایفنیٰ کا قلمی نسخہ کتب خانہ بلخیہ فتوحہ (پٹنہ) میں محفوظ ہے۔ اور ۱۲۸۵ھ کی سنہ کتابت ہے ∴

مخ المعانی

یہ کتاب ۵۳ مجالس کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اس کے جامع حضرت زین بدر عربی ہیں، اس میں ہر مجلس میں ذکر ہی بھی لایا ہے صـ۲ـ پر یہ تحریر ہے "کدام مخ المعانی[1] کہ جامع وے زین العارفین بہ اسمائے یقین عارف کامل حضرت مخدوم زین بدر عربی کہ مرید برگزیدہ و خادم خاص مخدوم جہاں است قدس اللہ سرہ العزیز۔"

اس کے متعلق ابتدائے کتب میں حضرت زین بدر عربی نے یہ فرمایا ہے:-

اما بعد! ایں کلمات عالیہ و اشارات شافیہ کہ از زبان گوہر فشاں پیر بزرگوار و شیخ نامدار مظہر آثار سنن طریقت مغز اسرار حقیقت تاج الاولیا، سراج الاتقیا، سلطان العاشقین برہان المحققین الصالحین رحمۃ اللہ علے المسلمین فی الارض شفیع المذنبین بحکم الحاکمین المصطفوی قوم العرض مرشد الانام الی طریق رب العالمین شرف الحق والہدیٰ والدین احمد یحییٰ منیری متع اللہ المسلمین لطول بقائہ در سمع قاصر و فہم ناقص مسموع و مفہوم گشت در طے کتابت در آوردہ شد

اما بعد! یہ بلند کلمے اور تشفی بخش اشارے جو اپنے پیر بزرگوار شیخ نامدار سنن طریقت کے نشان ظاہر، حقیقت کے بھیدوں کے مغز، ولیوں کے تاج، پرہیزگاروں کے نور بینش، عاشقوں کے شاہ، محققین کے دلیل، مسلموں کے لئے زمین پر اللہ کی رحمت تمام عالم کے برگزیدہ الحاکمین المصطفوی قوم العرض کے حکم کے موافق گناہ گاروں کے بخشانیوالے، تمام عالم کے پالن ہار کی راہ کے مرشد انام، شرف الحق والہدیٰ والدین احمد یحییٰ منیری اللہ سب مسلمانوں کو ان کی لمبی بقا سے برخوردار کرے، ان کی جوہر برسانیوالی زبان

---

[1] یہ تصنیف ۱۳۲۱ھ میں مطبع احمدی پٹنہ میں طبع ہو چکی ہے

تا روندگان راہ حق را بمطالعۂ ایں مجموعہ کہ مخ المعانی است، قوتے و زادے در سیر و سلوک حاصل گردد و نشستگان مسند مشاہدہ را مزدے فزونی در یافت مراد ظاہر شود. و بے چارہ گاہیکہ در ظلمت تفرقہ اند نعمت جمعیتے ⁂

سے سمع قاصر اور فہم ناقص سے سنے اور سمجھے گئے کتاب میں لایا گیا ہے، تاکہ حق کی راہ چلنے والوں کو اس مجموعہ کے مطالعہ سے جو مخ المعانی ہے سلوک کی سیر میں قوت اور توشہ حاصل ہو اور مشاہدہ کے مسند پر بیٹھنے والوں کے لئے مراد کے معلوم کرنے میں بڑھنے والی پونجی ظاہر ہو اور جو بیچارے تفرقہ کی اندھیاری میں ہیں انہیں جمعیت کی نعمت جلوہ دکھائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل امجاد کے طفیل ⁂

مجلس اول اس مجلس میں کتاب ریاحین[1] کے حوالے سے حضرت مخدوم رح نے حضرت علی رض سے مروی حدیث پیش کیا ہے جس میں ماہ رجب کے روزہ کی فضیلت ہے، نیز اس حدیث کے معنی کہ "شیطان در ماہ رمضان مقید می شود"، "وجہ تسمیہ شہور و ایام"، لیلۃ الرغائب وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے۔

مجلس دوم اس "تا سوختہ نہ گردی ساختہ نہ گردی"، جب تک توسوختہ (محبت) نہ ہو ساختہ (محبت) نہ ہو ⁂ کے مفہوم پر روشنی ڈالی ہے ⁂

مجلس سوم سکندر خاں خادم خاص نے مخدوم جہاں سے دریافت کیا کہ قرآن کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں۔ اپنے اولاد کو قرآن شریف پڑھانے کی فضیلت ہے پھر فرمایا کہ:-

نقل است در کتابہا کہ چہار چیز است کہ نظر کردن دراں عبادت است یکے نظر کردن در مصحف، دیگر نظر کردن در روئے عالم، دیگر نظر کردن در خانۂ کعبہ دیگر نظر کردن مادر و پدر ⁂

کتابوں میں لکھا ہے کہ چار چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے، قرآن مجید کو دیکھنا، روئے عالم کو دیکھنا، خانۂ کعبہ کو دیکھنا، اور ماں باپ کو دیکھنا ⁂

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

---

[1] ریاحین، بستیاں۔ ترغیب الصلوٰۃ۔ وسیلۃ القلوب۔ تمہیدات ابی شکور ملفوظ حضرت قطب الدین بختیار (نصاب الاخیار)

مجلسِ چہارم

در ترغیب الصلوٰۃ آوردہ است
چوں دعا کردے سہ بار دعا کردے ⁂

ترغیب الصلوٰۃ میں ہے جب دعا فرماتے تین
بار فرماتے ⁂

مجلسِ پنجم

کنت لہ سمعا و بصرا و لسانا و یدا و رجلا میں
اس کی شنوائی اور بینائی اور ہاتھ اور زبان اور پاؤں ہو جاتا
ہوں) اس مجلس میں اس کی بہترین تفسیر فرمائی ہے ۔

مجلسِ ششم

دست شستن قبل از طعام برائے تعظیم طعام
است ۔ تطابق بین الحدیثین ⁂

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا تعظیم طعام کے لئے
ہے ۔ دو حدیثوں کی تطبیق ⁂

مجلسِ ہفتم

حقیقت ایمان نزدیک فقہاء و متصوفین ⁂

فقہا اور متصوفین کے رو سے ایمان کی حقیقت ⁂

مجلسِ ہشتم

کتاب وسیلۃ القلوب مسطور است پانزدہم
ماہ رجب روزہ مریم و قصہ وجہ تسمیہ آں ⁂

کتاب وسیلۃ القلوب میں لکھا ہے : روزۂ مریم
پندرھویں تاریخ رجب کے مہینے کی اور اس
کی وجہ تسمیہ کا قصہ ⁂

کی وجہ تسمیہ کا قصہ ⁂

مجلسِ نہم

تاج الدین برادر زادہ ملک متصرف دعوتے
آوردہ بود ۔ مسئلہ شہادت و فضیلت آں
حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ
است لو لم تذنبوا لجاء اللہ بقوم
یذنبون ویستغفرون فیغفر لھم

تاج الدین برادر زادۂ ملک متصرف نے دعوت
لائی تھی، مسئلہ شہادت اور اسکی فضیلت بیان
کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ گناہ
نہ کرتے حق تعالیٰ دوسری قوم لاتا کہ وہ گناہ کرتے
پس حق تعالیٰ انہیں بخشتا اور بہشت میں بھیج دیتا

یدخلهم الجنة اگر شما گناہ نمی کردید حق تعالیٰ
قومے دیگر را آوردے کہ ایشان گناہ کردندے
پس حق تعالیٰ ایشان را بہا مرزیدے، و در
بہشت در آوردے .:. صوفی منیری نے
خوب کہا ہے ؎

کل ہم کرینگے عرض کہ رحمت کی
ہدیہ گناہ لائے ہیں انعام چاہیئے

جگر مرادآبادی نے اس طرح کہا ہے ؎

بھڑکا رہا ہوں آتش عصیاں چہار سمت
بہلا رہا ہوں رحمت پروردگار کو

بحث حدوث و قدم عالم مع ہیولیٰ .. ہیولیٰ کے ساتھ عالم کے قدیم اور حادث کی بحث
. . . . . . بحث قدم مادہ .:. . . . . . . قدم مادہ کی بحث .:.

مجلس دہم

جمعہ کی فضیلت اور اس روز دعا کا پڑھنا :-
جو شخص جمعہ کو رسول اکرم پر ۸۰ مرتبہ درود بھیجے تو اسی برس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہٖ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے سو ہزار گناہ معاف کر دیں گے .:.

مجلس یازدہم

معراج میں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیدار الٰہی کیا ہے یا نہیں، حضرت صدیق اکبر رضؓ کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھا ہے اور حضرت عائشہ کو فرمایا کہ نہیں دیکھا ہے، حقیقت حال پر مخدوم جہاں نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے .:.

مخدوم جہاں نے اسی مجلس میں فرمایا :-

اصل ایشاں در سوال سائل جواب برانداز حال او میگویند و نظیر ایں در کلمات مشائخ اینست کہ می آرند مردے از درویشے سوال کرد کہ ما الزھد او را جواب داد الزھد ترک المال دیگر بیا مد او نیز ازاں

ان کی اصل (یہ ہے) کہ سائل کے سوال کا جواب اس کے حال کے موافق دیتے ہیں، اور مشائخ کے فرمودات میں اس کی نظیر یہ ہے کہ ایک مرد نے کسی درویش سے سوال کیا ما الزھد (زہد کیا ہے؟) اسے جواب دیا الزھد ترک المال (زہد مال کے ترک کو کہتے ہیں)

درویش سوال کرد کہ ما الزھد جواب داد الزھد ترک الجاہ باز دیگرے آمد ہمیں سوال کرد کہ ما الزھد اورا جواب داد کہ الزھد ترک الشھوات واللذات اینک مسئلہ واحد وجواب دہندہ شخص واحد جواب مختلف، اکنوں اینجا ہمچنیں می گویند کہ یک بزرگ جواب ہر سائلے را براندازہ حال او گفت یکے را دید در حب مال مبتلا است وزہد از روئے لغت ترک است پس ہر اینہ در حق ہمیں آید،، الزھد ترک المال ٭

دوسرا آیا اس نے بھی اس درویش سے سوال کیا کہ (زہد کیا ہے) ما الزھد جواب دیا الزھد ترک الجاہ (زہد ترک جاہ کو کہتے ہیں) اس کے بعد دوسرا آیا اس نے بھی یہی سوال کیا کہ زہد کیا ہے، اس کو جواب دیا کہ زہد شہوات ولذات کے ترک کا نام ہے۔ یہ کیسی بات ہے کہ مسئلہ ایک جواب دینے والا شخص ایک، اور جواب مختلف، فی الوقت ان حالات میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ ہر سائل کا جواب بزرگ (مذکور) نے اس کے حال کے لحاظ سے دیا۔ ایک کو دیکھا کہ حب مال میں مبتلا ہے۔ اور زہد لغت کی رو سے ترک (کو کہتے) ہیں لہذا اس کے حق میں چارونا چار یہی کہنا پڑا کہ الزھد ترک المال (زہد ترک مال کو کہتے ہیں)

مجلس دوازدہم

شیخ معزالدین عرض داشت کہ بندگی مخدوم در مکتوبات خود فرمودہ اند کہ فردا قیامت ہمہ چیز از بندہ برخیزد، اما اندوہ وطلب حق بر نہ خیزد و پس ہر گاہ کہ اندوہ وطلب در بہشت باشد آرد کہ اندوہ طلب در بہشت موجب است چنانکہ در شاید ٭

شیخ معزالدین نے عرض کیا کہ بندگی مخدوم نے اپنے مکتوبات میں فرمایا ہے کہ کل قیامت کو بندہ سے تمام چیزیں الگ ہو جائیں گی لیکن اندوہ (محبت الٰہی کا غم) اور طلب حق الگ نہ ہوگا، پس لمحہ بہ لمحہ بہشت میں جو اندوہ طلب ہو گا لائے گا۔ کیونکہ اندوہ طلب بہشت میں موجب ہے ٭

مجلس سیزدہم

ذکرے در علم افتادہ بود، بیچارہ عرض داشت کہ در مکتوب بندگی مخدوم رفتہ

علم کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس بیچارہ نے عرض کیا کہ بندگی مخدوم نے مکتوبات میں تحریر فرمایا

است کہ علم دو نوع است، کسبی و غیر کسبی اما غیر کسبی چنانکہ در سینہ ہائے مر انبیاء را بود بوحی و در سینہ ہائے اولیاء بالہام و در سینہ ہائے مریداں از پیراں بعد ازاں فرمود اکنوں ایں کہ از سینہ ہائے پیراں در سینہ ہائے مریداں حاصل آید بواسطۂ لسان باشد یا بغیر واسطۂ لسان، فرمود بواسطۂ لسان بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فرمود کہ علمے کہ بواسطۂ لسان پیراں علم از سینہ ہائے ایشاں بسینہ ہائے مریداں حاصل می آید، اما در سینہ ہائے پیراں ہر چہ می رود ہمہ بالہام از ینجا است کہ علمائے ظاہر خبر، نقل ہر چہ ایشاں بالہام خود گویند و بفرمائید تسلیم ندارند زیراکہ ایشاں راہماں علم کسبی است و درسی است ::

تمام علم کسبی اور کتابی ہے ::

علم دو نوع است کسبی و غیر کسبی. علم سینہ بہ سینہ. بعد ازاں فرمود کہ بغیر بیان زبانی ہم سخن گفتہ اند سینہ بہ سینہ زبان را خبر نہ. چنانکہ حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم در حق صدیق اکبر رضی اللہ تعالے فرمودہ اند: ما صَبَّ اللّٰہُ شَیْئًا فی صدری الا وقد صَبَبْتُ فی صدر ابی بکر ایں از سینہ بہ سینہ بود و زبان درمیان نہ. اما ایں را مریدے باید چوں ابابکر صدیق رض

ہے کہ علم دو طرح کے ہیں، کسبی اور غیر کسبی. مگر غیر کسبی اس طرح کہ انبیاء کے سینوں میں بذریعہ وحی ہوتے ہیں اور اولیاء کے سینوں میں بذریعہ الہام. جب کہ مریدوں کے سینوں میں پیروں کے واسطے سے در آتے ہیں، اس کے بعد ہے کہ پھر پیروں کے سینے سے مریدوں کے سینوں کو بواسطہ لسان حاصل ہوتے ہیں یا بغیر واسطہ لسان. فرمایا ہے کہ بواسطۂ لسان! (اس پر) بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ جو علم کہ مریدوں کے سینوں میں پیروں کے سینے سے ان کی زبان کے ذریعہ داخل ہوتا ہے وہ پیروں کے سینوں میں بذریعہ الہام داخل ہوتا ہے اسی سبب سے علمائے ظاہر جو حاملین خبر، نقل ہیں اسے تسلیم نہیں کرتے جو یہ حضرات اپنے الہام کی رو سے کہتے ہیں، کیوں کہ ان کا

علم کی دو قسمیں ہیں، کسبی اور غیر کسبی علم سینہ بہ سینہ. اس کے بعد فرمایا، زبان سے ظاہر کئے بغیر بھی لوگوں نے گفتگو کی ہے سینہ بہ سینہ کہ زبان کو (مطلق) خبر نہیں، جیساکہ حضرت رسالت مآب صلعم نے صدیق اکبر رض کے حق میں فرمایا ہے. میرے سینے میں اللہ نے جو کچھ ڈالا وہ سب میں نے ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا. مگر مرید چاہئے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ جیسا . . . .

. . . .

و پیر ے چوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در پیری نہ در نبوت ۔ :.

اور پیر ہو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا پیری میں نہ کہ نبوت میں :.

مجلس چہاردہم | معنی حدیث :-

کل مولود یولد علی فطرۃ
ای علی الاسلام ۔

حدیث :- ہر نوزائیدہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے ۔ کے معنی (بتائے گئے)

مجلس پانزدہم

در ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار دیدہ ام مثنویات : بعد ازاں فرمود کہ از حضرت بے نیازی ہمچنیں خیزد بندگی مخدوم چوں بر ایں حرف رسید بر لفظ مبارک راند کہ ایں جا عالماں را علم کم و عارفاں را معرفت کم و عاقلاں را عقل کم و مطیعاں را اطاعت کم و زاہداں را زہد کم و عابداں را عبادت کم زہے سرگردانی و کارے مشکل ایں و ایں مثنویات بر زبان راند

خواجہ قطب الدین بختیار کے ملفوظات میں مثنویاں میں نے دیکھی ہیں ۔ اس کے بعد فرمایا اس بے نیازی کی بارگاہ سے ایسا بھی صادر ہوتا ہے ۔ بندگی مخدوم جب اس حرف پر پہنچے تو لفظ مبارک (زبان سے) نکلا کہ اس جگہ عالموں کو علم کم، عارفوں کو معرفت کم، عاقلوں کو عقل کم، مطیعوں کی اطاعت کم، زاہدوں کا زہد کم، عابدوں کی عبادت کم! بڑی سرگردانی اور مشکل کام ہے، اور یہ مثنویات زبان پر جاری ہوگئیں :.

مجلس شانزدہم

فاضل ترین ذکر لا الہ الا اللہ است ۔ از عبداللہ طرائفی نقل است انبیاء معصوم اند اولیاء محفوظ، اگر مرید در نماز نفل بود و پیر وے را بخواند باید کہ نماز قطع کند و پیر را جواب دہد ۔ ذکری در نسبت خرقہ افتادہ بود ــــ بعد ازاں فرمود

لا الہ الا اللہ فاضل ترین ذکر ہے عبداللہ طرائفی سے نقل ہے کہ انبیاء معصوم اولیاء محفوظ ہیں، اگر مرید نفل نماز میں ہو، پیر بلائے، نماز توڑ کر پیر کو جواب دینا چاہئے، خرقہ کی نسبت کا ذکر آ گیا ــــ اس کے بعد فرمایا کہ کام (کشود) کسی ایک سے مختص نہیں

کہ کار مختص بکسے نیست تا شجرہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ دیدہ شدہ است کہ از ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ می رسد۔ در تمہیدات ابی شکور است کہ انکار قرأت سبعہ کفر است ؛

ہے، یہاں تک کہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ دیکھا گیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ تمہیدات ابی شکور میں ہے کہ قرأت سبعہ کا انکار کفر ہے ؛

مجلس ہفتدہم

سوم تاویل آنست کہ الظالم طالب الدنیا والمقتصد طالب العقبیٰ والسابق طالب المولیٰ ؛ یعنی ظالم طالب دنیا است ومقتصد طالب آخرت ست وسابق طالب مولیٰ است

ظالم طالب دنیا ہے، اعتدال پسند طالب آخرت اور (خیر کے معاملے میں) مسابقت کرنے والا طالب مولیٰ ؛

مجلس ہیزدہم

پوشیدن لباس لال - چنانکہ مزامیر و کرصورت شیطان می گویند، البلاۃ من الایمان کی تشریح

امام شعبی کا قول لال رنگ پہننا جیسا کہ مزامیر اور اس کے اور اقسام کو شیطانی صورت کہتے ہیں - غیرت ایمان کا جز ہے ؛

مجلس نوزدہم

از حاضران مجلس شریف عرضداشت کہ سیاست بالمال وتعذیر بالمال چہ معنی دارد۔ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فرمود کہ سیاست بالمال ہم آمدہ است و تعذیر بالمال ہم آمدہ است ؛

حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ سیاست بالمال اور تعذیر بالمال کے کیا معنی ہے بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ :- تعذیر بالمال بھی آیا ہے اور سیاست بالمال بھی ؛

مجلس بست

تجدید بیعت درمیان مشائخ :- مشائخ کے نزدیک تجدید بیعت

الغرض چوں ہر یکے بیعت می کردند مردے یک بار بیعت کردہ بود، دوم بار ہماں زماں باز آمد التماس نمود کہ یا رسول اللہ علیہ السلام باز بیعت خواہم کرد ۔ رسول اللہ علیہ السلام فرمود کہ تو ہمیں ساعت بیعت کردہ رفتی ۔ گفت یا رسول اللہ تجدید بیعت می کنم بعدہٗ دوم بار بیعت کرد، بندگی مخدوم عظمۃ اللہ چوں مرایں حرف رسید بر لفظ مبارک راند کہ بہ تجدید بیعت درمیان مشائخ رحمہم اللہ ازینجا است ۔ المقصود چوں امیر المومنین عثمان غائب بودند رسول اللہ علیہ السلام ہر دو دست مبارک خود فراز کرد، بدست راست اشارہ فرمود کہ ایں دست من است و بدست چپ اشارہ فرمود کہ ایں دست عثمان است، دست چپ بر دست راست نہادند ⁘

وگویند وقتے خواجہ ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ می گفت امروز خلق چار چیز می طلبند اما نہ ہماناں کہ یابند مریدے پرسید آں چہار چیز کدام اند۔ گفت یکے لقمہ حلال، دوم یار موافق، سوم طاعت بے ریا، چہارم عالم بے طمع۔ مرید گفت

الغرض ہر ایک بیعت کرتے تھے ایک شخص ایک بار بیعت کر کے گیا۔ اسی وقت پھر آ کر التماس کیا کہ یا رسول اللہ علیہ السلام میں پھر بیعت کروں گا۔ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ابھی تو بیعت کر کے گئے ہو۔ کہا: یا رسول اللہ تجدید بیعت کرتا ہوں، پھر دوسری بار بیعت کی۔ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ جب اس بات پر پہنچے مبارک بات کہی کہ تجدید بیعت مشائخ رحمہم اللہ میں یہیں سے ثابت ہے۔ المقصود جب امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ غائب تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا دونوں مبارک ہاتھ سیدھا کیا۔ دائیں ہاتھ کو اپنا ہاتھ بتایا، اور فرمایا بایاں ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے، پھر بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا ⁘

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ آج خلق چار چیز چاہتی ہے لیکن یہ ملتی نہیں، کسی مرید نے پوچھا وہ چار چیزیں کونسی ہیں، کہا ایک لقمۂ حلال، دوسرے خیر خواہ دوست، تیسری بے ریا طاعت چوتھی بے طمع عالم۔ مرید نے کہا: آج میں نے یہ

من ایں چہار چیز یافتہ ام ۔ گفت چہ گونہ ۔
گفت امروز لقمہ حلال خشم است و یار
موافق قرآن است و طاعت بے ریا
تفکر است و عالم بے طمع علام الغیوب
است ۔ گفت اے فرزند آں گاہ ترا
ہیچ احتیاج نماند ـــــ مسئلہ در
سلام ۔ در مصابیح است تشبہ سلام بہ یہود
و نصاریٰ بانگشت است ۔ تشریح
کادین لمن لاشیخ لہ و من لا استاذ
لہ فاستاذ الابلیس ـــــ نماز
فقرا دیگر است و نماز علمار دیگر ، شیخ جلال
الدین فرمود کہ نماز فقرار دیگر است و نماز علمار
دیگر است ۔ علمار تا روئے بقبلہ نیارند نماز
نہ گذارند ، و فقرار تا عرش خداوند نہ بینند
نماز نہ گذارند ، بیچارہ عرضداشت کہ ادنیٰ
درجہ حضور در نماز طریقت چیست ؟ فرمود
اگر حضور دیگر نہ باشد ادنیٰ ایں ۔ آں مقدار
باید کہ بداند حق تعالےٰ می بیند و گر حق را من
نمی بینم ، حق تعالےٰ مرا می بیند و بر من مطلع
است ۔ اطلاع حق بر خود در دل بدارد ؛

چار چیزیں پالی ہیں ۔ پوچھا کیسے ؟ کہا آج لقمہ حلال
غصہ ہے ۔ اور خیر خواہ دوست قرآن مجید ہے
اور طاعت بے ریا تفکر ہے اور بے طمع عالم
علام الغیوب (خدائے تعالےٰ) ہے ۔ کہا اے
فرزند اب نہیں کوئی حاجت نہیں رہی ۔
ـــــ (اس کے بعد فرمایا) سلام کا مسئلہ
مصابیح میں ہے کہ یہود و نصاریٰ سے سلام
کی مشابہت انگلی کے ذریعہ ہے ـــــ
(پھر اس بات کی تشریح ہوئی کہ) جس کا شیخ
نہیں اس کا دین نہیں اور جس کا استاد نہیں
اس کا استاذ ابلیس ہے ـــــ (پھر اس
مسئلہ پر گفتگو ہوئی کہ) فقرار کی نماز اور ہے اور
علمار کی نماز اور ـــــ (چنانچہ) شیخ جلال
الدین نے فرمایا کہ نماز فقرا دوسری ہے اور نماز
علمار دوسری ۔ علمار جب تک قبلہ رو نہیں ہوجاتے
نماز ادا نہیں کرتے ۔ اور فقرا جب تک عرش
الٰہی نہیں دیکھ لیتے نماز ادا نہیں کرتے ، اس بیچارہ
نے عرض کیا کہ نماز طریقت میں حضور کے اعتبار
سے ادنیٰ چیز کیا ہے ۔ فرمایا کہ اگر حضور کے دوسرے
(لوازمات) نہ ہوں تو ادنیٰ مقدار اس کا اتنا تو
چاہیئے کہ جانے کہ حق تعالےٰ دیکھتا ہے ۔ اگرچہ میں حق تعالیٰ کو نہیں دیکھتا ۔ لیکن
حق تعالیٰ مجھے دیکھتا ہے اور مجھ پر مطلع ہے ۔ حق تعالیٰ کی اطلاع پر اپنے دل کو
(آگاہ) رکھے ؛

مجلس بست و یکم ۲۱

در ایمان ابوطالب داشت ـــــ شیخ

ایمان ابوطالب کے سلسلہ میں ـــــ شیخ

معزالدین عرض داشت کہ قابلیت از جانب مرید شرط باشد، فرمود کہ از جانب مرید چہ قابلیت می باید. قابلیت او ہمیں باید کہ محروم ازلی نباشد، اگر محروم ازلی باشد پس نہ اینجا مددی و نہ مددینی و محمد رسول اللہ کہ عالم و آدم برائے او پیدا آورند با چنداں رغبت کہ در ایمان ابو طالب داشت نتوانست کہ باز گرداند ہم از آنکہ محروم ازلی بود ؞

معزالدین نے عرض کیا کہ مرید کی جانب سے قابلیت شرط ہے کیا؟ فرمایا کہ مرید کی جانب سے کیا قابلیت چاہیئے۔ اس کی قابلیت بس اتنی چاہیئے کہ محروم ازلی نہ ہو۔ اگر محروم ازلی ہے تو یہاں نہ کوئی مدد ہے نہ ہدایت۔ محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) جن کے لئے عالم و آدم پیدا کئے گئے۔ چنداں رغبت کے باوجود جو آپ ایمان ابو طالب کے سلسلے میں رکھتے تھے انہیں نہ پھیر سکے کیونکہ وہ (ابو طالب) محروم ازلی تھے ؞

مجلس بست و دوم ۲۲

مولانا زین الدین حافظ برادر مولانائے ما در علم موسیقی دستے تام داشت بخوش خوانی معروف بود. سلطان شمس الدین عاشق خواندی او بود و او را امام خود گردانید ——— ذکر می در خدمت پیراں افتاد بود

ہمارے مولانا کے بھائی مولانا زین الدین حافظ علم موسیقی میں کامل مہارت رکھتے تھے اپنی خوش گلوئی کے لئے مشہور تھے، سلطان شمس الدین ان کے گانے پر عاشق تھا، اور ان کو اپنا استاد مانتا تھا ——— (اس کے بعد) پیروں کی خدمت کا ذکر چل پڑا

مجلس بست و سوم ۲۳

در بحث علم تعبیر ——— دیدن بزرگان دین.

نقل است از محمد ابن سیرین کہ گفت خواب بر سہ نوع است یکے حدیث نفس است دوم تخویف شیطان است سوم بشیر است من اللہ تعالے

تعبیر کے علم کی بحث میں ——— بزرگان دین کو دیکھنا ؞

محمد ابن سیرین سے نقل ہے کہ انہوں نے کہا کہ خواب کی تین نوعیتیں ہیں۔ ایک نفس کی بات ہے۔ دوسرے شیطان کا ڈرانا تیسرے اللہ تعالےٰ کی جانب سے بشارت

پس ہر آئینہ ہر کہ ببیند خیرے را کہ او را خوش نہ باشد پس باید کہ بر کسے نہ گوید و برخیزد و وضو کند و دو رکعت نماز بہ گذارد و بر ہیچ زباں نہ بود و ازیں جا است کہ امام ابویوسف را پرسید ند از مسئلہ خواب فرمود :.

پس جب کبھی کسی بات کو دیکھے جس سے وہ خوش نہ ہو تو چاہئے کہ کسی سے نہ کہے اور اٹھ کر وضو کرے اور دو رکعت نماز ادا کرے اور اسے زبان پر نہ لائے۔ اسی ضمن میں امام ابویوسف سے لوگوں نے مسئلہ خواب پوچھا فرمایا :.

مجلس بست و چہارم

خواجہ صنعاں رحمۃ اللہ ہم چنیں آوردہ است

خواجہ صنعاں رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح نقل کیا ہے

مجلس بست و پنجم

در سجدۂ تلاوت افتادہ بود، قاضی بہاری عرض داشت کہ در سجدۂ تلاوت ہم طہارت تن و جامہ و جائے فریضہ است یا نہ :.

سجدۂ تلاوت کے سلسلے میں بات چل پڑی۔ قاضی بہاری نے پوچھا کہ سجدۂ تلاوت میں بدن کپڑے اور جگہ کی پاکیزگی ضروری ہے یا نہیں :.

مجلس بست و ششم

مولانا زین الدین برادر مولانا کاکا را قرآن یاد بود، در جلد تفسیر امام زاہد بنشتہ است بعد ازاں آں جلد از کتاب خانہ معظم بارانند و عین عبارت حدیث از انجا بر لفظ مبارک راند. فرمود کہ در اوراد در شب قدر دوازدہ رکعت نماز آمدہ است۔ در ہر رکعتے الحمد للہ یک بار و انا انزلنا سہ بار و قل ہو اللہ ده بار و صد گان بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ و اللہ اکبر تا ہزار و بست و دو بست بار شود جلد ریاحین بدست یارے بود بدو اشارہ

مولانا کاکا کے بھائی مولانا زین الدین کو قرآن یاد تھا انہوں نے کہا امام زاہد کی تفسیر کی جلد میں لکھا ہے۔ اس کے بعد اس جلد کو کتاب خانہ معظم سے اٹھا لائے اور حدیث کی عین عبارت پڑھی فرمایا کہ شب قدر کے اوراد میں بارہ رکعت نماز آتی ہے ہر رکعت میں الحمد للہ ایک بار انا انزلنا تین بار قل ھو اللہ دس بار اور کئی سو بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر تاکہ دو ہزار بیس بار ہو جائے۔ ایک صاحب کے ہاتھ میں ریاحین کا نسخہ تھا، اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ

شد کہ دریں چہ آوردہ است و آں محل کشید و خواندن گرفت بحدیثے دو رکعت و قرأۃ در وے در ہر رکعتے فاتحہ یکبار و انا انزلنا یکبار و سورۂ اخلاص بست و پنج بار چوں سلام دہد صد بار استغفار گوید و صد بار درود گوید پس آں بندہ شب قدر دریافتہ باشد و صیام و قیام آں قبول افتد :.

اس میں کیا لکھا ہے ۔ اور اس کی ورق گردانی کر کے ایک جگہ پڑھا ۔ ایک حدیث میں دو رکعت اور ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار، انا انزلنا ایک بار اور سورۂ اخلاص پچیس بار پڑھنا آیا ہے، پھر یہ کہ جب سلام پھیرے تو استغفار سو بار، اور درود سو بار پڑھے ۔ پس اس بندہ نے شب قدر کو پایا ۔ اور اس کا روزہ و نماز قبول ہوا :.

مجلس بست و ہفتم

ذکر پیران غیب ـــــ مسئلہ عالم غیب

فرمود کہ پیران غیب می گویند کہ یک گروہ سی صد اند کہ ایشاں را نقبا می گویند دیگر ہفتاد اند کہ ایشاں را نجبا می گویند و دیگر چہل اند کہ ایشاں را ابدال می گویند و دیگر ہفت اند کہ ایشاں را اخیار گویند و دیگر پنج اند کہ ایشاں را عماد می گویند یعنی ستون عالم اند دیگر سہ اند کہ ایشاں را اوتاد گویند یعنی میخ عالم و یکے است کہ آں را قطب گویند :.

پیران غیب کا ذکر ـــــ عالم غیب کا مسئلہ

فرمایا کہ پیران غیب کا ایک گروہ تین سو افراد پر مشتمل ہے انہیں نقبا کہتے ہیں ۔ دوسرا گروہ ستر افراد کا ہے انہیں نجبا کہتے ہیں (تیسرا) گروہ چالیس افراد کا ہے انہیں ابدال کہتے ہیں (چوتھا) گروہ سات افراد کا ہے انہیں اخیار کہتے ہیں (پانچواں) گروہ پانچ افراد کا ہے، انہیں عماد کہتے ہیں ۔ یعنی یہ حضرات ستون عالم ہیں ۔ ان کے علاوہ تین وہ ہیں جنہیں اوتاد کہتے ہیں یعنی میخ عالم (دنیا کے کھونٹے) اور ایک وہ ہے جسے قطب کہتے ہیں :.

مجلس بست و ہشتم

خواب عاشورہ ـــــ ذکری در تعظیم سیداں افتادہ بود ـــــ فرمود از جہت نسب کسے را تعظیم واجب نیست مگر فرزنداں پیغمبراں را و مشائخ

دسویں محرم کی رات کا خواب ـــــ سادات کی تعظیم کا ذکر آپڑا ـــــ فرمایا نسب کے سبب سے کسی کی تعظیم ضروری نہیں ۔ مگر پیغمبروں کی اولاد اور مشائخ (صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین)

را صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کہ بمجرد نسب
ایشاں را تعظیم کنید۔ اگرچہ در ایشاں علمے
و اہلیتے نباشد۔ برائے تعظیم ایشاں را
ہماں نسب ایشاں پسندیدہ است
عداوت با فرزندان رسول کفر است

فرمود روز عاشورہ شش رکعت
نماز آمدہ است در ہر رکعتے فاتحہ یکبار
والشمس و انا انزلناہ و اذا زلزلت
الارض و قل ھو اللہ و معوذتین
ایں ہمہ رایکاں بار خواند چوں از نماز فارغ
شود سر بہ سجدہ نہد ہفت بار قل یا
ایھا الکفرون بخواند و حاجت خواہد روا
باشد آنگاہ گفت کہ در اوراد ہاست
ہر کہ در روز عاشورہ ہفتاد بار بگوید:۔
حسبی اللہ نعم الوکیل حق تعالیٰ
او را بیامرزد ـــ مولانا جمال الدین
خواہر زادہ خدمت مولانا علاؤ الدین
مرحوم ـــ انکار کتاب سنت و
اجماع کفر است ـــ تا طعام
بروح پاک ایشاں بدہند ؛

کی اولاد محض ان کے نسب کی بنا پر کرو اگرچہ
ان میں کچھ اہلیت اور علم نہ ہو۔ ان کی تعظیم
کے لئے ان کا یہی نسب پسندیدہ کافی ہے
رسول کی اولاد سے عداوت کفر ہے۔

؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

فرمایا عاشورہ کے دن چھ رکعت
نماز آتی ہے۔ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار
والشمس و انا انزلناہ و اذا زلزلت
الارض و قل ھو اللہ و معوذتین
ایک ایک بار پڑھیں۔ جب نماز سے فارغ
ہو سر سجدہ میں رکھ کر قل یا ایھا الکفرون
سات بار پڑھیں اور حاجت چاہیں پوری
ہوگی۔ اسی وقت کہا اوراد میں ہے کہ جس
کسی نے حسبی اللہ نعم الوکیل ستر
بار پڑھا حق تعالے نے اسے بخش دیا۔

حضرت مولانا علاؤ الدین کے بھانجے
مولانا جمال الدین ـــ قرآن و حدیث
اور اجماع انکار کفر ہے ـــ
ان کی روح پاک کے لئے کھانا ہدیہ (ثواب)
کریں ؛

مجلس بست و نہم

۴۱ بار سورۃ فاتحہ با بسم اللہ الرحمن الرحیم
بخواند کہ مرد بدمد حق تعالیٰ او را شفا بخشد
و صحت یابد ـــ در مسئلہ محبت عقل را
مدخل نیست ـــ مسئلہ رویت باری تعالیٰ

۴۱ بار سورہ الحمد بسم اللہ الرحمن الرحیم کے
ساتھ۔ یہاں تک پڑھے کہ اس پر پھونکے حق
تعالے اس کو عافیت اور صحت بخشے ؛ محبت
کے مسئلہ میں عقل کو دخل نہیں ؛ اللہ تعالے کی

وجواب اعتراض معتزلہ ∴ روئت کا مسئلہ اور معتزلہ فرقہ کے اعتراض کا جواب

مجلس سی ام

حدیث براء بن عازب ∴ حدیث قتادہ رضی اللہ عنہ

براء بن عازب کی حدیث ∴ قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

مجلس سی و یکم

محب اور محبوب کے فرق کو بتایا ہے اور اسکی وضاحت کی ہے ∴

مجلس سی و دوم

نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ پر روشنی ڈالی ہے ∴

عزیزے مسافرے از زمیں بخارا در مجلس، شریف حاضر بود ∴

زمین بخارا کا ایک مسافر بے چارہ مجلس شریف میں حاضر تھا ∴

مجلس سی و سوم

تفصیل اصطلاح رجوع و مقام توبہ و بعدہ زاہد است۔ بعد ازاں فرمود کہ ہر کہ در فنائے خود مشغول شد در زماں لطیف ہمہ را برہم زد و بشکست واینک می رود ایں را رہ کھڑکی گویند چنانچہ سرائے باشد باور در زبان و کھڑکی ہم باشد۔ بعضے متصوفہ چنیں گفتہ اند کفر سہ کفر است۔ کفر محمدی، کفر ابلیس و کفر حق۔ و کفر حق ہمیں کفر حقیقی است

اصطلاح رجوع اور توبہ کے مقام کی تفصیل اور اس کے بعد زہد کا مقام ہے . . . . . اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص اپنی خودی گم کرنے میں مشغول ہوا۔ اچھے وقت میں ماسوئی کی شکست و ریخت کی اور اب روش میں ہے اس کو کھڑکی کی راہ کہتے ہیں جیسے سرائے ہو اور دربان اور کھڑکی بھی ہو۔ بعضے متصوفہ نے یوں کہا ہے۔ کفر کے تین درجے ہیں،، کفر محمدی، کفر ابلیس، کفر حق اور کفر حق ہی حقیقی کفر ہے

مجلس سی و چہارم

آداب مریداں —— اگر گوید در آتش در رو، باید کہ بے تردد در رود و اگر گوید در دریا رو باید کہ بے تردد در رود کہ پیراں ہر چہ گویند از دیدہ گویند۔ از خواجہ ابوالقاسم حکیم نقل

مریدوں کے آداب —— اگر کہے آگ میں پھاند جا بے تردد پھاند جائے۔ یا کہے دریا میں کود بے تردد کود جائے۔ پیراں جو بھی کہتے ہیں (دیدہ بینش) سے کہتے ہیں۔ خواجہ عبدالقاسم حکیم سے نقل ہے۔ منصور

است ۔ متعلق منصور حلاجؒ کہ خواجہ عبد اللہ حفیفؒ او را عالم ربانی گفتہ است عصمت در پیراں شرط نیست بعد وفات صلعم کور شدن صحابہ عبد اللہ انصاریؓ لعنت کردن بر یزید علماء را اختلاف است ::

حلاجؒ کے بارے میں خواجہ عبد اللہ حفیف نے ان کو عالم ربانی کہا ہے ۔ معصوم ہونا پیروں کے بارے میں شرط نہیں ہے ، عبد اللہ انصاری صحابی کا بعد وفات صلعم اندھا ہونا ، یزید پر لعنت کرنے میں علماء کا اختلاف ہے ::

مجلس سی و پنجم

تعبیر خواب جانوراں دیدن —— در عذاب قبر بعضے متصوفہ ہم چنیں گفتہ اند کہ صفات مذمومہ او را تمثیل بجانورے می کنند ::

خواب کی تعبیر میں جانوروں کو دیکھنا —— بعضے متصوفہ نے عذاب قبر کو اس طرح بھی کہا ہے کہ اس کو اس کی بری صفتیں اس جانور کی شکل کر دیتے ہیں جس جانور کی صفت کا غلبہ ہو ::

مجلس سی و ششم

تفسیر آیت فمن اتقیٰ و اصلح

آیت فمن اتقیٰ و اصلح کی تفسیر

مجلس سی و ہفتم

در حیات و ممات و بعث افتادہ بود ::

زندگی اور موت (عالم مثال) اور موت کے بعد دوبارہ زندگی (حشر) کی بات آپڑی ::

مجلس سی و ہشتم

بالائے بام انبار خانہ بعد نماز خفتن بدولت جلوس فرمودہ بودند ۔ قبر ابراہیم در بیت المقدس است ۔ امامت نماز دلیل خلافت ابوبکرؓ است ۔ ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ بروح رسول علیہ السلام طعام ساختند و طعام آں مقدار ساختند کہ تمامت مدینہ را بس کرد شور افتاد کہ امروز چیست

انبار خانہ کے کوٹھے پر عشاء کی نماز کے بعد دولت جلوس فرما تھے ۔ ابراہیم رضؓ کی قبر بیت المقدس میں ہے ۔ نماز کی امامت ابوبکر رضؓ کی خلافت کی دلیل ہے ۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول علیہ السلام کی روح کے لئے کھانا تیار کیا ۔ اور اتنا بنایا کہ پورے شہر مدینہ کو کافی ہو گیا ۔ اہل مدینہ میں غلغلہ ہوا ۔ آج یہ کیا ہے ؟ لوگوں

گفتند: الیوم عرس رسول اللہ
الیوم عرس رسول اللہ صلعم
تحقیق لفظ مشاہدہ، مکاشفہ، معائنہ مشاہدہ

نے کہا: الیوم عرس رسول اللہ
الیوم عرس رسول اللہ صلعم
(آج اللہ کے رسول کا عرس ہے آج اللہ کے رسول کا عرس ہے)

مجلس سی و نہم ۳۹

درعوارف ہمچنیں آوردہ اند کہ رقص رسول اللہ و رقص معہ باصحاب، او بچہ معنی باشد ایں رقص رسول علیہ السلام و یاران او . . . . بعدہ یارے بیتے بخواند: فتواجد رسول اللہ و یسقط رداؤہ ∴

عوارف میں یوں ہے کہ رسول اللہ نے رقص فرمایا اور اصحاب نے آپ کے ساتھ رقص کیا۔ رسول علیہ السلام اور ان کے یاروں کا رقص کس معنی پر ہوگا . . . . اس کے بعد ایک دوست نے ایک بیت پڑھی۔ رسول اللہ نے تواجد فرمایا اور آپکی چادر گر پڑی

مجلس چہلم ۴۰

بعد از نماز عید بدولت بزیارت قبر ہمشیرہ خود رنج آوردہ بعد از فراغت زیارت در مقبرہ شیخ رستم بیاید، بعد از زیارت زمانی ہمانجا جلوس فرمود ∴

عید کی نماز کے بعد اپنی بہن کی قبر کی بدولت زیارت کو آئے۔ مقبرہ شیخ رستم میں زیارت سے فراغت کے بعد تشریف لائے۔ بعد زیارت زمانی وہیں جلوس فرما ہوئے ∴

مجلس چہل و یکم ۴۱

مناقب عین القضاۃ . . . بحث صفت باری تعالے کہ در تشبیہات پیدا شود تفسیر موتوا قبل ان تموتوا . . . بلکہ احکام دین مسلمانی ہم گشتہ است ∴

عین القضاۃ کے مناقب . . . صفات باری تعالے کی بحث مشابہت ظاہر ہوا . . . . بلکہ دین مسلمانی کے احکام بھی بدل جاتے ہیں . . . . . (مرگ (ارادی) اختیار کرو مرنے سے پہلے)

مجلس چہل و دوم ۴۲

در جنابت بشر افتادہ بود۔
خطائے بشری کے بیان میں۔

مجلس چہل و سوم ۴۳

حساب وکتاب فرشتگان، جملہ ملک معصوم اند، در جبر و اختیار ∴
فرشتوں کا حساب وکتاب، سب فرشتے معصوم ہیں، جبر و اختیار کے بیان میں۔

مجلس چہل و چہارم ۴۴

ذکری در قوال و سماع افتادہ بود... ہر لفظ مبارک راند کہ در عالم ہا رخدا مے لہر زدہ از موجودات عالم مطربے قوال می کند ∴

قوال (گویئے) اور سماع (مجلس) کی بات آپڑی تھی ارشاد فرمایا کہ بار موجودات عالم میں مطرب اور قوال کرتا ہے ∴

مجلس چہل و پنجم ۴۵

در کار طائفہ عازماں افتادہ بود ∴

عارفوں کی کاوش کی بات آپڑی تھی ∴

مجلس چہل و ششم ۴۶

ذکری در حمل ابیات افتادہ بودند ∴

شعروں کے (اعتباری) حمل میں بات آپڑی تھی ∴

مجلس چہل و ہفتم ۴۷

حکایت علی رضؓ بضمن آیت ان الذین ینفقون ∴

آیت ان الذین ینفقون کے تحت علی کرم اللہ وجہہ کا واقعہ ∴

مجلس چہل و ہشتم ۴۸

جوع صادق چیست و فضیلت آں، یعنی گرسنگی، در کبیرہ برادران یوسفؑ پیغامبر علیہ السلام افتادہ بود، قصہ محفل سماع بزمانہ جنیدؒ ∴

سچی بھوک کیا ہے اور اسکی اچھائی یعنی بھوکے رہنا برادران یوسف علیہ السلام کے گناہ کے حد کی بات آئی۔ حضرت جنیدؒ کے زمانے میں محفل سماع کا واقعہ ∴

مجلس چہل و نہم ۴۹

در شرح تعرف آوردہ است کہ جملہ جانوراں را بر چہار چیز علم است ∴

شرح تعرف میں ہے کہ تمام جانوروں کو چار چیزوں کا پورا علم ہے ∴

مجلس پنجاہم ۵۰

ذکری در فکر و مراقبہ افتادہ بود ∴

فکر (سوچ) اور مراقبہ (فکر میں ڈوبنے) کی بات آئی ∴

مجلس پنجاہ و یکم ۵۱

شیخ معز الدین تفسیر امام زاہد می گذشت ∴

شیخ معز الدین تفسیر امام زاہد کی گذر چکی ∴

مجلس پنجاہ و دوم ۵۲

بعد از نماز دیگر بالائے بام بدولت جلوس فرمودؒ

ظہر کی نماز کے بعد انبار خانہ کے کوٹھے پر دولت جلوس

آئندہ کہ می آمدند ہمانجا بہ پائبوس مشرف می شدند، ملک متصرف محمود عوض در مجلس شریف حاضر بود، برابراو دہ نفر قوال آمدہ بودند و سماع می گفتند۔ آخر چیزے ہندوی آغاز کردند۔ بعدازاں فرد داشت بندگی مخدوم بر لفظ مبارک راند کہ ہندوی سخن کشادہ و بازکردہ و در بیت خالی پارسی استعارتی و مناسبتی انگیختہ، اما ہندوی باز کردہ سخن او از حد برہنہ است و فتنہ انگیز۔ جواں را شنیدن از حد مشکل باشد۔

عطا فرما ہوئے، لوگ وہیں قدم بوسی کو آکر مشرف ہو رہے تھے۔ مجلس شریف میں ملک متصرف کے ساتھ دس قوال آکر گا رہے تھے، آخر میں ہندی گا کر ختم کیا۔ بندگی مخدوم سے مبارک الفاظ نکلے کہ ہندی کلام پھیلا ہوا اور کھلم کھلا اور خالص۔ فارسی (شعر) کے اشعار میں استعارہ اور مناسبت (بر) انگیختہ (نمایاں) ہے لیکن کھلم کھلا ہندی کلام حد برہنگی سے قریب ہے اور فتنہ انگیز ہے۔ جوان کو سننا مشکل ہے

از خط خام علیم الدین احمد ساکن ہیتوانہ بتاریخ بست و ہفتم شہر جمادی الاول ۱۲۷۹ھ سنہ تحریر فرمایا :۔

اس میں مندرجہ ذیل کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں :۔

ریاحین[1] ۔ بستان[2] مصنف ابو اللیث ۔ ترغیب[3] الصلوٰۃ ۔ وسیلۃ المطلوب[4]
تفسیر[5] زاہد ۔ ہدایہ[6] ۔ شاشی[7] ۔ مشارق[8] ۔ ملفوظ قطب الدین بختیار[9]
تمہیدات[10] ابی شکور ۔ مصابیح[11] ۔ نصاب[12] الاخبار ۔ ملفوظ شیخ معین الدین[13]
تفسیر کرمانی[14] ۔ تذکرۃ الاولیاء[15] ۔ عوارف[16] :۔

مرآۃ المحققین

امابعد! ایں مختصر کتابے است دربیان
معرفت نفس و علم خداشناسی و دیدن
و دانستن و لقائے حق سبحانہ، بواسطہ دیدن
و دانستن صنائع و بدائع و غرائب و
عجائب قدرت او در عالم ظاہر و عالم باطن
و شناختن آیات بینات او در آفاق و
انفس و ایں کتاب را مرات المحققین نام
نہادہ شد، جہت آنکہ مرأت آئینہ باشد
و خاصیت آئینہ آنست کہ چوں کسے را در
چشم نور باصرہ باشد و حواس روشن بود
آئینہ مصفا باشد چوں در وے نگرد خود را
تواند دید، ہمچنیں کسے را اعتقاد پاک باشد
. . . . . دریں کتاب نظر کند
خود را بتواند دیدن و از خود شناسی بخدا شناسی
بتواند رسیدن کقولہ علیہ السلام مَنْ
عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ
و ایں کتاب مختصر است بر ہفت باب :

امابعد! معلوم ہو کہ یہ مختصر کتاب ہے جس میں
معرفت نفس، علم خداشناسی، لقائے حق سبحانہ
آفاق و انفس کی کھلی نشانیوں کے ذریعہ حق تعالیٰ
کی شناخت اور عالم ظاہر و باطن میں
اس کی قدرت کے عجائب و غرائب اور
صنائع بدائع کو دیکھنے اور جاننے کے واسطے
سے اس (حق تعالیٰ) کو دیکھنے اور جاننے کا بیان
ہے۔ اس کتاب کا نام مرأت المحققین رکھا
گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرأت آئینہ کو کہتے
ہیں اور آئینہ کی خاصیت یہ ہے کہ جب کسی
کی آنکھ میں دیکھنے والا نور ہو، گردوپیش روشن
ہو اور آئینہ مصفا، تو وہ خود کو اگر، اس
پر ڈالے تو دیکھ سکتا ہے، جس کسی کا بھی
اعتقاد پاکیزہ ہو . . . . . اس
کتاب پر نظر ڈالے تو خود کو جان سکتا ہے
اور خود شناسی (کی راہ) سے خداشناسی
(کی منزل) تک پہنچ سکتا ہے، قول رسول
علیہ السلام ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ جس نے اپنے آپ کو پہچانا
اس نے خدا کو پہچانا)
یہ کتاب مختصراً سات ابواب پر مشتمل ہے :

باب اول

در بیان نفس طبیعی و نباتے و حیوانے و انسانے و قوتہائے ایشاں و خادماں ایشاں ∴

نفس طبیعی، نباتاتی، حیوانی اور انسانی نیز ان کی قوتوں اور ان کے خادموں کے بیان میں ∴

باب دوم

در آفرینش صورت موجودات :-

بدانکہ اول چیزیکے حق سبحانہ تعالےٰ بیافرید عقل کل بود کقولہ علیہ السلام اول ما خلق اللہ تعالیٰ العقل و عقل را سہ مرتبہ معرفت، کرامت کرد اول معرفت خود و دویم معرفت حق سیوم معرفت احتیاج او بحق ∴

صورت موجودات کی پیدائش کے بیان میں :-

معلوم ہو کہ پہلی چیز جسے حق سبحانہ تعالےٰ نے پیدا فرمایا عقل کل تھی جیسا کہ (حضور) علیہ السلام کا قول ہے اوّل ما خلق اللہ تعالیٰ العقل (اللہ تعالےٰ کی مخلوقات میں پہلی مخلوق عقل ہے) اور عقل کو معرفت کے تین درجے بخشے، پہلا اپنی معرفت، دوسرا حق کی معرفت، اور تیسرا اس کی اس ضرورت کی معرفت جو اسے حق کی خاطر لاحق ہے ∴

باب سوم

در بیان واجب و ممکن و ممتنع است :-

بدانکہ ہرچہ عدم او ضروری بود آنرا ممتنع الوجود خوانند و ہر چیزیکہ وجود او ضرری باشد از واجب الوجود خوانند و ہر چیزیکہ وجود و عدم او ہیچ کدام ضروری نہ بود آنرا ممکن الوجود شمارند ∴

واجب، ممکن اور ممتنع کے بیان میں :-

معلوم ہو کہ ہر وہ چیز جسکے لئے عدم ضروری ہو ممتنع الوجود کہی جاتی ہے اور وہ چیز جس کے لئے وجود ضروری ہو اسے واجب الوجود کہتے ہیں اور ہر وہ چیز جس کے لئے وجود اور عدم کچھ بھی ضروری نہ ہو اسے ممکن الوجود شمار کیا جاتا ہے

باب چہارم

درمیان آنکہ حکمت چہ بود کہ حق تعالیٰ عالم را

اس بات کے بیچ کہ کیا حکمت تھی کہ حق تعالیٰ نے

آفرید ——— بدانکہ حق سبحانہ وتعالےٰ مردم بجہت آں امر داد کہ تا حضرت او را بشناسد و پرستند قال اللہ تعالےٰ ومَا خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لتعرفون ::

دنیا کو پیدا کیا ——— معلوم ہو کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے انسان کو اس جہت سے یہ حکم دیا کہ حضرت انسان اسے پہچانیں اور اس کی پرستش کریں۔ اللہ تعالےٰ نے کہا ومَا خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لتعرفون

(اور انہیں پیدا کیا جن اور انسان کو مگر اس لئے کہ عبادت کریں یعنی معرفت حاصل کریں)

باب پنجم

در مبداء بدن و معاد او ——— بدانکہ تن مردم در اصل از خاک است و خاک بہ واسطۂ او از فلک و شعاع کواکب و امتزاج و اعتدال عناصر خاکی را رہا کند و بصورت نباتی برآید، بعد ازاں نبات غذائے حیوان شود۔ آنگاہ حیوان غذائے انسان گردد کہ شاید آں نبات خود غذائے انسان شود۔ فی الجملہ آں غذا را اول مقدمہ قوت جاذبہ جذب کند و ماسکہ نگاہ دارد و ہاضمہ ہضم کند و ممیزہ کثیف را از لطیف جدا گرداند و دافعہ کثیف را از معادہ دفع کند و ایں حالت در معدہ باشد ::

بدن کی ابتداء اور انتہا کے بیان میں ——— معلوم ہو کہ انسان کا بدن دراصل خاک سے ہے اور خاک اس کے واسطے سے آسمان اور کواکب کی شعاع میں سے کچھ اور عناصر خاکی کے امتزاج و اعتدال کو چھوڑتا ہے، نباتات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے بعد پیڑ پودے حیوان کی غذا بن جاتے ہیں۔ پھر حیوان انسان کی غذا بنتا ہے، کچھ نباتات خود بھی انسان کی غذا ہوتے ہیں۔ فی الجملہ اس غذا کو پہلے قوت کا مقدمہ جاذبہ جذب کرتا ہے۔ ماسکہ نگرانی کرتا ہے ہاضمہ ہضم کرتا ہے۔ ممیزہ لطیف کو کثیف سے جدا کرتا ہے اور دافعہ کثیف کو آخر میں باہر کر دیتا ہے اور یہ حالت معدہ کی ہوگی ::

باب ششم

در تطبیق آفاق و انفس دادن با مردم بدانکہ مجموعہ عالم بعضے ظاہر است و بعضے باطن و آنچہ ظاہر است از عالم افلاک و عناصر است ::

انسان کے ساتھ آفاق و انفس کو تطبیق دینے میں معلوم ہو کہ عالم کا مجموعہ کچھ تو ظاہر ہے اور کچھ پوشیدہ اور جو کچھ ظاہر ہے عالم افلاک اور عناصر سے ہے ::

معدن المعانی

معدن المعانی ملفوظات کا مجموعہ ہے جو ۶۳ ابواب پر مشتمل ہے۔ سن تالیف پتہ نہیں چلتا۔ اس کے جامع حضرت زین بدر عربی ہیں۔ ہر باب میں مختلف مسائل کا ذکر ہے۔ تصوف کے نکات پر بسیط روشنی ڈالی گئی ہے۔ فقہی مسائل نیز تفسیر و حدیث کے نکتے بھی زیر بحث آئے ہیں۔ معدن المعانی کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ شہنشاہ اکبر فرمانروائے سلطنت مغلیہ اس کتاب کو ابوالفضل سے پڑھوا کر سنتا تھا۔ اس کتاب کے تیسویں باب میں چند فقرے ایسے بھی ہیں جن سے اردو کی ابتدائی ہیئت پر روشنی پڑتی ہے

معدن المعانی کا جو نسخہ راقم السطور کے پیش نظر ہے وہ عبدالقادر فردوسی کے زیر نگرانی سنہ ۱۳۰۱ھ میں مطبع شرف الاخبار بہار شریف سے طبع ہوا ہے۔ ملفوظات کا تعارف کراتے ہوئے جامع ملفوظات حضرت زین بدر عربیؒ رقمطراز ہیں :-

"بندۂ درویشاں و خاک در ایشاں جامع ایں ملفوظ چوں در معانی و عزر لامکانی بیچارہ زین بدر عربی تاب اللہ علیہ و غفر لہ و لوالدیہ در سلک بندگان آستانہ شیخ بزرگوار پیر نامدار مظہر سنن العارفین مشعر سنن الواصلین شرف الحق و الحقیقۃ و الہدیٰ والدین احمد یحییٰ منیری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ و ادام علینا لقائہ منسلک و مندرج گشت و سعادت ملازمت خدمت شیخ و مجلس شریف دریافت در

درویشوں کے غلام، ان کے در کی خاک اس ملفوظ جو معانی کے موتی اور عزر لامکانی کی مانند ہے، کے جامع بیچارہ زین بدر عربی تاب اللہ علیہ و غفر لہ و لوالدیہ جو شیخ بزرگوار پیر نامدار مظہر سنن العارفین مشعر سنن الواصلین شرف الحق و الحقیقۃ و الہدیٰ والدین احمد یحییٰ منیری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ و ادام علینا لقائہ کے آستانہ کے غلاموں کی لڑی سے منسلک ہے، نے لکھا اور خدمت شیخ اور مجلس شریف میں حاضری کی سعادت سے بہرہ ور ہوا (مختلف

هر مجلسے و محلے البتہ از طالبان صادق
و مریدان واثق و بندگان موافق کہ حاضر
بودند ہر کسے در خود حال و کار خود ایراد
سوالی از طریقت والتماس بیانے از
از شریعت و درخواست اشارتے از
حقیقت و طلب اظہار رموز معرفت عرض
میداشتند بندگی مخدوم نامور و شیخ
دین پرور در مقابلہ سوال سائل جوابے
شافی و بیانے کافی بعبارات دل پذیر
و اشارات بینظیر ارزانی میداشت از ہر
عبارت صد معانی غیبی مستفاد و از ہر
اشارتے ہزار لطیفہ لاریبی مراد از ہر معنٰے
مفہومات بے نہایت و از ہر لطیفہ ادراکات
بیغایت از ہر مفہومے حالات بے شمار و
از ہر ادراکے مقامات بسیار از ہر حالتے
ذوقی کہ آنرا میزان بیان نسنجد و از ہر مقامے
خبرے کہ در جہان نشان نہ گنجد . . .

چوں طالب صادق را بملاحظہ و مطالعہ
این مجموعۂ فراوانی نمایان و معانیٔ بے
پایان حاصل می آید. معدن المعانی نام
نہاد و شصت و سہ باب مبوب گردانید
و زیر ہر بابے کہ مناسب آنست مفصل
مکتوب کرد تا خوانندہ زود بمقصود رسد
انشاء اللہ تعالےٰ . . .

مجلسوں اور اوقات میں طالبان صادق مریدان
واثق اور بندگان موافق نے جو حاضر ہوئے،
اپنے حال اور کام کے پیش نظر طریقت اور
شریعت کے احکام دریافت کئے۔ نیز حقیقت
اور رموز معرفت سے متعلق اشارات کے
اظہار کی درخواست کی۔ بندگی مخدوم نامور
اور شیخ دین پرور نے ہر سوال کا جواب
شافی اور بیان کافی دلپذیر عبارت اور
بے مثال انداز میں دیا۔ ہر عبارت سے
سینکڑوں پوشیدہ معانی نکلتے تھے اور
ہر اشارے سے ہزار مفہوم مراد ہوتے
تھے اور ہر معنی کا بے نہایت مفہوم، ہر
لطیفہ کا بے غایت ادراک، اور ہر مفہوم
میں بے شمار احوال اور ہر ادراک بہت
سارے مقامات کا حامل ہوتا تھا۔ ہر حال
سے ایک ایسا ذوق حاصل ہوتا جسکا بیان
نہیں ہوسکتا اور ہر مقام ایسا ہوتا کہ دنیا
میں جس کا پتہ نہیں چلتا . . . .

جب طالبان صادق کو اس مجموعہ معانی فراواں
و بے پاں کا مطالعہ و ملاحظہ میسر ہوا۔ معدن
المعانی نام رکھا اور ۶۳ ابواب پر مشتمل کیا اور
ہر باب کے ذیل میں اس کی مناسبت سے
تفصیل لکھ دی تاکہ پڑھنے والا جلد مقصد تک
پہنچ جائے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ؞

باب اول :-

در ذکر اثبات وجود حق تعالیٰ و وحدانیت او جل جلالہ :.

حق تعالیٰ جل جلالہ کے وجود اور اس کی وحدانیت کے اثبات میں :.

باب دوم :-

در ذکر ایمان و اسلام.

قاضی منہاج الدین دروں حصاری عرض داشت حدیثے ہست لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ازیں روئے کسے را کہ امانت نباشد ایمان چرا رود. چراکہ اگر مومنے را خیانت می کند حکم بکفر او نیست، بندگی مخدوم متع اللہ المسلمین بطول بقائہ فرمود کہ مراد ازیں حدیث نفی نفس ایمان نیست بلکہ نفی اوصاف و اخلاق ایمان است و بسیار حدیث بریں طریق آمدہ است :.

ایمان اور اسلام کے ذکر میں.

قاضی منہاج الدین دروں حصاری نے عرض کیا کہ حدیث ہے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ (امانت نہیں تو ایمان نہیں) اس (حدیث) کی رو سے کسی شخص سے جس میں امانت نہ ہو ایمان کیونکر چلا جاتا ہے. کیونکہ اگر کوئی مومن خیانت کرتا ہے تو اسے کافر کہنے کا حکم نہیں ہے. بندگی مخدوم نے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی عمر دراز سے متمتع کرے، فرمایا کہ اس حدیث سے مراد نفس ایمان کی نفی نہیں ہے بلکہ ایمان کے اوصاف و اخلاق کی نفی ہے. اور اس قبیل کی بہت سے حدیثیں مروی ہیں۔

باب پنجم :-

در ذکر علم شریعت و طریقت و آنچہ مناسب آنست :.

قاضی اشرف الدین عرضداشت کہ در کتب مشائخ می نویسند ہر کہ دریں راہ درآید نخست او را علم می باید معلم میسر نہ شود ازیں علم کدام علم مراد است. بندگی مخدوم متع اللہ المسلمین بطول بقائہ فرمود ازیں علم علم الطریق مراد است یعنی ہر کہ دریں راہ درآید باید کہ اول علم ایں راہ بداند آنگاہ درآید

علم شریعت اور طریقت اور جو کچھ اس سے مناسبت رکھتا ہے اس کے ذکر میں.

قاضی اشرف الدین نے عرض کیا کہ بزرگوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو کوئی اس راہ میں آئے اس کو سب سے پہلے علم (حاصل کرنا) چاہیئے. معلم میسر نہ ہو تو؟ اس علم سے کون سا علم مراد ہے؟ بندگی مخدوم، اللہ تعالیٰ ان کی طویل زندگانی سے مسلمانوں کو متمتع کرے، نے فرمایا کہ اس علم سے راہ کا علم مراد ہے. یعنی جو

وہر کہ دریں راہ درآید او را دو طریق است یکے آنکہ علم طریقت او را باید تا دریں راہ درآید و بتواند رفت و یا خود در حمایت کسے برود کہ ایں راہ مبدا اندوایں راہ رفتہ بود تا ہر چہ ازو بہ بیند و بہ شنود برآں برد و علم آں کس علم او گردد۔ باز عرضداشت کہ اگر ازیں علم شرائع مراد دارند ___ ذکری در علم غیب و فراست افتاد ___ ذکری در علم خداوند جل وعلا و علم بندگان افتاد ___ ذکری در علمائے سوء افتاد ___ ذکری در کار کردن بعلم افتاد۔ ___ ذکری در تبحر افتاد ___ ذکری درایں افتاد کہ پیش ازیں اگر بیان علم می کردند در دلہا اثر می کرد مناسب ایں معنی :۔

جو کوئی اس راہ میں آئے اس کو چاہئے کہ پہلے اس راہ کا علم جانے تب (اس راہ) میں آئے اور جو کوئی اس راہ میں آجائے اس کے لئے دو راستے ہیں ایک تو یہ کہ اسے علم طریقت (حاصل) ہونا چاہئے تاکہ اس راہ میں خود آسکے اور چل سکے یا کسی کی مدد سے چلے جو اس راہ کو جانتا ہو اور اس راہ کو طے کئے ہوئے ہو تاکہ جو کچھ اس سے دیکھے یا سنے اس پر چلے (تب) اس شخص کا علم اس (راہ چلنے والے) کا علم ہو جاتا ہے۔ پھر عرض کیا کہ اگر اس علم سے شریعت مراد لیں؟ ___ علم غیب اور فراست کے متعلق ذکر ہوا ___ علم خداوند جل وعلا اور بندوں کے علم کا ذکر ہوا ___ علمائے سوء کے متعلق ذکر ہوا ___ علم کے کام کرنے کا ذکر ہوا ___ تبحر سے متعلق گفتگو ہوئی ___ اس بات کا ذکر ہوا کہ اب سے پہلے جب علمی باتیں لوگ کرتے تھے تو دل میں اثر ہوتا تھا، اس کا صحیح مفہوم (کیا ہے) :۔

باب ششم :۔

در ذکر تفسیر قرآن و حفظ آں و آنچہ مناسب آنست ___ ذکری در قرأۃ قرآن افتاد ___ ذکری در سبع المثانی افتاد ___ ذکری در حق تلاوت قرآن افتاد ___ ذکری درایں آیت افتاد کہ رَبِّ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ الآیۃ ___ ذکری در نزول قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ

قرآن کی تفسیر اور اس کے حفظ نیز جو کچھ اس سلسلے میں مناسب ہو اس کا ذکر ___ قرآن پڑھنے کا ذکر آیا ___ سبع المثانی کا ذکر ہوا ___ تلاوت قرآن کے حق کے متعلق ذکر ہوا ___ اس آیت کا ذکر ہوا کہ رَبِّ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ الآیۃ ___ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے نزول کے متعلق گفتگو ہوئی

بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فرمود کہ در آنچہ رسول علیہ السلام را سحر کردہ بودند و آں بریں شکل بود کہ صورتے ساختہ بودند و ہفت گرہ براں زدہ و در ہر گرہے سحر زنے فرود بردہ و ازیں سحر در اندام مبارک رسول علیہ السلام اثر پدید آمدہ بود و بعدہ رسول علیہ السلام در حلت غنودن و بیداری بودند کہ دو فرشتہ فرود آمدند چنانکہ رسول علیہ السلام بشنود میان خود حکایت آغاز کردند یکے مرد دیگرے را پرسید کہ ایں مرد چہ زحمت شدہ است فرشتہ دوم جواب گفت کہ سحر کردہ اند آں اثر کردہ است باز گفت پس علاج ایں چہ باشد گفت صورتے ساختہ اند و ہفت گرہ در آں انداختہ و در ہر گرہ سوزنے زدہ در فلاں چاہ فرو بردہ اند و بالائے آں سنگے نہادہ اگر آنرا بیروں آرند و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس بخوانند و ہر گرہے بدمند صحت پدید آید بریں گونہ ہر دو فرشتگان میان خود گفت و شنید کردند و باز گشتند. ہمچناں رسول علیہ السلام بیدار شدند بر خواستند نشستند امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ را طلب فرمودند و گفتند دو فرشتہ بر من فرود آمدہ بودند و چنیں علاجے گفتہ رفتہ اند بروآں صورت را ازاں چاہ

اللہ نے فرمایا کہ رسول علیہ السلام پر جو سحر کیا گیا تھا اس کی شکل یہ تھی کہ ایک صورت بنائی تھی جس میں سات گرہیں لگا کر ہر گرہ پر سحر کیا گیا تھا اس سحر سے رسول علیہ السلام کا جسم مبارک اثر پذیر ہوا تھا۔ بعد میں جب رسول علیہ السلام نیم غنودگی کی حالت میں تھے کہ دو فرشتے نیچے اترے اور آپس میں بات چیت شروع کی جسے رسول علیہ السلام نے سنا۔ ایک مرد نے دوسرے سے پوچھا کہ اس مرد (رسول صلے اللہ علیہ وسلم) کو کیا تکلیف ہو گئی ہے۔ دوسرے فرشتہ نے جواباً کہا کہ سحر کیا گیا ہے اسی نے اثر کیا ہے۔ پھر پوچھا اس کا علاج کیا ہو گا۔ کہا کہ ایک صورت بنائی گئی ہے جس میں سات گرہیں لگا کر ہر گرہ میں ایک سوئی چبھو کر فلاں کنواں میں ڈال دیا گیا ہے۔ اور اس پر ایک پتھر رکھدیا گیا ہے اگر اسے باہر لائیں اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر ہر گرہ پر دم کریں صحت ہو جائے گی آپس میں اس طرح کی گفتگو کر کے دونوں فرشتے واپس چلے گئے۔ پھر رسول علیہ السلام بیدار ہوئے اٹھے اور بیٹھ گئے۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا۔ اور کہا دو فرشتے مجھ پر نازل ہوئے تھے اور یہ علاج بتا کر چلے گئے۔ جاؤ اس صورت کو اس کنواں سے

بیروں آر۔ امیر المؤمنین علی برفت وآں صورت را از اں چاہ بیروں آوردند دیدند ہمچناں بود ہفت گرہ دراں انداختہ و سوزنے در ہر گرہے زدہ ہم دراں حال ہر دو سورۃ معوذتین نازل شد۔ بعدہٗ بر ہر گرہے ایں ہر دو سورہ می خواندند و می دمیدند گرہ باز می شد و چنانچہ گرہے کشادہ می شد اندام مبارک بہتر می شد تا ہمچنیں ہفت گرہ کشادہ شد اندام مبارک علیہ السلام بہ کلی نیکو شد بعدہٗ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ بر لفظ مبارک راندکہ اَلسِّحْرُ حَقٌّ یعنی ثَابِتٌ اَثَرُہٗ و ایں نہ آں حق کہ ضد باطل است ہم ازینجا سخن در معجزہ و سحر افتاد ::

باہر لاؤ۔ امیر المؤمنین علی گئے اور اس صورت کو اس کنوآں سے باہر لائے دیکھا تو ویسا ہی تھا۔ سات گرہیں اس میں پڑی تھیں اور ہر گرہ میں ایک سوئی چبھوئی ہوئی تھی اسی حال میں دونوں سورتیں معوذتین کی نازل ہوئیں بعد میں ہر گرہ پر دونوں سورتوں کو پڑھ کر دم کیا گیا گرہ کھل گئی اور جیسے جیسے گرہیں کھلتی گئیں جسم مبارک تندرست ہوتا گیا یہاں تک کہ ساتوں گرہیں کھل گئیں اور جسم مبارک کو صحت کلی حاصل ہو گئی۔ بعدہٗ مخدوم عظمۃ اللہ نے لفظ فرمایا کہ اَلسِّحْرُ حَقٌّ (سحر حق ہے) اور اس کا اثر ثابت ہے اور یہ وہ حق نہیں جو باطل کا ضد ہے اسی جگہ سے معجزہ اور سحر کی بات نکلی ہے ::

باب یازدھم:۔

در ذکر ہی طہارت افتاد ـــــ

ذکری در قدوسیہ افتاد ـــــ حاضری عرضداشت کہ جائے بنشتہ است کہ بندہ را بہ قدوسیہ راہ نیست۔ ذکری در وضو کردن و باوضو بودن افتاد۔ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فرمودند کہ ابوہریرہؓ روایت کردہ است کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بلالؓ را گفت نزدیک نماز بامداد یا بلال مرا بگوئی امیدوار ترین کارے کہ تو کردہ در اسلام چیست کہ من در شب معراج آواز نعلین تو پیش از خود در بہشت شنیدہ ام گفت یا رسول

طہارت کا ذکر آپڑا ـــــ قدوسیت کے سلسلے میں ذکر ہوا ـــــ حاضرین میں سے ایک نے ذکر کیا کہ ایک جگہ لکھا ہے کہ بندے کو قدوسیت کی طرف راہ نہیں ہے وضو کرنے اور باوضو رہنے کا ذکر ہوا۔ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ ابوہریرہ رضؓ نے روایت کی ہے کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت حضرت بلال رضؓ سے پوچھا کہ اے بلال مجھے بتاؤ کہ تم نے اسلام میں ایسا کون سا بہترین کام کیا ہے کہ (جس کے سبب سے) میں نے معراج کی رات تمہارے

هیچ کارے امیدوار تر در اسلام ندارم اما هر بار که مرا حدثے رسیده است در شب یا در روز وضو سازم و دو رکعت نماز بگذارم بندگی مخدوم عظمة الله چوں بریں حرف رسید فرمود که ازینجا است که یکے از اداب صوفیاں اینست که همیشه با وضو باشند که وضو سلاح مومن است و جوارح چوں در حمایت وضو باشد که آں اثریست در شرع راهہائے شیطان بروے گم گردد وانس مالک رض روایت کرده است در آں وقت که پیغمبر صلے الله علیه وسلم در مدینه رسید من هشت ساله بودم پس مرا گفت اے فرزند من اگر توانی همیشه بر وضو باشی پس بباش فَاِنَّهٗ مَنْ اَتَاهُ الْمَوْتُ وَهُوَ عَلَى الْوُضُوْءِ اُعْطِيَ الشَّهَادَةَ ؛.

نعلین کی آواز اپنے آگے بہشت میں سنی۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ کوئی عمل میرا اسلام میں بہتر نہیں ہے سوائے اس کے کہ جب کبھی دن یا رات میں حدث ہو جاتا ہے تو ہر بار وضو کر لیتا ہوں اور دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔ بندگی مخدوم عظمة اللہ جب اس حرف پر پہنچے، فرمایا کہ یہی سبب ہے کہ صوفیوں کے اداب میں سے ایک ادب ہمیشہ باوضو رہنا ہے کیونکہ وضو مومن کا اسلحہ ہے اور جوارح جب وضو کی حمایت میں ہوتے ہیں تو اس کا اثر یہ ہے کہ شیطان اس (مومن) کے امور شریعت (کی ادائیگی) میں راستہ بھول جاتا ہے۔ انس مالک رض نے روایت کی ہے کہ اس وقت جب پیغمبر علیہ السلام مدینہ پہنچے میں آٹھ سال کا تھا۔ مجھ سے فرمایا کہ اے میرے فرزند اگر ہو سکے ہمیشہ باوضو رہو۔ بیشک جس کی موت حالت وضو میں ہوئی اسے درجہ شہادت عطا ہوا ؛.

باب دوازدهم :-

در ذکر صلوٰة و از آنچه مناسب است —— ذکری در فضیلت دوگانه نماز افتاد —— ذکری در تنفل در اوقات مکروه افتاد —— نصر الله پسر مولانا عالم عرض داشت که نفل در اوقات مکروه آمده است یا نه —— حکایت دیگر فرمود که همچنیں می آرند که در وقت شیخ بهاء الدین زکریا رحمة الله علیه را مریدے بود امی اورا همیں دوگانه گذاردن پیش از سنت بامداد

نماز اور اس کے متعلقات کے ذکر میں۔

دوگانہ نماز کی فضیلت کا ذکر ہوا ——

اوقات مکروہ میں نفل ادا کرنے کا ذکر آیا ——

نصر اللہ پسر مولانا عالم نے عرض کیا کہ اوقات مکروہ میں نفل ادا کرنا آیا ہے یا نہیں —— دوسری حکایت فرمائی کہ ایسی ہی بات ایک اور ہے۔ شیخ بہاؤالدین زکریا رحمة اللہ علیہ کے زمانے میں ایک مرید تھا اس کی والدہ نے اس سے یہی دوگانہ صبح کی سنت کے قبل پڑھنے کو فرمایا تھا

فرمود یک روز پیش شیخ آمد گفت مرا متعلمان میرنجانند می گویند کہ ایں دوگانہ کہ تو پیش از سنت میگذاری کجا آمدہ من ایشاں را چہ جواب دہم شیخ فرمود کہ ایشاں را جواب بگو ھذہ صلوٰۃ العاشقین

ایک روز شیخ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ کو متعلمان رنج پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دوگانہ جو تو قبل سنت پڑھتا ہے کہاں آیا ہے میں ان کو کیا جواب دوں۔ شیخ نے فرمایا کہ ان کو یہ جواب دو کہ "یہ عاشقوں کی نماز ہے"۔:

باب پانزدھم:-

در ذکر اوراد و ادعیہ و صلوٰۃ نفل در مواسم ـــــ قاضی صدرالدین عرض داشت کہ صَاحِبُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ محمل ایں حدیث چہ گونہ باشد ـــــ ذکری در فضیلت وظیفہ و ورد افتاد ـــــ ذکری در دعا افتاد کہ دعا قبل نزول البلاء است ـــــ حکایت فرمود وقتے بادشاہے بردرویشے کس فرستاد کہ بلائے چنیں نازل شدہ است دعائے بکن او گفت وقت دعا گذشت ایں زمان وقت صبر است یعنی دعا پیش از نزول بلا باید بعد آنکہ رسید جز صبر دیگر چہ حیلہ است ـــــ ذکری در آداب دعا افتاد ـــــ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فرمود کہ ادب در دعا آنست کہ چوں از خداوند خویش حاجتے خواہد و در اجابت تاخیر شود باید کہ حق را متہم نداند و بداند کہ خیر دریں است و چوں سوال کند واجب است کہ عجلت نہ کند و او را ثقہ بود کہ در مقسوم تفاوتے نیست و دیگر بداند کہ اختیار خداوند را

مختلف مہینوں کے اوراد، ادعیہ اور نفل نمازوں کے ذکر میں ـــــ قاضی صدالدین نے عرض کیا کہ حدیث صَاحِبُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ کا کیا محل ہوگا ـــــ وظیفہ اور ورد کی فضیلت کا ذکر ہوا ـــــ دعا کے متعلق گفتگو ہوئی کہ دعا، بلا کے نزول کے قبل (ہوتی) ہے ـــــ حکایت فرمایا کہ ایک زمانے میں ایک بادشاہ نے کسی درویش کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ ایسی بلا نازل ہوئی ہے دعا فرمائیے انہوں نے کہا کہ دعا کا وقت گذر چکا اب صبر کا وقت ہے۔ یعنی دعا بلا نازل ہونے کے پہلے کرنی چاہیئے اور جب (بلا) پہنچ جائے تو سوائے صبر کے اور چارہ کیا ہے ـــــ آدابِ دعا سے متعلق ذکر آیا ـــــ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ دعا کا ادب یہ ہے کہ جب اپنے خدا سے کوئی حاجت چاہے اور اجابت میں تاخیر ہو تو حق کو متہم نہ کرے اور یہ سمجھے کہ اسی میں بھلائی ہے اور جب سوال کرے تو ضروری ہے کہ جلدی نہ کرے اس کو یقین ہو کہ مقسوم میں کوئی فرق نہیں اور پھر یہ بھی جانے کہ خداوند تعالےٰ

بہتر از اختیار بندہ مر نفس خویش را است
و گفتہ اند چہار وقت امید وار تر است مر
اجابت دعا را یکے وقت صبح و دیگر در آخر
روز یعنی عند الغروب و میان بانگ نماز
و اقامت و در وقت سحر و شبہائے موسم
چنانکہ شب قدر و شب برات و مانند
آں۔ روز عاشورہ بود کہ خلق بسیار بہ قدم
بوس رسیدہ بودند۔ بندگی مخدوم روئے
مبارک سوئے حاضران مجلس آورد فرمود کہ
امروز ہزار بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ باید
خواند تا ہر حاجتے کہ خواہد حق تعالےٰ بکفایت
رساند و چہار رکعت نماز برائے خوشنودیٔ
خصمان ہم باید گذارد۔ دو رکعت اول بعد
از فاتحہ یازدہ بار سورۂ اخلاص باید خواند
و در رکعت دوم بعد از فاتحہ سورۃ الکافرون
سہ بار و سورۂ اخلاص یازدہ بار و در سوم
رکعت اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ یکبار و
اخلاص یازدہ بار و در رکعت چہارم آیت
الکرسی سہ بار و اخلاص بست و پنج بار
ہر کہ ایں نماز بگذارد خدائے تبارک و
تعالےٰ برہاند او را از احوال گور و خصمان
او را خوشنود گرداند و ایں نماز مروی است
از حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کہ
در سالے شش روز بگذارند روز عاشورہ
و روز ترویہ و عرفہ و عید الضحیٰ و پانزدہم
ماہ شعبان و آخر جمعہ ماہ رمضان ؛

کا اختیار اس اختیار سے بہتر ہے جو بندہ کو اپنے
آپ پر حاصل ہے اور کہا گیا ہے کہ قبولیت دعا
کے لئے چار اوقات بہتر ہیں۔ ایک صبح کا وقت
دوسرے دن کا آخری حصہ یعنی آفتاب غروب
ہونے کے وقت اور نماز کی تکبیر اور اقامت کے
درمیان کا وقت اور مختلف مہینوں کے سحر اور
شب کا وقت۔ چنانچہ شب قدر، شب برات وغیرہ
متبرک روز بھی (اس قبیل میں آتے ہیں) جیسے جمعہ
عرفہ کا دن، روز عاشورہ وغیرہ۔ عاشورہ کا دن تھا
بہت لوگ قدمبوسی کے لئے پہنچے ہوئے تھے۔
بندگی مخدوم نے مجلس کے حاضرین کی طرف رخ
کر کے کہا کہ آج کے دن ہزار بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ
اَحَدٌ پڑھنا چاہیئے تاکہ حق تعالےٰ ہر حاجت
پوری فرمائے اور چار رکعت نماز ناراضوں کی
خوشنودی کے لئے بھی ادا کرنی چاہیئے، پہلی
رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھنا
چاہیئے۔ دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ
کافرون تین بار اور سورۂ اخلاص گیارہ بار تیسری
رکعت میں اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ایک بار اخلاص
گیارہ بار اور چوتھی رکعت میں آیت الکرسی تین بار
اور اخلاص پچیس بار، جو کوئی یہ نماز پڑھے خدائے
تبارک تعالےٰ اس کو قبر کے خوف سے نجات عطا
کرے اور اس کے دشمنوں کو اس سے خوشنود
کرا دے۔ یہ نماز حضرت رسالت صلے اللہ علیہ
وسلم سے اس طرح مروی ہے کہ سال میں چھ دن
ادا کرے۔ عاشورہ کے دن، ترویہ کے دن

عرفہ اور عید الضحیٰ کے دن، پندرھویں شعبان کو اور ماہ رمضان کے آخری جمعہ کو :.

باب بستم و دوم :-

درذکر شجرۂ پیران و شفیع آوردن ایشاں در حاجات ـــــ ذکری در شجرۂ پیران افتاد رحمہم اللہ علیہم اجمعین ـــــ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فرمود کہ شجرۂ پیران یاد باید گرفت و آں را بعد ہر فرضے بخوانند برکات بیشتر است ہم در مجلس ہماں زماں بحاضران مجلس نشستن اشارت فرمود۔ و خود املا میکرد بریں ترتیب۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم۔ الٰہی بحرمت خواجہ نجیب الدین فردوسیؒ ـــــ الٰہی بحرمت سید المرسلین و خاتم النبیین محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب القریشی صلی اللہ علیہ وسلم کار من راست گرداں۔ بعدہٗ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ روئے مبارک سوئے بندگان کہ حاضر بودند آورد و اشارہ فرمود ہر روز بعد ہر فرضے باید خواند و اگر کسے را مہمے پیش آید دینی یا دنیوی وضو کند و دو رکعت نماز بگذارد و ایں را بخواند۔ و ایشاں را شفیع آرد حق تعالے آنرا بکفایت رساند انشاء اللہ تعالے :.

شجرۂ پیران اور حاجات میں ان کے شفیع لانے کے ذکر میں ـــــ شجرۂ پیران کا ذکر ہوا رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔ ـــــ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ پیروں کے شجرہ کو یاد کر لینا چاہیئے اور اسے ہر فرض نماز کے بعد پڑھنا چاہیئے۔ بہت سے برکات ہیں اسی مجلس میں اسی وقت جو حاضرین بیٹھے تھے انہیں اشارہ فرمایا اور اس ترتیب سے املا کرایا :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الٰہی بحرمت خواجہ نجیب الدین فردوسیؒ ـــــ الٰہی بحرمت سید المرسلین و خاتم النبیین محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب القریشی صلے اللہ علیہ وسلم میرے کام کو درست فرمادے۔ بعدہٗ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے، جو غلام حاضر تھے ان کی طرف رخ کر کے ارشاد فرمایا کہ ہر روز فرض نماز کے بعد پڑھنا چاہیئے اور اگر کسی کو دینی یا دنیوی مہم پیش آجائے تو وضو کرے دو رکعت نماز پڑھے اور اسے پڑھے اور پھران (بزرگوں) کو شفیع لائے۔ حق تعالے کفایت کرے گا۔ انشاء اللہ تعالے :.

معز المعانی

اس کے جامع شیخ شہاب الدین عمادؒ ہیں۔ یہ تصنیف ۲۳ مجالس پر مشتمل ہے۔ اس تصنیف میں تصوف پر نئے انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے خصوصاً پیری، مریدی، طلب پیر، اہلیت شیخی، نفس و دل پر بسیط روشنی ڈالی ہے۔ جو طالبِ راہِ حقیقت کے لئے مشعل راہ ہے ــــ اس تصنیف کی خاص بات یہ ہے کہ حضرت مخدوم جہاںؒ نے اس پر بذاتِ خود عمیق نظر ڈالی ہے ــــ اس کے جامع خود اس کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں :-

اما بعد حمد و ثنا خداوند و درود بر پیغامبرؐ چوں سلک بندگان آستانہ شیخ بزرگوار پیر نامدار شیخ شرف الحق والدین احمد یحییٰ منیری متع اللہ المسلمین۔ جامع ایں کلمات بیچارہ سید شہاب الدین خانقاہ مآب الیہ و علیہ و غفرلہ ولوالدیہ بقدر وسع و فہم خود ایں چند ذکر خوب و عبارات مرغوب از ذات و صفات و حمل ابیات و جز آں از پیری و مریدی و شیخی و اہلیت شیخی و جز آں از طاقیہ و خرقہ و مقراض و قصر و حلق

بہرحال تعریف اور مدح خداوند اور پیغامبر (علیہ السلام) پر درود کے بعد، شیخ بزرگوار پیر نامدار شیخ شرف الحق والدین احمد (بن) یحییٰ منیری اللہ تعالےٰ بڑی عمر سے سب مسلمانوں کو برخوردار کرے اور ان کی بقا کی نعمت ہمیشہ برقرار رکھے ان کے غلاموں سے وابستہ فقیروں کا غلام بلکہ ان کے پاؤں کی خاک۔ ان باتوں کو جمع کرنے والا بے چارہ سید شہاب الدین خانقاہ مآب الیہ و علیہ غفرلہ ولوالدیہ اپنی گنجائش اور سمجھ کے اندازے سے یہ چند بہترین ذکر اور پسندیدہ

وجز آں از تفکر و مراقبہ و تقویٰ و جز آں بتوفیق از بے غایت سرمدی از ملفوظات استخراج کردہ ؀

عبارتیں ذات او صفات معانی اشعار اسکے علاوہ پیری مریدی، شیخی اور اہلیت شیخی اس کے علاوہ ٹوپی خرقہ (پہنانا) اور قینچی (چلانا) تھوڑا یا پورا مونڈنا اس کے علاوہ فکر اور مراقبہ اور پرہیزگاری وغیرہ توفیق ازلی اور عنایت سرمدی کی مدد سے ملفوظات سے حاصل کیا ؀

از جمع کردن معز المعانی بجانب رفیع شیخ بزرگوار خود بواسطہ مولانا خواجہ عرضداشت والتماس نمود کہ نظر مخدوم جہاں بہ گذرد و از کمال شفقت ملتمس بیچارہ باجابت مقرون گردانید من اولہ وآخرہ مطالعہ کرد و چند جا کہ بیچارہ را سہو و خطائے رفتہ بود بہ لطف قدیم اصلاح فرمود و بعضے محلہا مناسب تقریر بیتے و رباعی مناسب تحریر بود آں را نیز دریں درج کرد تا عالم و عالمیاں را حظے و نصیبے حاصل آید ؀

معز المعانی جمع کرنے میں مولانا خواجہ کے ذریعہ اپنے شیخ بزرگوار کی بلند سمت عرض والتماس کیا کہ مخدوم جہاں کی نظر سے گذر جائے انہوں نے انتہائی شفقت سے بے چارہ کی التماس قبول کی۔ شروع سے آخر تک مطالعہ کیا اور کئی جگہ جو بے چارہ سے بھول چوک ہوئی تھی قدیم مہربانی سے اصلاح فرمائی اور کہیں کہیں مضمون کے مناسب کچھ شعر اور رباعی تحریر تھی ان کو بھی اس میں درج کیا تاکہ عالم اور عالم والوں کو حظ وافر اور پورا حصہ ملے

ترتیب دادہ شد مشتمل برسی و دوم ذکر بدیں تفصیل

مجلس ہفتدہم درذکر طہارت ظاہر و باطن	مجلس بست وپنجم درذکر نفس
" ہیژدہم درذکر عشق	" بست وششم درذکر دل
" نوزدہم درذکر صحبت	" بست وہفتم درذکر روح
" بستم درذکر حل وحرمت سماع	" بست وہشتم درذکر حج وافعال حج
" بست ویکم درذکر احمل ابیات وتاویل	" بست ونہم درذکر صوم
" زلف وخال وجز آں	" سی وام درذکر وضو کردن و باوضو
" بست ودوم درذکر لبس جامہ صوف	" " " بودن ودوگانہ گذاردن
" بست وسوم درذکر حال ومقام وقت	" سی ویکم درذکر شجرہ پیران علیہ السلام
" بست وچہارم درذکر ازبریدن خلق	" سی ودوم درذکر مردان غیب۔

مجلس پنجم :-

درذکر پیری و مریدی ـــــــ

سعادت زمین بوس حاصل شد

ذکری در پیری و مریدی افتادہ بودند بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فی الدارین فرمودند کہ درکتابہا بنشتہ ولایت۔ و ولایت آں باشد کہ پیر مر مرید راحق برساند امااینکہ مرید بحق رسد بمشیت حق رسد چنانکہ حق سبحانہ وتعالے فرمود اللہ یختص برحمتہ من یشاء چنانکہ پیغامبر علیہ السلام مرد و راندۂ بارگاہ ازلی راتتواند کہ موصول گرداند لیکن کسے را دولت وصول دراز رفتہ است بخدمت وصحبت پیروے را ظاہر گرداند کہ جریان سنت الٰہی برایں است۔ بعدہ ایں بیت برخواند ؎

پانچویں مجلس :-

پیری اور مریدی کے ذکر میں ـــــــ

آستانہ کی زمین چومنے کی نیکی حاصل ہوئی

پیری اور مریدی کا ذکر تھا۔ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فی الدارین نے فرمایا کہ ولایت یہ ہے کہ پیر اپنے ارادت مند کو خدا تک پہنچا دیتا ہے۔ مگر یہ بات ضرور ہے کہ مرید مشیت الٰہی سے ہی خدا تک پہنچتا ہے جیسا کہ حق سبحانہ وتعالے نے فرمایا اللہ یختص برحمتہ من یشاء جیسا کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ اور راندۂ بارگاہ ازلی (ابلیس) کو ہدایت کی راہ پر نہ لا سکے لیکن کسی کی قبولیت (وصل) کی دولت ازل میں لکھی گئی ہے پیر کی خدمت اور صحبت سے اسے ظاہر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا طریقہ اسی طرح جاری ہے۔ اس کے بعد

بعدہ فرمودند کہ مرید آں باشد کہ متابعت
پیر کند قولاً و فعلاً و قلباً و قالباً و ہر یکے از
کلمات بیان فرمود قولاً یعنی
سخن وے ہماں بود کہ سخن پیر است۔
اصول و فعلاً یعنی بر خلاف اشارت وے
ہیچ فعل نہ کند دنیاوی و دینا اگرچہ طاعت
بود۔ و قلباً یعنی دل را از جملہ صفات
مذمومات پاک گرداند چنانکہ وے گردانید
قالباً یعنی حواس و جوارح را از ارث
معصیت پاک گرداند۔ چنانکہ وے
کردہ است۔ چوں بدیں ہمہ متابعت
کردہ باشد بگویند کہ مرید آید۔ باز در
محلے دیگر فرمودند کہ مرید آں بود کہ در
پیر باز د ؛

مجلس دہم :-

در ذکری شیخی و اہلیت شیخی

سعادت زمین بوس حاصل شد
ذکری در اہلیت شیخی و استحقاق مرتبہ مقتدائی
را بر سبیل اجمال بر پنج رکن نہادہ اند۔ و
آں پنج رکن از یں آیت استخراج کردہ اند
کہ ندائے عز و جل گفت فَوَجَدَا عَبْدًا
مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ
عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا
حق سبحانہ و تعالیٰ چوں موسیٰ علیہ السلام
را بمریدی و متعلمی بہ پنج مرتبہ یاد کرد۔

یہ شعر پڑھا ہے

پھر فرمایا مرید وہی ہے جو قولاً (زبان)
فعلاً (عمل) قلباً (دل) اور قالباً (جسم و حواس)
کے ساتھ پیر کی پیروی کرے۔ اور ہر ایک کی
وضاحت فرمائی۔ قولاً یعنی ہر بات جز اور
شاخوں سمیت پیر کا کلام ہو۔ فعلاً۔ یعنی پیر کے
اشارے کے خلاف کوئی کام نہ کرے دینی
یا دنیاوی اگرچہ طاعت ہو۔ قلباً یعنی تمام بری
عادتوں سے دل پاک کرے جیسا کہ پیر نے
پاکی حاصل کی ہے۔ قالباً یعنی حواس اور اعضا
کو گناہ کے دھبے سے پاک کرے جیسا کہ
پیر نے (پاک) کیا ہے۔ جب ان تمام باتوں
کی پیروی ہو تب کہیں کہ ہاں یہ مرید ہے
پھر دوسرے موقع پر فرمایا۔ مرید وہی ہے
جو پیر میں مگن رہے ؛

دسویں مجلس :-

شیخی اور اہلیتِ شیخی کے ذکر میں

زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی

اہلیت شیخی اور استحقاق کا ذکر۔ مقتدائی کا
اجمالاً پانچ درجہ قائم کیا گیا ہے۔ اور وہ پانچ
رکن اس آیت سے آرہے ہیں کہ فرمایا خدا نے
بزرگ و برتر نے فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ
عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ
عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا
حق سبحانہ و تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو
مریدی اور متعلمی کے ساتھ پانچ درجہ ذکر فرمایا۔

اولؔ ۔ مقام عبدیت تا از ماسوی اللہ آزاد نہ گردد۔ عبداللہ نتواند بود و بدولت من عبادنا نتواند رسید۔ دومؔ استعداد قبول حقائق از انبیا حضرت بے واسطہ تا از صفات بشریت بیرون نیاید مستعد قبول حقائق از حضرت عزت بیواسطہ نگردد و بہ سعادت اٰتیناہ رحمۃ نہ رسد۔ سومؔ ۔ یافت رحمت خاص از عبدیت و تا تخلق باخلاق اللہ نبود و در سر تجلی صفات الوہیت نباید۔ مقام عبدیت نہ رسد و بقدر رحمۃ من عندنا نہ نشتہ۔ چہارمؔ ۔ تعلم علوم است از حضرت بے واسطہ نہ تواند بود و بکرامت وعلمناہ مکرم نہ تواند شد۔ پنجمؔ ۔ مخصوص بودن بعلم من لدنی و علم من لدنی بمعرفت ذات وصفات وافعال خداوند تعلق دارد۔ چنانچہ حضرت رسالت فرمود عرفت ربی بربی ؛

اولؔ ۔ مقام عبدیت ۔ جب تک ماسوا اللہ سے آزاد نہیں ہوگا۔ عبداللہ نہیں ہوسکتا۔ اور من عبادنا کی دولت سرا میں نہیں پہنچ سکتا دوسؔرا۔ بے واسطہ نائب الٰہی ۔ حقائق کے قبول کرنے کی صلاحیت ۔ صفات بشریت سے جب تک باہر نہ ہو بارگاہ عزت سے بیواسطہ حقائق کے قبول کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔ اور اٰتیناہ رحمۃ کی سعادت کو نہ پہنچے۔ تیسؔرا رحمت خاص عبدیت کے ذریعہ پانا۔ جب تک تخلقوا باخلاق اللہ (ذات احدیت کے اخلاق سے (حقیقت) خلاق حاصل نہ ہو صفات الٰہی کی تجلی فکر کو نور نہ بخشے عبدیت کا مقام حاصل نہ ہو اور رحمۃ من عندنا کے موافق نہ ہو۔ چوتھؔا۔ تمام علم حاصل کرنا حضرت سے بے واسطہ۔ تختہ دل عقلی اور سمعی اور حسی علوم کے نشان سے جب تک صاف نہ ہو، حضرت سے بے واسطہ علوم حاصل نہ ہوں اور علمناہ کی کرامت سے مکرم نہ ہو پانچواںؔ علم لدنی سے مخصوص ہونا اور علم من لدنی افعال اور صفات اور ذات الٰہی کے معرفت سے تعلق رکھتا ہے۔ جیساکہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفت ربی بربی (مجھے اپنے رب کی معرفت اپنے رب سے ملی ؛

مجلس یانزدھم :۔

در ذکر طلب پیر ــــــــــ

سعادت زمین بوس حاصل شد

ذکری در طلب پیر افتادہ بود۔ بندگی مخدوم

گیارھویں مجلس :۔

طلب پیر کے ذکر میں ــــــــــ

زمین بوسی کی سعادت ملی ــــــــــ

پیر کی تلاش کی بات آگئی تھی۔ بندگی مخدوم

عظمۃ اللہ فی الدارین فرمودند کہ اجماع مشائخ طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین فریضہ است کہ پیرے پختہ فراز ونشیب طریقت گذشتہ مستقیم الحال گشتہ و قہر جلالی ولطف جمالی چشیدہ العلماء ورثۃ الانبیاء درحق وے حقیقت شدہ و برجملہ علل وامراض وادویہ وعلاج آں طبیب حاذق گشتہ طلب کند قال اللہ تعالیٰ کُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ امر است بابودن باصادقاں وآں پیغامبرانند صلوٰۃ اللہ علیہم وبعد ایشاں خلفائے پیغامبرانند صلوات اللہ علیہم وایں مشائخ اند۔ قال النبی علیہ السلام الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ۔ در کلمات مشائخ۔ لا دین لمن لا شیخ لہ۔ لیکن چوں با پیرے صحبت کرد بے اجازت وے ازآنجا نرود واز صحبت وے جدا نگردد ایں نگاہ دارد ودرجملہ از غیرت پیراں احتراز باید کرد اگر بے اجازت ایشاں یا برطریق بطلان پیر اول بہ نزدیک پیرے دیگر شود روا نباشد۔ ہر کہ چنیں کند مرشد طریقت تعلق کند مروے راسہ سال اندر سہ من ادب کند اگر بحکم قیام کند پوشیدن خرقہ مراد را بہ تحقیق نہ بتقلید مسلم دارند والا بگویند کہ طریقت مرایں را قبول نہ

عظمۃ اللہ فی الدارین نے فرمایا کہ مشائخ طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے کہ پیر کامل (راہ) طریقت کے اونچ نیچ سے گذر کے مستقیم الحال (منزل میں) ہو اور جلال کی شدت اور جمال کا لطف چکھے ہوئے ہو دراصل وہی حقیقت العلماء ورثۃ الانبیاء کا حقدار ہے اور مرید کے تمام اسباب وامراض اور دواؤں اور علاج میں ہوشیار معالج کی تلاش فرض ہے فرمایا اللہ تعالےٰ نے کونوا مع الصادقین۔ حکم ہے صادقوں کے ساتھ ہونے کا اور یہ (صادقین) پیغمبران ہیں صلوٰۃ اللہ علیہم۔ ان کے بعد پیغمبروں کے خلفاء ہیں صلوات اللہ علیہم اور یہ (خلفائے پیغمبران) مشائخ ہیں فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ (پیر اپنے مریدوں کے لئے ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت کے لئے) اور مشائخ کا قول لا دین لمن لا شیخ لہ (اس کا دین مضبوط نہیں ہے جس کا پیر نہیں ہے)

مگر جب پیر کر لیا تو بغیر اس کی اجازت کے وہاں سے (کسی پیر کے پاس) نہ جائے اور اس کی تعلیم سے الگ نہ ہو۔ خبردار۔ ہر حال میں بزرگوں کی غیرت (غضب) سے دور رہنا چاہئے۔ اگر پہلے پیر کی اجازت کے بغیر یا خفگی سے دوسرا پیر کیا تو درست نہیں۔

می کنند واین سہ چیز است کہ یک سال بخدمت حق ویک سال مراعات دل ونود دست بدعا وزبان سوال کشادہ دارد کہ ان اللہ یحب المسلمین فی الدعاء می گوید :۔

جو مرید ایسا کرے اس کو خرقہ (خلافت) پہنانا از روئے تحقیق نہ از روئے تعلق درست رکھیں اور ہوشیار کردیں کہ طریقت اسے قبول ہی نہیں کرتی۔ مرشد طریقت (اول) سے (پھر) علاقہ پیدا کرے تو مرشد طریقت علاقہ لگائے اس کو تین سال میں تین ادب کا۔ ایک سال خدمت حق اور ایک سال اپنے دل کی اصلاح (اللہ کے حضور) دعا کا ہاتھ، سوال کی زبان کھولے رکھے کہ ان اللہ یحب المسلمین فی الدعاء (بالتحقیق خدائے تعالےٰ دوست رکھتا ہے مسلمانوں کو حقیقت دعا میں پہنچنے کو)

مجلس بستم :۔

در ذکر حل وحرمت سماع

سعادت زمین بوس حاصل شد ذکری در حل وحرمت سماع افتادہ بود قاضی اشرف الدین عرضداشت کہ سماع حلال است یا حرام؟ —— بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فرمودند کہ آرے ایں مسئلہ مختلف است۔ علی الاطلاق حرام گویند زیراکہ ظاہرش فسق است و فتنہ امّا در باطن جوازش بر وجوہ است۔ در احیاء العلوم ذکر کردہ است اگر غالب بر کسے حُبِّ خداوند است ومشتاق است بلقاء وے۔ پس سماع در حق وے محرک است شوق وے را وموکد است محبت وے را وفروزندہ است آتش دل او را وبروں آورندہ است از دل وے احوال شریف را از مکان

بیسویں مجلس :۔

سماع کے حلال اور حرام کے بیان میں۔

زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ سماع کے حلال وحرام کا ذکر آگیا تھا قاضی اشرف الدین نے عرض کیا کہ سماع حلال ہے یا حرام؟ —— بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ ہاں اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ مطلق حرام اس لئے کہتے ہیں کہ ظاہرًا یہ گناہ اور فتنہ ہے۔ لیکن باطنًا اس کے جواز کے چند وجوہ ہیں۔ احیاء العلوم میں ہے کہ اگر کسی پر محبت الٰہی کا غلبہ (جادہ) اور دیدار الٰہی کا شوق ہے تو سماع اس کا شوق بھڑکانے والا اور محبت پختہ کرنے والا (دل کی محبت) اور دل کی آگ (تڑپ) کو روشن کرنے والا ہے اور نیز اس کے دل (باطن) سے مقام بخشش اور رحمت کے نوادرات ظاہر کرنے والا ہے

شفاعت و ملاطفت کہ در حصیر نیاید۔ و آں را بزبان صوفیا ر وجد گویند در حق ایں چنیں کسے سماع حلال است کہ بر دل کسے کہ محبت خدا غالب است۔

و در بعضے کتب مشائخ رضوان اللہ علیہم سماع را بر چہار نوع قسمت کردہ اند۔ حلال۔ حرام۔ مباح۔ مکروہ

سماع کہ در شنیدن آں دل بکلی سوئے حق مشغول است حلال است و سماع کہ در شنیدن آں دل بہ کلی۔۔ مشغول بمجاز است و بچیزہا دیگر فسق و فجور آں حرام است و سماعیکہ در شنیدن آں دل ہم مشغول بہ حق است و ہم بمجاز اما مشغول حق زیادہ از مشغول مجاز ایں قسم مباح است۔

حاضرے عرضداشت کہ سماع در وقت شادی حلال یا حرام۔ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فی الدارین فرمودند کہ در احیاء العلوم ذکر کردہ است کہ اگر آں شادی مباح و سماع موکد اوست سماع نیز مباح بود چنانکہ سرود در ایام عید و عروسی و در وقت آمدن غازی و وقت زادن فرزند و وقت ختنہ و حفظ قرآن و دلیل بریں وارد است کہ چوں پیغمبر صلوات اللہ علیہ وسلم از غزوۂ تبوک بازگشتہ بود و بکرانتہ مدینہ رسید مردے

جسے احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ اور اسے صوفیہ وجد سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حق میں سماع حلال ہے جن کے دلوں میں خدا کی محبت غالب ہے۔

اور بعض مشائخ کی کتابوں میں رضوان علیہم اجمعین سماع کی چار قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ حلال۔ حرام۔ مباح۔ مکروہ

ایسا سماع جس کے سننے سے پوری طرح دل خدا میں مشغول ہے۔ حلال ہے۔ اور جس سماع کے سننے سے پوری طرح دل مجاز اور فسق و فجور جیسی چیزوں میں مشغول ہے یہ سماع حرام ہے۔ اور جس سماع سے حقیقت اور مجاز میں دل مشغول ہو مگر حق سے مجاز میں مشغولیت کم ہو تو یہ مباح کی قسم ہے۔

حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ شادی میں سماع حلال ہے یا حرام؟ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ احیاء العلوم میں ہے کہ اگر وہ شادی مباح اور سماع (اباحت) کی تاکید (ثابت) ہو تو مباح ہے جس طرح سرود عید کے نو دن میں اور شادی اور غازی کی آمد اور بچے کی ولادت اور ختنہ اور حفظ قرآن میں۔ اور اس پر یہ دلیل ہے کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے اور شہر مدینہ کی سرحد میں داخل

پیش وے دف می زد وایں بیت می
گفت۔ شعر ؎

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا
ما دعا للہ داع

وایں شادی بود۔ محمود برسیدن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ پس اظہار روے بہ شعر و نغمہ دبرقص و حرکات نیز محمود بود

قاضی شرف الدین عرضداشت کہ سماع از عورت بیگانہ یا از کودک امرد چگونہ است۔ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فی الدارین فرمودند کہ اگر در سماع از وے خوف فتنہ است ایں جا گفتہ اند حرام و ہم چنیں کودک امرد نیز حرام۔ بدیں معنی روایت کردہ اند از حضرت صلے اللہ علیہ وسلم در خانہ عائشہ رض کنیزکے سرود می گفت و رسول اللہ شنیدہ است واں چناں بود کہ عائشہ رض روایت می کرد کہ نزدیک من کنیزکے سرود می کرد چوں پیغامبر صلعم در آمد واں کنیزک ہم بداں حال خود بود پس عمر خطاب رض در آمد۔ کنیزک بگریخت حضرت رسول اللہ صلعم تبسم کرد۔ عمر گفت رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ چرا خندی پیغامبر

ہوئے ایک شخص نے سامنے ہو کر ڈھول ٹھونکا اور یہ شعر گایا۔ ؎

مدینہ کے پہاڑوں کی گھاٹیوں
سے ہم پر کامل چاند نکل آیا ہے۔
اس کا شکر ہم پر واجب ہے جب
تک کوئی دعا کرنیوالا اللہ سے دعا کرتا ہے

اور یہ خوشی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے (مدینہ) پہنچنے کی محمود تھی اور اس کا اظہار شعر اور گانا و ناچ اور کھیل کود سے بھی محمود ہو گا۔

قاضی شرف الدین نے عرض کیا کہ نا محرم عورت یا امرد نابالغ (بے ڈاڑھی مونچھ) سے سماع سننا کیسا ہے؟ مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ اگر اس سے سماع میں فتنہ کا اندیشہ ہے تو لوگوں نے حرام کہا ہے۔ اسی طرح امرد کا بھی سماع حرام ہے اس بارے میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رض کے گھر بچیاں یا لونڈیاں گا بجا رہی تھیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا ہے۔ اور یہ یوں ہوا تھا کہ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ میرے نزدیک ایک لونڈی گا بجا رہی تھی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ لونڈی اسی طرح گاتی بجاتی رہی۔ پھر عمر خطاب رض آئے۔ تو لونڈی بھاگ نکلی۔ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ حضرت عمر رضی اللہ

گفت صلے اللہ علیہ وسلم سرود گفتن
آں جاریہ و بگریختن او از دیدن تو۔ باز
گفت عمرؓ مروم تا نہ شنوم آنچہ رسول
خدا صلعم شنیدہ است۔ پس پیغامبر
صلے اللہ علیہ وسلم مرآں جاریہ را فرمود
تا سرود گفت و عمر خطابؓ ہم بشنید
ایں محمود است بر عدم خوف فتنہ یعنی
اورا خوف فتنہ نہ بود ⁂

عزیزے عرضداشت کہ تواجد
چیست ـــــ؟ بندگی مخدوم عظمۃ
اللہ فرمودند کہ در شرح تعرف آوردہ
است وجد است و تواجد است۔ ہر
اندوہے کہ آں سوزش و الم باشد ایں
طائفہ اورا وجد گویند و ایں برانواع
است شاید کہ از بیم عذاب باشد
یا از درد فراق باشد کہ از سوزش شوق
و محبت باشد و آنچہ بدیں ماند از معنی
سوزندہ و دردکنندہ پس ہر وقتے کہ
ازیں معانی در دل کسے پدید آمد۔ و
درونش بسوزد ایں طائفہ اورا وجد
گویند۔ پدید آمدہ است ⁂

قاضی اشرف الدین عرضداشت
کہ ادب سماع چیست ـــــ؟
بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فرمود کہ ادب سماع
سہ چیز است۔ اخوان۔ و زمان و مکان

... عنہ نے کہا یا رسول اللہ کیوں ہنستے ہیں۔
فرمایا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی کا
گانا بجانا اور تمہیں دیکھ کر بھاگ جانا۔ تو
حضرت عمر رضی اللہ نے کہا جو کچھ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا ہے جب تک
میں نہ سن لوں یہاں سے جانے کا نہیں۔ تو
پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی لونڈی کو
سرود کا حکم فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے بھی سنا۔ یہ فتنہ کا خوف نہ ہونے کے
سبب محمود ہے۔ یعنی ان کو فتنہ کا ڈر نہ تھا۔

ایک عزیز نے عرض کیا کہ تواجد
کیا ہے ـــــ؟ بندگی مخدوم عظمۃ
اللہ نے فرمایا۔ شرح تعرف میں ہے کہ
وجد و تواجد ہے ہر وہ غم جس سے اس طائفہ
کو سوزش والم ہو وجد کہتے ہیں اور اس
کی قسمیں ہیں۔ شاید عذاب کے ڈر سے ہو
یا جدائی کے درد سے کہ شوق و محبت کی
گرمی کے سبب ہوتا ہے اور جو کچھ گرمی اور
درد پیدا کرنے والی معنی کی قسم کی ہو تو
جب ان معانی سے کسی کے دل میں ظاہر
ہوا اور اندر جلن ہو یہ طائفہ اسے وجد کہتے
ہیں یہ ظاہر ہوا ہے۔

قاضی اشرف الدین نے پوچھا کہ سماع
کی کیا شرط ہے ـــــ؟ بندگی مخدوم عظمۃ
اللہ نے فرمایا سماع کی تین شرطیں ہیں:-
اخوانؔ۔ زمانؔ۔ مکانؔ۔ اخوان یہ کہ ایک

اخوان :- آں کہ یک دل و یک حال باشند یعنی ہمہ درویشاں باشند یا معتقد ایشاں و باید کہ **نبود** یعنی منکر نباشد گفتہ اند: لا یحضر فی مجلس السماع من تبسم او یتلھی. یعنی حاضر نہ شود در مجلس سماع کسے کہ او تبسم کند یا لہوے بجائے آرد۔ **زمان**۔ باید کہ زمانے باشد ہیچ تعلقے و مشغولے نباشد و ہمہ ازیں سبب اولیٰ زمان شب گفتہ کہ غالب آنست کہ دل را در شب جمعیتے بود واز شغل فراغ حاصل آید۔ **مکان**۔ یعنی مکانے خوب و مروج باشد و موضع مشائخ وصلحا باشد و جائے ناخوش و تاریک نبود و خانۂ ظالمے نباشد و راہ گذرے نباشد تا وقت شوریدہ نہ گردد۔

قاضی اشرف الدین عرضداشت کہ تکلف در سماع جائز است یا نہ؟

—— بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فی الدارین فرمودند کہ تکلف بر دو نوع است۔ محمود است و مذموم :-

مجلس سی و یکم :-

در ذکر شجرۂ پیراں ——

سعادت زمین بوس حاصل گشت۔ ذکرمی در شجرۂ پیراں افتادہ بود۔ عزیزے عرضداشت کہ شجرۂ پیران مخدوم بندہ را یاد نیست۔ بندگی مخدوم

دل اور ایک حال ہوں۔ یعنی سب فقیر اور فقیر منش ہوں۔ نہ ہوں یعنی منکر نہ ہوں۔ لا یحضر فی مجلس السماع من تبسم او یتلھی. لوگوں کا قول ہے۔ یعنی سماع میں ہنسنے اور بیہودگی کرنے والے لوگ حاضر نہ ہوں زمان ایسا وقت ہو کہ کوئی اور تعلق اور شغل نہ ہو۔ اسی سبب سے تمام حضرات نے رات کو بہترین وقت کہا ہے۔ کیوں کہ زیادہ ایسا ہوتا ہے کہ رات کو اطمینان ہوتا ہے اور کاروبار سے فرصت۔ مکان۔ یعنی جگہ رواج کے مطابق اچھا ہو۔ مشائخ اور نیک لوگوں کی جگہ ہو۔ ناموزوں اور اندھیرا نہ ہو۔ ظالم کا مکان نہ ہو۔ عام سڑک سے کنارے ہو تا کہ وقت پراگندہ نہ ہو۔

قاضی اشرف الدین نے عرض کیا کہ سماع میں نمائش درست ہے یا نہیں؟

—— بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فی الدارین نے فرمایا کہ نمائش دو طرح کی ہے۔ اچھی اور بری :-

اکتیسویں مجلس :-

پیروں کے شجرہ کے ذکر میں ——

زمین چومنے کی سعادت ملی۔ پیروں کے شجرہ کے متعلق بات آن پڑی تھی۔ ایک عزیز نے کہا کہ مخدوم پیروں کا شجرہ مجھے یاد نہیں ہے۔ بندگی مخدوم

عظمۃ اللہ فرمودند کہ شجرۂ پیراں یاد
باید کرد وایں را بعد از فرضے بخوانند
واگر اورا مہمے پیش آید دین و دنیاوی
باید کہ وضو سازد و دو رکعت نماز بگذارد
وایں شاں را شفیع آرد۔ حق تعالےٰ
جل شانہٗ آں مہم را بکفایت رساند
انشاء اللہ تعالےٰ۔ شجرۂ پیراں اینست

فقیر حقیر شرف الدین منیری رح
خرقہ از خدمت شیخ الاسلام نجیب
الدین فردوسی دارد و خدمت شیخ
الاسلام نجیب الدین خرقہ از خدمت
شیخ الاسلام رکن الدین فردوسی دارد
و خدمت شیخ الاسلام رکن الدین خرقہ
از خدمت شیخ الاسلام بدرالدین سمرقندی
دارد و خدمت شیخ الاسلام بدرالدین
سمرقندی خرقہ از شیخ الاسلام سیف
الدین باخرزی دارد و خدمت شیخ
الاسلام سیف الدین باخرزی از
شیخ الاسلام نجم الدین کبریٰ دارد۔ و
خدمت شیخ الاسلام نجم الدین کبریٰ
خرقہ از خدمت شیخ الاسلام ضیاءالدین
ابونجیب سہروردی دارد و خدمت شیخ
الاسلام ضیاءالدین ابونجیب سہروردی
خرقہ از شیخ الاسلام قاضی وجہ الدین
ابوحفص دارد و خدمت شیخ الاسلام
وجہ الدین خرقہ از خدمت پدر خود محمد

عظمۃ اللہ نے فرمایا یاد کرلینا چاہئے۔ اور
ہر فرض (نماز) کے بعد پڑھیں۔ اور جب
کوئی ضرورت ہو دین یا دنیا کی تو وضو
(بنا) کرکے دو رکعت نماز پڑھ کر (اپنے
سلسلہ کے) پیروں کو سفارشی بنائے حق
تعالےٰ اس ضرورت کو پوری فرمائے۔
انشاء اللہ تعالےٰ پیروں کا شجرہ یہ ہے۔

فقیر حقیر شرف الدین منیری (خلافت
وبیعت) بندگی شیخ الاسلام نجیب الدین
فردوسی سے رکھتا ہے۔ اور بندگی شیخ
الاسلام نجیب الدین خرقہ بندگی شیخ
الاسلام رکن الدین فردوسی سے۔ اور
بندگی شیخ الاسلام رکن الدین خرقہ
بندگی شیخ الاسلام بدرالدین سمرقندی
سے اور بندگی شیخ الاسلام بدرالدین
سمرقندی بندگی شیخ الاسلام سیف الدین
باخرزمی سے اور بندگی شیخ الاسلام
سیف الدین باخرزمی خرقہ بندگی شیخ
الاسلام نجم الدین کبریٰ سے اور بندگی
شیخ الاسلام نجم الدین کبریٰ خرقہ
بندگی شیخ الاسلام ضیاءالدین ابونجیب
سہروردی سے اور بندگی شیخ الاسلام
ضیاءالدین ابونجیب سہروردی خرقہ
بندگی شیخ الاسلام قاضی وجہ الدین ابو
حفص سے اور بندگی شیخ الاسلام وجہ
الدین خرقہ اپنے والد بندگی محمد بن عبداللہ

بن عبداللہ المعروف بہ عمویہ دارد. و
خدمت شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ
خرقہ از شیخ الاسلام احمد سیاہ دینوری
دارد و خدمت شیخ الاسلام احمد سیاہ
دینوری خرقہ از شیخ الاسلام ممشاد
علو دینوری دارد و خدمت شیخ الاسلام
ممشاد علو دینوری خرقہ از شیخ الاسلام
ابوالقاسم جنید بغدادی دارد و خدمت
شیخ الاسلام جنید بغدادی صحبت با
خال خود خواجہ سری سقطی دارد و خواجہ
سری سقطی صحبت با خواجہ معروف کرخی
دارد و خدمت خواجہ معروف کرخی صحبت
با خدمت امام علی رضا علیہ السلام دارد
و خدمت علی رضا صحبت با پدر خود
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام دارد و خدمت امام موسیٰ کاظم
باپدر خود امام جعفر صادقؑ دارد و خدمت امام جعفر
صادق صحبت با پدر خود امام محمد باقر دارد و خدمت
امام محمد باقر صحبت با پدر خود امام
زین العابدین علیہ السلام دارد و خدمت
زین العابدین صحبت با پدر خود امام
حسین شہید کربلا علیہ السلام دارد. و
خدمت امام حسین شہید کربلا با پدر
خود امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ دارد
و خدمت امیر المومنین علیؓ با حضرت رسول
اللہ دارد. ازیں شجرہ ایں معلوم می شود کہ
خرقہ کہ دارد و صحبت باکہ دارد ۞

المعروف بہ عمویہ سے اور بندگی شیخ الاسلام
محمد بن عبداللہ خرقہ شیخ الاسلام احمد
سیاہ دینوری سے اور بندگی شیخ
الاسلام احمد سیاہ دینوری خرقہ شیخ
الاسلام ممشاد علی دینوری سے . اور
بندگی شیخ الاسلام ممشاد دینوری خرقہ
شیخ الاسلام ابوالقاسم جنید بغدادی
سے اور بندگی شیخ الاسلام جنید بغدادی
صحبت اپنے ماموں خواجہ سری سقطی سے
اور خواجہ سری سقطی صحبت خواجہ معروف
کرخی سے اور بندگی خواجہ معروف
کرخی صحبت بندگی امام علی رضا علیہ
السلام سے اور بندگی امام علی رضا
صحبت اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ
السلام سے اور بندگی موسیٰ کاظم صحبت اپنے
والد امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور بندگی
جعفر صادق صحبت اپنے والد امام محمد باقر سے
اور بندگی امام محمد باقر صحبت اپنے والد امام
زین العابدین علیہ السلام سے اور بندگی امام
زین العابدین صحبت اپنے والد امام حسین شہید
کربلا سے اور بندگی امام حسین شہید کربلا صحبت
اپنے والد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے اور
بندگی امیر المومنین علیؓ حضرت رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سے رکھتے ہیں۔ اس شجرہ
کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ خرقہ کسی سے
رکھے اور صحبت کسی اور سے بھی رکھ سکتا ہے ۞

ملفوظ الصفر

ملفوظ الصفر ملفوظ شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہٗ اکہتر صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں بست سیوم ماہ شب یک شنبہ اثنی ستین سبع مائۃ ۷۶۲ھ سے لے کر جمادی الآخر روز چہار شنبہ پانزدہم ماہ سنہ مذکور تک کے ملفوظ ہیں۔ دن تاریخ اور ماہ کے حساب سے ملفوظ ہیں اور ذکر بھی لائے ہیں۔ اس کے جامع زین بدر عربی ہیں۔ اس لئے کہ بیچارہ عرضداشت سے وہی مراد ہیں :-

اس کی ابتدا اس طرح پر ہے :-

الحمد للہ رب العلمین

والصلوٰۃ علی رسولہ محمد و

الہ اجمعین۔ وقت پاک بندگی

مخدوم عظمۃ اللہ صفر ختم اللہ بالخیر و

الظفر بست وسیوم ماہ شب یک شنبہ

اثنی ستین سبع مائۃ سعادت خاک بریں

آستانہ علیا و دولت دیدار بعد از شش

ماہ و شانزدہ روز کہ در سفر فرد شب

گذشتہ بود۔ بعد از نماز شام بین العشائین

حاصل آمد الحمد للہ علیٰ ذالک

چوں ایں بیچارہ بدولت زمین بوس

خواندگار مشفق و پیر بزرگوار مخدوم جہاں

عظمت اللہ ومتع اللہ المسلمین
بطول بقائہ شرف شد۔ چند سخن
ایں بیچارہ از تشویش خلق فرد دست
کہ از جہت لشکر فیروز شاہ خلد اللہ ملکہ
بود پرسید و بر لفظ مبارک راند کہ بلد
ایں زماں در خانہ پیر و بیچارہ سرزمین
آوردہ در خانہ آمد۔ صفر ختم اللہ بالخیر
والظفر بست سیوم ماہ روز یک شنبہ
سعادت آستانہ بوسی حاصل آمد بندگی
مخدوم عظمۃ اللہ دراں مرو ز جانب لب
آب بدولت بیروں آمدہ بودند و یاراں
و مریداں و بندگان بیشتر برابر بودند و
دیوان خواجہ عطار برابر بود :۔

ایک جگہ صنہ ۳۰ پر مذکور ہے کہ :۔

بندگی مخدوم عظمۃ اللہ بر لفظ
مبارک خود راند کہ خود بر عیب مطلع نہ
شود۔ دیگرے راعیب دیگر نظر می افتد
پیری و مریدی ازیں جا خواست زیرا کہ
چوں اطلاع بر عیب او دست تا او را
ازاں عیب بروں آرد و بکمالات
موصوف گرداند، اگر خودی خود سالہا
مشغول شود تا عیوب نفس خود خودی خو
دور کند نتواند مگر خود را پیش کسے افگند
کہ او را نظر بر عیب افتد آں را او دور
کند ازیں جا است الشیخ فی قومہ
کالنبی فی امتہ است بے پیغامبر

بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے کہا کہ اپنے
عیب پر اطلاع نہیں ہوتی۔ ایک دوسرے
کو ایک دوسرے کا عیب نظر آتا ہے
یہیں سے پیری مریدی کا پتہ چلتا ہے کیونکہ
جب واقفیت دوسرے کے عیب پر ہو
تو اس کو عیب سے باہر لاتا ہے اور بہتر
بناتا ہے۔ اگر آپ ہی آپ سالہا سال اپنے
میں مشغول ہو تاکہ نفس کے عیوب دور کرے
ہو نہیں سکتا۔ ہاں جب کسی کے حوالے کردے
کہ اس کے عیب پر اس کی نظر پڑے اسے
دور کرے اسی واسطے الشیخ فی قومہ
کالنبی فی امتہ ہے یعنی شیخ (مقتدا) اپنی

تواند کہ در راہ دین رود و قوم تواند کہ
بے شیخ و مقتدا دریں راہ رود آں محال
بس ایں محال اگرچہ گویند کہ فیض منقطع
نیست ؛

صفر ختم اللہ بالخیر والظفر روز
دوشنبہ شب بست چہارم ماہ مذکور۔
فضیلت آیۃ الکرسی بعد فرض متصلا بخواند
یا بعد ادائے سنت ؛

ص۵ الشیخ یحیی و یمیت چہ
باشد؟ فرمود اماتت و احیا چنانکہ صوری
است معنوی ہم است ؛

ص۶ الکفر موت الایمان.
المعصیۃ موت والطاعۃ حیات
پس کسے کہ او را از معصیت بروں آورد
و بطاعت در آرد اماتت او کرد عن
المعصیۃ و احیار او کرد بالطاعۃ و ہم چنیں
الجہل موت والعلم حیات ہر کہ
کسے را از جہل بروں آرد و بعلم در آرد
اماتت او کرد عن الجہل و احیار او کرد
بالعلم ؛

صفر ختم اللہ بالخیر والظفر شب
سہ شنبہ بست پنجم ماہ سعادت خاکبوس
آستانہ علیا حاصل آمد۔ در ایمان بسہ
مرتبہ اند یکے مومن است عند اللہ و کافر
است نزدیک مردماں و آں اینست کہ
می شناسد خدائے را حق بودن و بر توحید

قوم میں ایسے ہی ہے جیسے نبی اپنی امت میں امت
بغیر پیغمبر کے دین کی راہ اختیار کرے اور قوم بغیر
شیخ کے یہ راہ اختیار کرے وہ محال ہے تو یہ بھی
محال ہے اگرچہ کہتے ہیں کہ فیض کیلئے رکاوٹ نہیں

صفر ختم اللہ بالخیر والظفر اسی مہینے کے
چوبیسویں کی رات سوموار کے دن۔
آیت الکرسی کی فضیلت۔ بعد فرض ہی فورا
پڑھے یا سنت ادا کرکے۔

ص۵ الشیخ یحیی و یمیت شیخ جلاتا
ہے اور مارتا ہے کیا ہے؟ فرمایا موت حیات
جس طرح ظاہری ہے حقیقی بھی ہے ؛

ص۶ کفر ایمان کی موت ہے۔ نافرمانی موت
ہے۔ فرمانبرداری حیات ہے پس جس شخص
کو گناہوں سے باہر نکال کر فرمانبرداری میں لگادے
تو گویا اس کی معصیت کی موت ہوگئی اور
فرماں برداری کی ذریعے سے اس کو زندگی
عطا کی۔ اسی طریقے سے جہل موت ہے اور علم
حیات ہے تو جو کسی شخص کو جہل سے باہر
نکال کر علم کی طرف لائے تو گویا اس کی جہالت
کی موت ہوگئی اور علم کی زندگی ملی ؛

؛ پچیسویں صفر ختم اللہ بالخیر والظفر منگل
کی رات آستانہ عالی کی زمین چومنے کی سعادت
ملی۔ ایمان کے تین درجے ہیں۔ ایک عند
اللہ مومن اور لوگوں کے نزدیک کافر۔
اس طرح سے کہ خدا کو از روئے ہونے کے
پہچانے اور توحید پر ہو۔ حقیقت دین کا

برحقیقی دین اعتقاد دارد بیزار است ازکفر ولیکن اقرار از وے ظاہر شدہ است مومن است عنداللہ و کافر است عند الناس۔ دوم آنست کہ کافر است عند اللہ و مومن است عندالناس و آں است کہ بزبان اقرار دارد و بہ دل تصدیق نہ اینجا حکم بر اسلام او ظاہر اگرچہ کافر بود عنداللہ۔ سوم آنست کہ اقرار بہ زبان و اعتقاد کند بہ دل او مومن است عنداللہ و عندالناس و عندالملائکہ ؛

صفر در آخر چہار شنبہ ختم اللہ بالخیر والظفر بست ششم ماہ سنہ مذکور —

حضرت رسالت فرمودہ اند من بشرنی بخروج الصفر الحدیث۔ علماء ظاہر می گویند کہ از جہت غلبہ زحمت فرمودہ اند۔ اما ارباب محبت می گویند اگرچہ زحمت دریں ماہ غالب بود آنکہ فرمودہ اند از جہت غلبہ زحمت بود بلکہ ازاں جہت فرمودہ اند کہ وعدہ پیوستن بہ حضرت مطہر خداوند عز وجل بعد از گذشتن صفر بود ؛

صفر ختم اللہ بالخیر والظفر روز پنجشنبہ بعد از نماز بست ہفتم ماہ مذکور در مجلس شریف قاضی حاضر بودند۔

از ابراہیم نخعی نقل است کہ از ایشاں

اعتقاد رکھے اور کفر سے بیزار رہے لیکن اقرار (زبان) ظاہر ہوا ہے۔ مومن ہے اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک کافر ہے اور دوسرا یہ کہ عنداللہ کافر ہے اور لوگوں کے نزدیک مومن ہے یہ زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے نہیں مانتا۔ اس جگہ اسلام کا حکم اس پر ظاہر ہوا ہے۔ اگرچہ اللہ کے نزدیک وہ کافر ہے۔ تیسرا یہ کہ جو زبان سے اقرار کرے اور دل میں اعتقاد رکھے وہ مومن ہے اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک اور فرشتوں کے نزدیک بھی ؛

۲۶ صفر آخری چہار شنبہ ختم اللہ بالخیر و الظفر سنہ مذکور

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس نے بشارت دی مجھے ماہ صفر کے باہر ہونے کی) الحدیث۔ علماء ظاہر کہتے ہیں کہ آپ نے بیماری کی تکلیف سے فرمایا۔ اہل محبت کہتے ہیں کہ اس مہینہ میں گو تکلیف بہت تھی مگر خداوند عز وجل سے حضرت مطہر صلے اللہ علیہ وسلم کے ملنے کا وعدہ صفر (ماہ) گزرنے کے بعد تھا۔ اس وجہ سے آپ نے یہ فرمایا ؛

۲۷ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر جمعرات کے دن قاضی خان مجلس شریف میں حاضر تھے۔

ابراہیم نخعی رح سے نقل ہے کہ لوگوں نے ان سے

پرسیدند کہ قتالے کہ میان صحابہ افتادہ
است۔ جواب داد کہ خونہا بود کہ حق تعالے
دستہار مارا ازاں نگاہ داشت اکنوں
مارا باید کہ زبانہا خود را براں نیالائم
و بشارت بدیں است کہ حضرت رسالت
صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است اذا
ذکر اصحابی فاسکتوا۔ بےچارہ
عرضداشت کہ چوں موجب لعنت
از وے در وجود آمد چرا لعنت نہ کند
و کدام چیز ازیں موجب تر خواہد بود
کہ جگر گوشۂ سلطان انبیاء را زار زار
دراں دشت کربلا اسیر کردہ کشتہ
است و باایشاں بہ تیغ و تبر و جنگ
پیش آمدہ فرمود کہ با معاویہ علی رضی اللہ
عنہ صلح کردہ است اگر مستحق لعنت
بودے باوے صلح درست نبودے
و در یزید علماء را اختلاف است بعضے
گویند کہ بر وے لعنت نہ کند کہ سالہا
امام مسلمانان بودہ است و بعضے می
گویند لعنت کردن بر وے جائز است
چوں مختلف آمد در ترک چہ مضائقہ
است و شاید کہ ازاں توبہ کردہ باشد ؛

صـ۱۷ صفر بست و ہشتم ماہ ختم
اللہ بالخیر والظفر سنہ مذکورہ ـــــ
سعادت آستانہ علیا بوسی حاصل آمد۔
ذکری در خوردن جانوران افتادہ بود ـــ

صحابہ میں جنگ کے متعلق پوچھا۔ جواب دیا کہ
وہ ایسا خون تھا جس سے ہمارے ہاتھوں کو
اللہ تعالے نے محفوظ رکھا۔ اب ہمیں لازم ہے
ہے کہ اپنی زبانوں کو اس (ذکر) سے آلودہ نہ
کریں اور اس کی بشارت ہے حضرت رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اور
جب میرے اصحاب کا ذکر (مشاجرات) ہو تو چپ
ہو جاؤ۔ بیچارہ نے عرض کیا۔ جب لعنت کا
سبب اس سے ظاہر ہوا تو لعنت کیوں نہ کیجائے
کون چیز اس سے زیادہ لعنت کا سبب ہوگی
کہ سلطان الانبیاء کے جگر کے ٹکڑے (حسینؑ)
کو پریشان پریشان کربلا میں قید کر کے مارا اور
ان لوگوں کے ساتھ تلوار اور تبر اور جنگ سے
پیش آیا۔ فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علی رضی
اللہ نے معاویہ (امیر) سے صلح کی۔ اگر لعنت کے
لائق ہوتے تو ان سے صلح جائز نہ ہوتی ہاں
یزید کے بارے میں علماء متفرق ہیں۔ بعض کہتے
ہیں اس پر لعنت نہ کرے کیوں کہ برسوں مسلمانوں
کا امام رہا ہے اور بعض کا کہنا ہے اس پر
لعنت کرنا بجا ہے۔ جب اختلاف پیدا
ہو گیا ترک میں کیا مضائقہ ہے۔ شاید اس
سے توبہ کی ہو ؛

صـ۱۷ ۲۸ صفر ختم اللہ بالخیر والظفر
سنہ مذکور ـــــ
آستانہ چومنے کی سعادت پائی ـــــ
جانوروں کے گوشت کھانے کی بات آگئی تھی

عرض افتاد کہ طاؤس خوردن آمدہ است
ـــــ حلت وحرمت خوردن طاؤس
ـــــ حلت وحرمت گرگ ـــــ
حکمت در حلت وحرمت جانوراں ٭
صنہ۲ ربیع الاول سوم ماہ سنہ مذکور ـــ
در جمیع حرکات وسکنات قول و
فعل باپیر متابعت نماید وحقیقت مے
مریدی خود ایں است وہر کہ متابعت
رسول کامل تر میان آستانہ او فاضل تر
وبہ پیغامبر نزدیک تر الشیخۃ خلافۃ
النبوۃ ۔ عین القضاۃ در مکتوبے
آوردہ است بدیں عبارت مریدی پیر
پرستی است کہ من یطع الرسول
فقد اطاع اللہ ٭
صنہ۲ ربیع الاول سہ شنبہ ماہ مذکور
صہ۲۳ ذکری در ابتلا افتادہ
بود ۔ ابتلا تا لب گور است الدنیا دار
البلاء والمحنۃ در دار بلا ومحنت
ہر چند عجز وزاری در دعا بہتر ۔ سبحان اللہ
ابتلا روا حد کجا یک ابتلا رپیش آمد آں
گذشت در عقب آں دیگر پیدا آمد
و در عقب آں دیگر و دیگر فرصتے نیست
صہ۲۵ خواجہ نصیر الدین عرض
داشت کہ گربہ را ہمہ بزرگاں دوست
داشتہ اند ۔ فرمود کہ آری تا بر حضرت
رسالت صلے اللہ علیہ وسلم گربہ بود ۔ و

سوال آیا کہ مور کھانا درست آیا ہے ـــــ
ـــــ مور کا کھانا حلال وحرام ہونا
ـــــ بھیڑیا کا حلال وحرام ہونا ـــــ
جانوروں کے حلال وحرام ہونے کی حکمت ٭
صنہ۲ تیسری ربیع الاول سنہ مذکور
تمام افعال اور اقوال اور حرکات اور
سکنات میں پیر کی پیروی کرے ۔ مریدی کی
خاص خوبی یہی ہے ۔ جو رسول کی پیروی میں
زیادہ پورا ہو وہ اس کی امت میں زیادہ افضل
اور پیغمبروں کے زیادہ قریب ہے الشیخۃ الخ
(شیخی نبوت کی مثال) عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ
نے اپنے مکتوب میں یہ عبارت نقل کی ہے اور
مریدی پیر پرستی ہے کہ من یطع الرسول الخ
(جس نے رسول کی اطاعت کی بیشک اللہ کی اطاعت کی)
صنہ۲ ۸ ربیع الاول منگل مہینہ مذکور ۔
صہ۲۳ پریشانی کا ذکر آگیا ۔ پریشانی
لب گور تک ہے الدنیا الخ (دنیا پریشانی
اور محنت کی جگہ ہے) پریشانی اور محنت
کی جگہ میں عاجزی اور گڑگڑانا اور دعا اچھا ہے
اللہ کی ذات پاک ہے ایک پریشانی پر بس کہاں
ایک گذری پھر اس کے بعد دوسری موجود اس
کے اور دوسری اور تیسری سے مہلت نہیں ہے ۔
صہ۲۵ خواجہ نصیر الدین نے عرض کیا
کہ سب بزرگوں نے بلی محبوب رکھی ہے ؟
فرمایا ۔ ہاں ۔ یہاں تک کہ حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی بلی تھی ۔ اور حضرت

آب از او ندو ضو حضرت رسالت صلعم خوردے ۔ در کراہت سور گربہ کہ اختلاف افتادہ است ۔ امام یوسف قاضی رحمۃ سور او طاہر می گوید او ہم بریں استدلال می کند کہ چوں حضرت رسالت صلعم در وضو کردن مشغول شدندے آں گربہ بیامدے و میل بآب کردے حضرت رسالت صلعم ہم آوندے وضو پیش او کردندے او بداں آوند آب خوردے بعدہ حضرت رسالت صلعم ہم بداں آب وضو ساختندے تا اگر سور او طاہر نبودے پس خوردہ او وضو جائز نبودے ✤

صـــ ۲۵ ربیع الاول روز جمعہ ہیزدہم ماہ سنہ مذکور

قاضی شرف الدین دام عملہ عرضداشت کہ اگر یکے ختم قرآن مجید باجرت می فرماید لازم شود ۔ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فرمود اصل در عبادت آنست کہ گرفتن اجر براں درست نیست ۔ چنانکہ تعلیم قرآن ۔ امامت و بانگ نماز ۔ علماء بعدہ بضرورت و قلت رغبت کہ در خلق بہ دیدند کہ بے اجرت کمتر کسے اقدام می نماید بر جواز فتوی دادہ اند و ایں ہم در نظر آمدہ است اگر کسے ایں چنیں کارے فرمود چنانکہ ختم قرآن مجید بعدہ نمی دہد اگر

صلعم کے وضو کے برتن سے پانی پیتی تھی ۔ بلی کے جوٹھے کی کراہیت میں جو اختلاف ہے امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ اس کے جوٹھے کو پاک کہتے ہیں ۔ وہ یہ دلیل لاتے ہیں کہ جب حضرت رسالت صلعم وضو میں مشغول ہوتے وہ بلی آتی اور پانی کی چاہ کرتی حضرت رسالت مآب صلعم وضو کا برتن اس کے آگے بڑھاتے وہ اسی برتن میں پیتی ۔ پھر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسی پانی سے وضو فرماتے تو اگر بلی کا جوٹھا پاک نہ ہوتا تو اس سے وضو کرنا جائز نہ ہوتا ۔

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

صــ ۲۵ ۱۸ ربیع الاول جمعہ کے دن سنہ مذکور

قاضی اشرف الدین دام عملہ نے عرض کیا کہ اگر کوئی قرآن اجرت پر پڑھے ۔ درست ہے ؟ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا حقیقت میں عبادت پر اجرت لینا درست نہیں ہے ۔ جیسے قرآن کی تعلیم امامت اور نماز کے لئے اذان ۔ لیکن بعد کے علماء نے ضرورت کی وجہ سے اور کمی رغبت جو لوگوں میں ظاہر ہے کہ بے اجرت کوئی کم توجہ کرتا ہے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور یہ بھی دیکھا ہے اگر کوئی ایسا کام کرے پھر (اجرت) نہ دے اگر قاضی تک پہنچائے

برقاضی مراجعت کند قاضی بدہاند۔
اما ختم قرآن مجید باجرت ہم
نیست پس لزوم برو کے تواند کمتر
بروایت بود ؛

ربیع الاول روز دوشنبہ بستم
ماہ سنہ مذکور ____ تمہدات
ابوشکور سالمی پیش نظر بود ؛

ربیع الاول بست سیوم ماہ روز
سنہ مذکور ____ بحث حرمت
شراب مع اختلاف بحث لفظ مسکرا ؛

صـ۳۲ مخدوم عظمۃ اللہ فرمود کہ
حق سبحانہ وتعالے را در قرآن مجید صد
نام است نود و نہ نام برظاہر گردانیدہ
اند ویک نام اسم اعظم است۔ آنرا
درجملہ قرآن مجید پنہاں داشتہ اند۔ یا
حی یاقیوم جابجا می نویسند۔ ایں اسم
اعظم می گویند ____ گفت درکتابے
بریں طریق آوردہ است کہ خداوند را
ہزار نام است۔ سی صد نام در توریت
وسی صد نام در انجیل وسی صد نام در
زبور۔ در قرآن نود و نہ نام پیدا ویکے
درہمہ قرآن پنہاں گویند۔ خواجہ ابراہیم
ادہم را پرسیدند کہ اسم اعظم کدام است
گفت شکم ودہن را پاک کن بعد
نام خداوند را کہ بخوانی اسم اعظم
است ؛

قاضی دلادے۔
مگر ختم قرآن مجید اجرت سے پیوستہ
نہیں ہے تو اس پر لزوم کہاں سے ہو سکے
گا۔ کسی کم زور روایت کی بنا پر ہو تو ہو ؛

۲۰ ربیع الاول سوموار کے دن
سنہ مذکور ____ ابوشکور سالمی
کی تمہدات سامنے تھی ؛

۲۳ ربیع الاول سنہ مذکور ____
____ لفظ مسکرا میں
اختلاف بحث کے ساتھ شراب کے حرام ہونے کی بحث۔

صـ۳۲ مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ
حق سبحانہ تعالے کا قرآن مجید میں سو نام ہے
ننانوے نام کو تو ظاہری شمار کیا ہے۔ اور
ایک اسم اعظم کو پورے قرآن میں
چھپا رکھا ہے ____
یاحی یاقیوم جگہ جگہ لکھا ہے اسے
اسم اعظم کہتے ہیں ____ کہا کہ کسی کتاب
میں اس طرح لایا گیا ہے کہ خداوند تعالے
کے ہزار نام ہیں۔ تین سو انجیل میں اور تین
سو توریت میں اور تین سو زبور میں ہے
ننانوے نام قرآن میں ظاہر اور سارے قرآن
میں ایک نام پوشیدہ کہتے ہیں۔ خواجہ
ابراہیم ادہم سے لوگوں نے پوچھا اسم
اعظم کیا ہے۔ کہا کہ پیٹ اور منہ کو
پاک کرلے۔ پھر جس نام سے بھی خدا کو
پکارے گا وہی اسم اعظم ہے ؛

ص۳۵ ربیع الآخر روز شنبہ ماہ مذکور

ـــــ حاجی عرضداشت اینکہ می گویند ہر چہار مذہب حق است ازیں سخن چہ مراد است ؛

ربیع الآخر منگل کے دن ماہ مذکور

ـــــ حاجی علی نے عرض کیا یہ جو کہتے ہیں کہ چاروں مذہب حق ہے اس بات کا کیا مطلب ہے ۔؛

ص۴۰ ربیع الآخر روز یکشنبہ ہفدہم ماہ مذکور ـــــ عشق بندہ را بخدا می رساند ؛

ص۱۷ ۱۷ ربیع الآخر اتوار کے دن ـــــ عشق بندے کو خدا تک پہنچاتا ہے ؛

ربیع الآخر چہاردہم ماہ روز سہ شنبہ

۱۴ ربیع الآخر منگل کے دن۔

اس میں سلیمان علیہ السلام کے ہد ہد اور شہر سبا کا قصہ ہے ؛

ربیع الآخر بستم ماہ روز شنبہ ص۴۵ خدمت مولانا خلیل الحق والدین برادر شائستہ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ و دام جلالہ عرضداشت ؛

۳۰ ربیع الآخر سنیچر کے دن حضرت مولانا خلیل الحق والدین کی خدمت میں بندگی مخدوم عظمۃ اللہ و دامت جلالتہ نے عرض کیا ؛

ص۴۷ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ فرمود کہ ہرچہ حلال است اندکے است بریں نسبت حکایت فرمود کہ شنیدہ ام در وقت سلطان شمس الدین در بہار مقطع اول نتھو بود بعدہ از وے کشیدند ملک علاء الدین کل بشت دادند۔ وقتے ملک نتھو را کارے افتاد بر ملک علاء الدین بیاید کودک ملک علاء الدین از دروں چند برگ سبز مردہ وسیاہ تہ کردہ پیش ملک نتھو داشت ؛

ص۴۷ بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ جو کچھ حلال (ذریعہ) ہے تھوڑا ہے اس کے مناسب قصہ کہا کہ سنا ہے سلطان شمس الدین کے وقت میں بہار میں مقطع اول ملک نتھو تھے (عہدہ) ان سے لے کر ملک علاؤالدین کل بشت کو دے دیا کسی وقت ملک نتھو کو کچھ ضرورت آپڑی۔ ملک علاؤالدین کے یہاں آئے۔ ملک علاؤالدین کے لڑکے نے اندر سے چند سیاہ اور کھلائے ہوئے پتے تہہ کر کے ملک نتھو کے آگے ڈال دیئے

ص۴۸ جمادی الاول دوازدہم ماہ سنہ مذکور ـــــ در شب معراج چوں باز آمد ترقی نہ بود ؛

ص۴۸ ۱۲ جمادی الاول سنہ مذکور ـــــ جب شب معراج سے واپس ہوئے ترقی کی منزل باقی نہ تھی ؛

جمادی الاول ہفتدہم ماہ مذکور
شیخ محمد تالا حاضر بود ذکری
دریں افتادہ بود کہ عورتے کہ در دار دنیا
دو شوہر داشت فردا قیامت ازاں کہ
باشد :.

۱۷ ر جمادی الاول سنہ مذکور۔
شیخ محمد تالا حاضر تھے۔ اس کا ذکر
آیا کہ جس عورت نے دنیا میں دو شوہر
کیا۔ قیامت میں کس شوہر کی (زوجہ)
ہو گی :.

ص۵۲ جمادی الاول روز پنجشنبہ
بست چہارم ماہ سنہ مذکور ______
سعادت خاکبوسی حاصل آمد بندگی
مخدوم عظمۃ اللہ بزیارت ملکہ حرم
سلطان اختیار الدین مرحوم کہ از سلک
بندگان در آمدہ بود با مولانا قاضی خاں
و یک دو نفر دیگر بیروں آمدہ بودند۔ بعد
از زیارت جانب باغ ملک محمود متصرف
رخ آورد تا نماز دیگر ہمانجا بودند :.

ص۵۲ ۲۴ ر جمادی الاول جمعرات کے
دن سنہ مذکور ______
خاکبوسی کی نیکی حاصل ہوئی بندگی
مخدوم عظمۃ اللہ سلطان اختیار الدین مرحوم
کی ملکہ حرم جو غلامی کی لڑی (بیعت)
میں آ چکی تھیں ان کو زیارت (   ) کرا کر
مولانا قاضی خان اور ایک دو غلام کے
ساتھ باہر تشریف لائے تھے۔ بعد زیارت ملک
محمود متصرف کے باغ کی طرف رخ کیا۔ ظہر کی نماز
تک وہیں رہے :.

جمادی الآخر ششم ماہ روز سہ شنبہ سنہ مذکور
سعادت آستانہ بوسی حاصل آمد
مولانا زین الدین خواہر زادہ بندگی مخدوم
عظمۃ اللہ و متع اللہ المسلمین بطول بقائہ
ہمدریں روز وقت صبح از دار فنا بدار بقا
رحلت فرمود ______ ص۵۵ ذکری
در تلقین موتی افتادہ بود۔ فرمود کہ تلقین
موتی نزدیک علماء ما قبل الموت است۔
نہ بعد از موت و نزدیک امام شافعی رح
تلقین مردہ بعد از موت است بحکم ایں
حدیث کہ لقنوا موتاکم علمائے ما جواب

۶ ر جمادی الآخر منگل کے دن سنہ مذکور ______
آستانہ چومنے کی سعادت ملی بندگی
مخدوم عظمۃ اللہ کے بھانجے مولانا زین الدین
کا انتقال اسی روز صبح کے وقت ہوا۔

______ ص۵۵ مرنے والے
کو تلقین کا ذکر آگیا۔ فرمایا کہ علماء کے
نزدیک تلقین موت سے پہلے ہے موت
کے بعد نہیں۔ امام شافعی رح کے نزدیک مرنے
کے بعد تلقین ہے۔ اس حدیث کی
دلیل کی وجہ سے لقنوا موتاکم (مردہ کو

جواب می گویند کہ فایدہ تلقین بعد از موت حاصل نیست۔ زیرا کہ از دو حال خالی نیست۔ با یمان رفتہ است یا نعوذ باللہ بے ایمان اگر با یمان رفتہ است خود تلقین چہ حاجت۔ ایمان او تلقین اوست و اگر نعوذ باللہ کار برعکس شد خود فائدہ تلقین چہ و آنکہ در حدیث لفظ موتاکم آمدہ است تقدیرش چنیں است لقنوا موتاکم اذا قرب الموت و ایں دلیل ہم گویم کہ قریب الشئی یاخذ حکم ذلک الشئی ؛

تلقین کرو) ہمارے علماء (احناف) کا جواب ہے کہ موت کے بعد تلقین بے فائدہ ہے۔ کیوں کہ دو حال سے خالی نہیں ہے کہ ایمان کے ساتھ مرا ہے یا نعوذ باللہ بے ایمان۔ اگر ایمان کے ساتھ گیا ہے تو تلقین کی کیا ضرورت اس کا ایمان خود اس کی تلقین ہے۔ اور کام نعوذ باللہ برعکس ہوا تلقین کا کیا فائدہ۔ اور حدیث میں جو لفظ موتاکم آیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لقنوا موتاکم اذا قرب الموت (جب موت سے قریب ہو مرنے والے کو تلقین کرو) اور یہ دلیل بھی ہم کہتے ہیں کہ قریب الشئی یاخذ حکم ذلک الشئی (کہ شئی سے جو چیز قریب ہوتی ہے اس کا حکم بھی وہی ہوتا ہے جو حکم شئی کا ہوا کرتا ہے ؛

ص۶۴ جمادی الآخر روز پنجشنبہ ہشتم ماہ مذکور

در نصاب الاخیار است کہ ہر کہ خدمت کند ہر عالمے را ہفت روز بدرستی کہ خدمت کردہ باشد مر خدائے را عز و جل ہفت ہزار سال و بدہد حق تعالے مر اورا بہر روزے ثواب شہیدے در حدیث آمدہ است کہ در آخر الزماں مردے بود کہ او را نعمان ابن ثابت گویند و کنیت او ابو حنیفہ بود حق تعالے دین خود و سنت مرا در دست وے زندہ گرداند و در حدیث دیگر آمدہ است کہ دشنام مدہید قریش را بدرستی و راستی کہ عالمے بود در قریش کردوئے

ص۶۴ ۸ر جمادی الآخر جمعرات کے دن ماہ مذکور

نصاب الاخیار میں ہے کہ جس نے سات دنوں کسی عالم کی خدمت کی بلاشبہ سات ہزار برس گویا خاص خدائے عز وجل کی خدمت کی۔ حق تعالے اس کو ہر روز کا معاوضہ ایک شہید کا ثواب دیتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک آدمی کا نام نعمان اور اس کی کنیت ابو حنیفہ ہوگی۔ حق تعالے اپنا دین اور میرا طریقہ اس کے ہاتھوں زندہ کرے گا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ قریش (خاندان) کو گالی نہ دو۔ اچھائی اور سچائی کی قسم قریش (خاندان) میں ایسا

زمین از علم پُر کند. گفتہ اند دور نبود کہ
آں عالم امام شافعی بود رحمۃ اللہ علیہ کہ
ایشاں از قریش اند ÷

جمادی الآخر یازدہم سنہ مذکور۔
——— ذکری در غازیان افتادہ بود ÷

ص۶۷ جمادی الآخر روز چہار
شنبہ سنہ مذکور ——— بیچارہ
عرضداشت بعض امورات را کہ یکدیگر
بر سر گور خود در خواندان قرآن بدر می
گویند چہ گونہ تحقیق شدہ است ÷

امام شافعیؒ تقلید صحابہ نمی کند ہم
ازیں کہ وفور علم در خود چنداں معاینہ کردند
کہ گفتند هم رجال و نحن رجال ÷

ص۷ ذکری در بچگان کہ در
حالت طفولیت می مرند افتادہ بود کہ ایشاں
را ہمچنیں بر صفت صغر دارند یا چگونہ کنند
فرمود ایں روایت مطلق است کہ مومناں
در بہشت در سن سی و سہ سال باشند
کمال جوانی سی و سہ سال است ÷

عالم ہوگا کہ تمام عالم کو علم سے بھر دے گا کہتے
ہیں بعید نہیں کہ وہ عالم امام شافعیؒ ہوں کہ
آپ قریش (خاندان) سے ہیں ÷

۱۱ / جمادی الآخر سنہ مذکور ———
——— غازیوں کے متعلق بات آن پڑی تھی۔

ص۶۷ ۱۵ / جمادی الآخر بدھ کے
دن سنہ مذکور ——— بیچارہ
نے عرض کیا بعض امورات. جیسے اپنی قبر پر
دوسرے کو دور کے ساتھ قرآن پڑھنے کی
(وصیت) کرتے ہیں. کیا تحقیق ہے؟ ÷

امام شافعیؒ صحابہ کی تقلید نہیں کرتے
اس سبب سے کہ اپنے میں اتنی علم کی زیادتی دیکھی کہ بول
اٹھے ھم الخ (صحابہ) بھی آدمی اور میں بھی آدمی ہوں

ص۷ بچوں کے نابالغیت میں مرنے
کا ذکر آیا تھا کہ انہیں بچپن ہی کے ڈھنگ
پر رکھیں گے یا کیا کریں گے. فرمایا یہ روایت
بغیر کسی قید کے ہے کہ تمام مومنین تینتیس ۳۳
برس کی عمر کے برابر بہشت میں ہوں گے
تینتیس برس بھرپور جوانی ہے ÷

مونس المریدین

مونس المریدین ملفوظ مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے جامع صلاح مخلص داؤد خانی ہیں۔ اس میں ۲۱ مجالس ہیں اور ماہ محرم ۸۵۷ھ میں جمع ہوئے ہیں یہ بڑے تقطیع پر ۴۶ صفحات پر مشتمل ہے اور قلمی ہے۔ ۲۸ رجمادی الاول ۱۲۸۵ھ میں واجد حسین موضع کھٹلیا نے کتابت کی ہے جو حضرت سید شاہ علیم الدین بلخی رح کے مرید تھے۔

جامع ملفوظ اس طرح رقم طراز ہیں:۔

بداں اسعدک اللہ تعالےٰ کہ ایں کلمات اسرار الٰہی و ایں مجموعہ انوار نامتناہی از الفاظ متبرکہ سید السالکین شمس العارفین اکرم اہل الایمان اللہ والاحسان شیخ شرف الملت والدین احمد یحییٰ منیری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ وادام علی الخلق نعمۃ لقائہ جمع کردہ شد بفضلہ وکرمہ بالنبی وآلہ می گوید۔۔ بندہ ضعیف و نحیف جانی صلاح مخلص داؤد خانی غفر اللہ لہ ولوالدیہ کہ چوں جنایتہا در وجود ایں فقیر حقیر پدید آمدہ بامید نجات در بستر اوقات از برائے ادراک مثنویات و

جان لے تو کہ اللہ تعالےٰ تجھ کو نیک بخت کرے کہ اسرار الٰہی کی باتیں اور بے انتہا انوار کا مجموعہ سالکوں کے سردار اور عارفوں کے آفتاب، ایمان والوں میں مکرم پاکی اور احسان کے سرتاج شیخ شرف الدین احمد (بن یحییٰ) منیری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ وادام علی الخلق نعمۃ لقائہ کہ یہ الفاظ متبرکہ جمع کئے گئے اللہ کے فضل اور نبی اور ان کی آل کی بزرگی کے طفیل سے۔ غلام ضعیف اور جان نحیف صلاح مخلص داؤد خانی غفر اللہ ولوالدیہ عرض کرتا ہے کہ جب بے شمار گناہ اس

اخلاص از درکات عقوبات بر قضیہ آنکہ
ایک نظر بر روئے مشائخ وعلمار کردن
ویک ساعت در مجلس ایشاں بودن
کفارات گناہاں است۔ حاضر می
شدم وہرچہ از زبان مبارک ایشاں
می شنیدم دریں مجموعہ کہ نام او مونس
المریدین نہادم جمع می کردم تا بہ بست
ویک مجلس بتاریخ غرہ ماہ محرم
۷۷۵ھ خمس وسبعین وسبع مائۃ
ختم گردانیدم ؛

مجلس اول :-

روز یکشنبہ بست ویکم ماہ شعبان
دراں مجلس شریف ومحفل لطیف نبیرہ
حمید الدین ناگوری حاضر بود۔ بعد ازاں
سخن در خواب افتاد۔ بندگی مخدوم
سلمہ اللہ تعالےٰ فی الدارین فرمودند کہ
جملہ خوابہا بر سہ نوع است النوم
للہ والنوم باللہ والنوم عن
اللہ۔ مثنویات اور بیت بھی کثرت
سے درج ہیں

مجلس دوم :-

روز دوشنبہ بست ودوم ماہ
شعبان . . . چنانکہ اگر بر عورت
غیر محرم نظر افتاد۔ نظر اول جائز داشتہ
اند واگر بار دوم بہ نظر محبت بہ نگرد
آں حرام است ؛

اس فقیر حقیر کی ذات میں آپکی تواکثر
اوقات نجات کی امید اور گناہوں کی معافی
کی خاطر، اعتباری صورتوں کو سمجھنے کے لئے
اس قضیہ کی بنار پر کہ ایک نگاہ مشائخ وعلمار
کی صورت پر ڈالنی اور ان کی مجلس میں ہونا
گناہوں کا کفارہ ہے۔ حاضر ہوتا اور جو بھی
ان کی زبان مبارک سے سنتا اس مجموعہ
میں کہ اس کا نام مونس المریدین رکھا ہے
جمع کر دیتا۔ بتاریخ نوچندی محرم ۷۷۵ھ
کو ۲۱ مجلس تک لکھ کر میں نے ختم کیا ؛

پہلی مجلس :-

اکیسویں شعبان اتوار کے دن کی۔
اس پر شرف مجلس اور پر لطف محفل میں
حمید الدین ناگوری کے نواسے موجود تھے
اس کے بعد خواب کی بات آئی۔ بندگی
مخدوم سلمہ اللہ تعالےٰ فی الدارین نے فرمایا کہ
تمام خواب کی تین تقسیم ہے النوم
للہ والنوم باللہ والنوم
عن اللہ

دوسری مجلس :-

بائیسوین شعبان سوموار کے دن.
. . . اگر غیر محرم عورت پر نگاہ
پڑ جائے تو پہلی نظر جائز رکھی ہے۔ پھر دوسری
بار چاہت کی نگاہ ڈالے تو یہ حرام
ہے ؛

مجلس سوم :-

روز پنجشنبه بست پنجم ماه شعبان
سائل ـــــ بهترین غذا در بهشت کدام
خواهد بود ــــ جواب داد بهترین
طعام گوشت خواهد بود ∴

مجلس چهارم :-

روز جمعه غره ماه رمضان عمت
برکاته صاحب سجاده دریں وقت و
تعریف لفظ سجاده و معنی جاده ــــ ؟
بندگی مخدوم سلمه الله تعالے فی الدارین
بر زبان مبارک فرمود که صاحب سجاده
دریں وقت کیست و کجا اند و صاحب
سجاده کسے را گویند که سجاده سه جاده
رفته و مطلع گشته باشد و معنی جاده ایں
است که الجادة الطریق و طریق راه را
گویند پس حاصل سجاده چناں باشد که
هر که سه راه رفته و مطلع گشته باشد او را
صاحب سجاده گویند. یکے راه شریعت
دوم راه طریقت سوم راه حقیقت و هر که
ازیں محروم مانده است و مطلع نه گشته
و بدیں راهها نرفته او خود صاحب سجاده
نیست او شیطان راه خود است. ایں
که بسیار کساں را می بینی بر سر مصلی نشسته
دعوی سجاده که می کنند و می گویند که ما
صاحب سجاده شدیم و شیخ گشتیم حاشا
و کلا آں مصلے نیست آں بت و زنار راه

تیسری مجلس :-

∴ پچیسویں شعبان جمعرات کے دن ۔
سائل ـــــ بہشت میں بہترین کھانا کیا
ہوگا ــــ جواب دیا کہ بہترین کھانا
گوشت ہوگا ∴

چوتھی مجلس :-

رمضان کی پہلی جمعہ کے دن عمت برکاتہ
سجادگی اور لفظ سجادہ کی تعریف اور جادہ
کے معنی ـــــ ؟ بندگی مخدوم سلمہ اللہ تعالیٰ
فی الدارین نے زبان مبارک سے فرمایا
کہ صاحب سجادہ اب کون اور کہاں
ہیں ۔ اور صاحب سجادہ کسے کہتے ہیں
صاحب سجادہ اسے کہتے ہیں جو تین راہ
طے کئے ہو اور باخبر ہو ۔ اور جادہ کے
معنی یہ ہیں الجادۃ الطریق اور طریق راہ
کو کہتے ہیں ۔ تو حاصل سجادہ یوں ہوا کہ
تین راہ چل کر اطلاع پائے ہوئے ہو اسے
صاحب سجادہ کہتے ہیں ۔ ایک شریعت کی
راہ ۔ دوسری طریقت کی ۔ تیسری حقیقت
کی جو اس سے محروم رہا اور مطلع نہ ہوا ۔
اور یہ راہیں نہ چلا صاحب سجادہ نہیں ہے
وہ اپنی راہ کا شیطان ہے ۔ بہتوں کو مصلے
پر بیٹھے دیکھتے ہو کہ سجادگی کی دعوی
کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم صاحب
سجادہ ہیں اور شیخ ہوگئے ۔ حاشا وکلا ۔
وہ مصلے نہیں ہے بلکہ ان کی راہ کا بت

مجلس پنجم :-

روز سہ شنبہ دوازدہم ماہ رمضان
مجلس متعلق قضا امام اعظم رضی اللہ عنہ
کہ در عہد ہارون رشید بر ایشان گذشتہ
مشہور است کہ بسبب قبول ناکردن قضا
چہ شدہ است و چہ رنجہا کشیدہ اند و
چہ شدتہا دیدہ بلکہ ہم در حبس جان دادہ
اند و قضا قبول نہ کردہ :.

پانچویں مجلس :-

بارہویں رمضان منگل کے دن۔
(عہدہ) قضا (قاضی) کے متعلق امام اعظم
(ابو حنیفہ) رضی اللہ عنہ جو ہارون رشید کے زمانہ
میں ان پر گذری مشہور ہے کہ قضا (قاضی کا عہدہ)
قبول نہ کرنے کے سبب کیا ہوا اور کیا مصیبتیں
جھیلی ہیں اور کیا سختیاں دیکھیں بلکہ قید میں
جان بھی دیدی اور قضا کا عہدہ قبول نہ کیا :.

مجلس ششم :-

در روز دوشنبہ نوزدہم ماہ مذکور
—— مقطعات قرآن۔ واقعہ توریت
حسنات الابرار سیئات المقربین کی
تفسیر درخت گندم میں اجتہادی غلطی ہوئی

چھٹی مجلس :-

اسی ماہ کے انیسویں سوموار کے دن۔
—— (حروف) مقطعات قرآن۔ واقعہ توریت
حسنات الابرار سیئات المقربین
(مقربین کی برائیاں ابرار کی نیکیوں کے برابر ہیں)

مجلس ہشتم :-

روز پنجشنبہ تاریخ ماہ مذکور
طریقہ جواب دادن سائل را۔ سفر بغیر
شرط حج کردن۔ سفر چہار است۔ یکے حج
رفتن است۔ دوم آنکہ بر زیارت روضہ
پاک محمد رفتن سوم بر زیارت بیت
المقدس رفتن و چہارم در طلب علم رفتن
طلب العلم فریضۃ اطلبوا
العلم ولو بالصین :.

آٹھویں مجلس :-

اسی مہینے کی تاریخ جمعرات کے دن
سائل کو جواب دینے کا طریقہ۔ بغیر شرط سفر
حج کرنا۔ چار سفر ہیں۔ حج کو جانا۔ دوسرا
حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ
پاک کی زیارت کو جانا۔ تیسرا بیت المقدس کی
زیارت کو جانا۔ چوتھا علم کے لئے سفر
طلب العلم فریضۃ۔ اطلبوا
العلم ولو بالصین :.

مجلس نہم :-

روز جمعہ چہارم ماہ شوال ——
روز جمعہ از مسجد جامع رسیدند ——
سعادت و شقاوت زمین :.

نویں مجلس :-

چوتھی شوال جمعہ کو ——
—— جامع مسجد سے تشریف لائے ——
زمین کی سعادت اور شقاوت کے متعلق :.

مجلس دهم :-

روز پنجشنبه۔ ماه جمادی الاول ۔
معمولات اول پنجشنبه ماه رجب ۔ نماز
لیلة الرغائب بہ جماعت باید گزارد ۔
مراتب ایام   یک واقعہ متعلق سنار
گاؤں ۔ سلطان شمس الدین قدیم جس
کا وزیر سلطان خاں تھا اور اس نے
اپنے بیٹا حاتم خاں (بہار) اور بہادر
شاہ (کاخرو) کو بادشاہ بنایا تھا اس
کے تجربات میں

دسویں مجلس :-

ماه جمادی الاول ۔ جمعرات کے دن
رجب کے مہینہ کے پہلی جمعرات کے معمولات
لیلة الرغائب (ستائیسویں رجب کی رات)
کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔
دنوں کے مرتبے ۔

مجلس یازدهم :-

روز یکشنبه چهارم ماه رجب ـــ
مختلف احادیث کی تفسیر بیان کی
فرق قیامت وحشر :؛

گیارھویں مجلس :-

چوتھی رجب ۔ اتوار کے دن ـــ

قیامت اور حشر کے فرق کو بیان کیا ؛

مجلس دوازدهم :-

روز شنبه پانزدهم ماه شعبان
سید قطب الدین غازی پوری عرض
داشت کہ در روضة الاسلام عورت بر سر
شنگرف می کنند۔ حدیث تشبه ۔ وجه
تسمیه شب برات ۔ فضیلت شب برات
مولانا موید عارف بذکر کہ یکے از مریداں
جلسہ شب برات در خانقاه معظم ـــ
حاضری بقبر والده ۔ نزدیک قبر والده
بزرگوار خود بنشستند۔ بعد فراغ زیارت
برایں بیچاره امیدوار شفقتہا بسیار
ارزانی فرمودند ۔ بعده پیاله در مقابر

بارھویں مجلس :-

شعبان کی پندرھویں سنیچر کے دن۔
سید قطب الدین غازی پوری نے عرض
کیا کہ روضة الاسلام میں ہے کہ عورتیں مانگ
میں سیندور ڈالتی ہیں ۔ حدیث تشبہ۔
شب برات نام رکھنے کی وجہ۔ شب برات
کی فضیلت ۔

خانقاه معظم میں جلسۂ شب برات ـــ
والده کی قبر پر حاضری ۔ اپنے والده کی قبر کے
نزدیک بیٹھے ۔ زیارت سے فارغ ہو کر
اس ناچیز پر بے انتہا شفقتیں کیں ۔ اس
کے بعد پیالہ عزیزوں کے مقابر کے

عزیزاں کہ پس پشت نماز گاہ خفتہ اند می گشتند و فاتحہ می خواندند :-

مجلس سیزدھم :-

روز شنبہ پانزدہم ماہ مذکور۔
فرق حقیقت و شریعت ۔____
تعریف و فرق تمکین و مقام ۔:۔

مجلس چہاردھم :-

روز یکشنبہ بستم ماہ مذکور۔
در تفسیر امام زاہدؒ آوردہ است کہ در روز دوشنبہ دوازدہم ماہ ربیع الاول خواجۂ کائنات و خلاصہ موجودات محمد صلی اللہ علیہ وسلم از دار فنا بدار البقا رحلت فرمود و دوست بدوست رسید ____
حسن بصری متعلق   صبر یکے از شرائط ایمان است :۔

مجلس پانزدھم :-

روز چہار شنبہ بست و ششم ماہ مذکور۔ تعریف گردش نزد صوفیا :۔

مجلس شانزدھم :-

روز پنجشنبہ۔ بست و ہفتم ماہ مذکور الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی شریعت و طریقت و حقیقت در معنی یکے است یا ہر یکے علاحدہ است :۔

مجلس ھفتدھم :-

روز جمعہ دہم ماہ شعبان سنہ المذکور

کے پاس جو مسجد کے عقب میں تھا رکھا اور فاتحہ کیا :۔

تیرھویں مجلس :-

اسی مہینے کی پندرہویں۔ سنیچر کے دن۔
حقیقت اور شریعت کا فرق ____
تمکین اور مقام کی تعریف اور فرق :۔

چودھویں مجلس :-

اسی مہینے کی بیسویں۔ اتوار کے دن۔
تفسیر امام زاہدؒ میں لایا گیا ہے کہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ سوموار کے دن کائنات کے سردار اور موجودات کے خلاصہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فانی دنیا سے باقی دنیا میں کوچ فرما گئے اور دوست دوست کے پاس پہنچ گیا۔
صبر شرائط ایمان میں سے ایک ہے :۔

پندرھویں مجلس :-

اسی مہینہ کی چھبیسویں تاریخ بدھ کے دن۔ گردش کی تعریف صوفیا کے نزدیک۔

سولھویں مجلس :-

اسی مہینہ کی ستائیسویں جمعرات کے دن۔ الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی شریعت اور طریقت اور حقیقت ایک معنی میں ہیں یا ہر ایک جدا گانہ :۔

سترھویں مجلس :-

دسویں شعبان سنہ مذکور جمعہ کے دن۔

در فضیلت خانۂ کعبہ۔ خاصیت عرب یکے ایفائے عہد کہ ہرگز عہد را نہ شکند دوم ضیافت کہ عرب مہمان داری را بحدے کنند ـــــ واقعۂ موسیٰ و خضرؑ کہ در قریہ ضیافت نہ شدہ بود :.

مجلس ہیژدہم :-

روز یکشنبہ بستم ماہ مذکور ـــــ خاکبوس آستانۂ عالی جناب حاصل شد۔ بیچارہ عرضداشت سبب سکرات در طفلاں۔ مسئلہ طفلان مشرکین و اختلاف آں :.

مجلس نوزدہم :-

روز دوشنبہ۔ تاریخ ماہ مذکور۔ مذمت نفس امارہ :.

مجلس بستم :-

روز پنجشنبہ پانزدہم ماہ مبارک رمضان۔ مولانا موید مذکور عرضداشت مومنے کہ در ماہ مبارک رمضان میرد او را عذاب نمی کنند :.

مجلس بست و یکم :-

روز جمعہ بست و یکم ماہ محرم ـــ خاکبوس آستانۂ عالی جناب حاصل شد۔ سخن در بیان دوزخ و ہوا گرم افتاد ـــــ در صفت دوزخ :.

خانۂ کعبہ کی فضیلت۔ عربوں کی خصلت۔ ایک وعدہ کو پورا کرنا کہ ہرگز عہد نہیں توڑتے دوسری مہمان داری کہ مہمان نوازی کی انتہا کر دیتے ہیں ـــــ واقعہ موسیٰ اور خضرؑ کا کہ ایک گاؤں میں دعوت نہ ہوئی تھی :.

اٹھارہویں مجلس :-

اسی مہینہ کی بیسویں اتوار کے دن ـــ عالی جناب کے آستانہ کی خاک بوسی حاصل ہوئی۔ بیچارہ نے عرض کیا نابالغوں پر موت کی سختی کا سبب۔ مشرکین کے نابالغ بچوں کا مسئلہ اور اس میں اختلاف :.

انیسویں مجلس :-

اسی مہینہ کے سوموار کے دن ـــ نفس امارہ کی برائی :.

بیسویں مجلس :-

رمضان المبارک کی پندرہویں جمعرات کے دن۔ مولانا موید مذکور نے عرض کیا کہ رمضان المبارک میں جو مومن مرتا ہے اس پر عذاب نہیں ہوتا :.

اکیسویں مجلس :-

محرم کی اکیسویں جمعہ کے دن ـــ عالی جناب کے آستانہ کی خاک بوسی کی سعادت ملی۔ دوزخ اور گرم ہوا کے بیان میں بات آئی ـــ دوزخ کی صفت :.

ختم شد بست و یک مجلس کہ بندہ دراں مجلس متبرکہ حاضر بود۔ و ہرچہ از زبان پاک خدمت شیخ عظمۃ اللہ شنید بر قدر فہم و ادراک خویش در طے کتاب آورد و دریں مجالس جمع کرد ؞

اکیسوں مجلسیں کہ ان مجالس متبرکہ میں بندہ موجود تھا ختم ہوئیں۔ بندگی شیخ مخدوم عظمۃ اللہ کی زبان پاک سے جو اپنے فہم اور ادراک کے مطابق سنا تحریر میں لایا اور اس مجموعہ میں جمع کیا ؞

اس تصنیف میں مندرجہ ذیل تصانیف کے حوالے ہیں

کنز المسائل۔ کشف المحجوب۔ مشارق احیاء العلوم۔ روضۃ العلماء

رسالہ اجوبۂ اسولہ خورد

((اجوبہ کاکوی))

یہ رسالہ آٹھ صفحات پر مشتمل ہے اس میں مریدوں کے تین سوال ہیں جس کے تین جواب حضرت مخدوم جہاںؒ نے دیئے ہیں اور وہ شرح وبسط کے ساتھ ہیں اس میں حضرت مخدوم جہاںؒ کے ان عزیزوں اور دوستوں کے سوالوں کے جواب مرقوم ہوئے ہیں جن کو حضوری کا شرف حاصل تھا۔ اور آپ سے مرید تھے۔ رسالہ اجوبہ کاکوی کے نام سے مکتوب دوصدی کے ساتھ ۱۳۰۳ھ مطبع نامی گرامی شرف پریس بہار میں طبع بھی ہوچکا ہے۔ اس میں چند نکات ایسے ہیں جن سے اس کتاب کی افادی حیثیت کا پتہ چلتا ہے، تین سوال ہیں اور اس کے جواب ہیں :۔

رسالہ کی ابتداء اس طرح ہے :

الحمد للہ الذی خلق آدم علی صورتہ وجعل معرفتہ بمعرفتہ والسلام علی رسولہ محمد ن الذی جعل رؤیتہ نفسہ رویۃ ربہ کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فقد رأ الحق وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

سب تعریف اس معبود کے لئے ہے جس نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا اور ان کی معرفت (پہچان) اپنی معرفت بنائی۔ جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ (جس نے اپنی ذات پہچانی اپنے رب کو پہچانا) اور صلوٰۃ وسلام اس کے رسول آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی ذات کی رویت رب کی رویت بنائی ـــــ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: من رانی فقد رأ الحق (جس نے مجھے دیکھا (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے بیشک حق کو دیکھا اور صلوٰۃ وسلام آپ کے آل اور اصحاب سب پر .:.

چوں آں برادر سہ سوال نوشتہ بود۔ اول آنکہ مرید بدستگیری پیر در مقام معرفت برسد۔ خارج ذات خود چیزے بیند یا در ذات خود۔ دوم آنکہ لفظ تمثیل در بعضے نسخہ سلوک نوشتہ اند چہ معنی است سوم اینکہ عاشق با معشوق چوں اتصال یابد بصورت نسا۔ اکنوں از ہر سوال بر حسب وقت جواب فقیرانہ باید شنید .:.

جواب از سوال اول آنست

کہ طائفہ اہل سلوک می گویند کہ خداوند تعالیٰ را صورت ہیئت و شکل نیست۔ زمان نیست، مکان نیست۔ برتر ازاں است کہ در نظر ما درآید و معرفت را بہ ادراہ نیست و از حقیقت او ہیچ کس آگاہ نیست اما چوں خداوند تعالیٰ خواہد کہ جمال باکمال خودی را بنماید، در پردہ ردائی کبریا بنماید، پس اگر خواہد بر دوستان خود تجلی خاص کند بہ صورت انسان کہ ایں تجلی خاص است .:.

شعر :-

اگر تجلی خاص خواہی صورت انسان ببیں
ذات حق شد آشکارا اندر و خنداں ببیں

(صفت) دیکھ .:.

جب بھائی آپ نے تین سوال لکھے تھے، اول یہ کہ مرید پیر کی مدد سے معرفت کے مقام میں پہنچے (ولادت معنوی) تو اپنی ذات سے خارج کوئی چیز سمجھے یا اپنی ذات میں۔ دوسرا سوال یہ کہ بعض نسخہ میں سلوک تمثیل کو لکھا ہے۔ کیا معنی ؟ تیسرا سوال یہ کہ عاشق کو معشوق کا وصل عورت کی صورت میں ہو۔ اب ہر سوال کا فقیرانہ جواب وقت کے مطابق سنا جائے .:.

جواب :- سوال اول یہ ہے کہ بزرگان اہل سلوک یہ فرماتے ہیں کہ خدائے تعالےٰ کی صورت و شکل نہیں، وقت اور جگہ نہیں وہ اس سے بلند ہے کہ نظر (غور) میں آئے، معرفت کی اس (ذات) تک راہ نہیں۔ اسکی حقیقت سے کوئی آگاہ نہیں ہوا۔ جب خدائے تعالےٰ ہی چاہے کہ اپنا جمال باکمال دکھائے۔ کبریائی کے چادر کے پردے میں دکھائے، پھر اگر چاہے، انسان کی صورت میں اپنے دوستوں پر خاص تجلی فرمائے۔ یہ خاص تجلی ہے ؎

شعر :-

اگر خاص تجلی کی تڑپ رکھتا ہے صورت (حسن) انسان دیکھ، اس میں ذات حق آشکار، مسرور

دوم :- بدستگیری پیر در مقام معرفت برسد، و معنی بشری، انسانی حل گردانیده باشد، تحقیق در ذات خود مقصود خود ببیند و بعد دیدن معرفت او حاصل کند .:.

دوسرا :- مرید پیر کی مدد سے معرفت کے مقام میں پہنچے اور معنی بشر اور انسان کا حل ہو گیا ہو گا : یقیناً اپنی ذات میں مقصود رکھیں اور دیکھنے کے بعد اس کی معرفت سمجھیں .:.

ایک جگہ فرماتے ہیں :-

اہل سلوک می گویند کہ عالم بر چہار نوع است :-

اہل سلوک کہتے ہیں کہ عالم کی چار قسم ہے :-

عالم ناسوت و عالم ملکوت و عالم جبروت و عالم لاہوت و عالم ناسوت باطن عالم ظاھر عالم را می گویند، و عالم ملکوت، عالم باطن را می گویند و عالم جبروت عالم باطن و عالم ملکوت را می گویند و عالم لاہوت باطن عالم و عالم جبروت را می گویند

عالم ناسوت، و عالم ملکوت، و عالم جبروت، اور عالم لاہوت، عالم ناسوت ظاھر دنیا کو اور عالم ملکوت باطن دنیائے ظاہر کو اور عالم جبروت عالم باطن اور عالم ملکوت کو اور عالم لاہوت باطن عالم و عالم جبروت کو کہتے ہیں .:.

ہر سہ عالم است مرید بدستگیری پیر در منزل معرفت برسد، ایں در خود مطالعہ کند .:.

یہ تین عالم ہیں :- مرید پیر کی رہنمائی میں معرفت کی منزل تک پہنچے۔ یہ خود ہی سے غور کرے .:.

اما سوال دوم جواب باید شنید کہ :-

چہار لفظ در کتب اہل سلوک آمدہ است مثل و مثال و تمثیل و تمثل، مثل را کسے قابل نیست کہ لیس کمثلہ شئ وھو السمیع العلیم کاف زاید است ای لیس مثلہ اشتباہ اما اطلاق لفظ مثل و تمثل و تمثیل نزدیک اہل حقیقت برحق تعالے آمدہ۔ و آں را معنی می گویند اما مقصود لفظ تمثل کہ کثیر الوقوع است و معانیہا لطیف در و متضمن است ایں طائفہ می گویند

دوسرے سوال کا جواب سنا جائے :-

چار لفظ اہل سلوک کی کتابوں میں ہیں، مثل اور مثال اور تمثیل اور تمثل آیا ہے، مثل کے قابل کوئی نہیں کہ لیس مثلہ شی وھو السمیع العلیم کاف زاید ہے یعنی لیس مثلہ شئ، اور اطلاق مثال اور تمثل اور تمثیل لفظ کا اہل حقیقت کے نزدیک حقیقتاً درست ہے اور اس طرح کہتے ہیں لیکن مقصود تمثل کے لفظ سے کثیر الوقوع ہے اور لطیف معنی اس میں ملے ہوئے ہیں، یہ گروہ کہتا

که بنائے ایں جہاں وآں جہاں بر تمثل است مطالعه سنت بر تمثل نه اندک و اندگی کار است بلکه معظم اسرار است .:.

فاما سوال سوم جواب باید شنید:

اہل سلوک می گویند النظر الی ذات الالٰهیة الٰهیه صفت کردن به صورت مرد ونساء از غیر روا نیست ، اما چوں خواہد که عاشق را وصال دہد گاہے بصورت مرد وصال دہد وگاہے به صورت نساء وگاہے بصورت جماد وگاہے به صورت نبات ولیکن اگر به صورت مرد امرد وصال دہد اولی باشد که ایں تجلی خاص است بر عاشقان خواص واگر بصورت نساء غیر محرم وصال دہد بعد وصال اول ثانی دہد- اولی اولی باشد زیرا که ایں تجلی اخص الخواص است عاشقاں آں اخص است در وصال ، غزل ـــ

اے ز نورت آفرینش شد منور در جہاں
عقل حیراں زیں تعجب فہم ابتر در جہاں

کہ یہ جہاں اور اس جہاں کی بنا تمثیل پر ہے تمثیل پر مطالعہ سنت (جاریہ) معمولی کام نہیں ، بلکہ بڑا بھید ہے .:.

تیسرے سوال کا جواب سننا چاہیے:.

اہل سلوک کہتے ہیں کہ ذات الٰہی کی جانب نظر کرنا الٰہیت ہے . اس کو متصف کرنا مرد و عورت کے ساتھ اور اس کے علاوہ روا نہیں ہے . جب کہ وہ چاہتا ہے کہ عاشق کو وصال دے . کبھی مرد کی صورت میں وصال دیتا ہے اور کبھی عورت کی صورت میں اور کبھی جماد کی صورت میں اور کبھی نبات کی صورت میں وصال دیتا ہے تو یہ سب سے بہتر ہے کیونکہ یہ اس کی خاص تجلی ہے مخصوص عاشقوں پر اور اگر غیر محرم عورت کی صورت میں وصال دیتا ہے اور پہلے وصال کے بعد دوسرا وصال دیتا ہے تو یہ اولیٰ کا بھی اولیٰ ہے . اس وجہ سے کہ یہ تجلی اخص الخواص کی ہے . اس کے مخصوص عاشقوں کی ہے وصال میں . غزل ـــ

اے وہ کہ تیرے نور سے جہاں کی ساری چیزوں نے صورت شکل اختیار کی .
عقل حیران ہے اس تعجب خیز بات سے فہم ابتر ہے جہاں میں .:.

تمام شد رسالہ اجوبہ اسولہ من افادات
جناب اقدس حضرت شرف الدین احمد
بن یحییٰ منیری قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ.

کتابت شد ۱۱۹۸ھ

اس پر ملا غلام یحییٰ بہاری کا حاشیہ بدست خاص ہے .:.

رسالہ اجوبہ اسولہ کلاں

حضرت شیخ اوحد العصر عزیز الدہر مجمع علم الروایۃ معدن علم الورایۃ تارک ما غیر الالٰہ معرض ماسوی اللہ شرف الحق والہدیٰ والدین احمد یحیٰی منیری رفع اللہ تعالےٰ درجاتہ فی جنت العدن والنعیم وادام اللہ برکات ذاتہ بین الخلق بفضلہ العظیم فی مقابل اسولہ من ہوزاہد بین الاصحاب و الاحباب ومشغولی فی سلوک الدین فی الارباب زاہد بن محمد بن نظام سلمہ اللہ تعالےٰ فی اللیالی والایام وبعضے در مقابلہ اسولہ عزیزان و یاران دیگر است کہ بشرف دولت مریدی وخدمتگاری مشرف گشتہ اند وخود را در حلقہ خدمتگاری آستانہ بربستہ ودر علم وعمل ودرایۃ وکفایت نادر الوجود گشتہ ودر نظر مبارک خدمت شیخ کہ اکثر کیمیائے سعادت است پرورش یافتہ ولائق آں گشتہ کہ اصحابی کالنجوم با یہم اقتدیتم اہتدیتم:

حضرت شیخ زمانے میں یکتا، دنیا میں معزز، معقولات کے جامع علم ورایت کے معدن، غیر اللہ کے تارک، ماسوا اللہ کے معرض، حق و ہدایت اور دین کے شرف احمد یحیٰی منیری، اللہ تعالےٰ نعمت وعدن کی جنت میں انکے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کی ذات کے برکات کو اپنے فضل عظیم سے ہمیشہ مخلوق پر قائم رکھے ۔ کے فرمودات چند سوالات کے مقابل جو اصحاب واحباب کے درمیان پرہیزگار اور دین کے راستہ میں مشغول زاہد بن محمد بن نظام نے پیش کئے تھے ۔ اللہ تعالےٰ ان کے شب و روز سلامت رکھے ۔ نیز ان عزیزان ومحبان کے چند سوالات اور ہیں جو مریدی اور خدمت کے شرف سے مشرف ہیں اور اپنے

آپ کو آستانہ کی خدمت گاری کے حلقہ میں داخل کر چکے ہیں، علم و عمل اور عقل و فہم میں نادر الوجود ہیں، اور حضرت شیخ کی نظر کیمیا اثر کے پروردہ ہیں اور اس لائق ہو چکے ہیں کہ ان کے متعلق حضرت شیخ وہی کہیں جو سرکار رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی شان میں فرمایا تھا یعنی "میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں جس نے ان کی پیروی کی ہدایت کو پہنچا"۔

سوال ۱:- مردان غیب کنانید و چند اند

مردان غیب کس طرح ہیں اور کتنے ہیں ۔۔

جواب:- بدانکہ اولیا سی صد و پنجاہ و شش کس اند و ہمہ در عالم باشند، چوں یکے از ایشاں ازیں عالم برود، دیگرے بجائے او نشیند تا سی صد پنجاہ و شش کم نہ شوند ۔۔

معلوم ہو کہ اولیا تین سو چھپن اشخاص ہیں اور تمام دنیا میں ہیں، جب ان میں کا کوئی دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے، تاکہ تین سو چھپن کی تعداد کم نہ ہو ۔۔

۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

سوال ۲:- راہ بخدائے عزوجل چوں تواں رفت و آں راہ کدام است ۔۔

خدائے عزوجل کی طرف جانے والی راہ پر کیسے چلا جائے اور وہ راہ کون سی ہے؟ ۔۔

جواب ۲:- راہ بخدائے عزوجل نہ در آسمان است نہ در زمین است نہ در عرش و نہ در کرسی نہ در مغرب و نہ در مشرق است، راہ خداوند تعالے اندرون تست در خود طلب کن ۔۔

خدائے عزوجل کی طرف لے جانے والا راستہ نہ آسمان میں ہے نہ زمین میں نہ عرش پر ہے نہ کرسی پر نہ پچھم میں ہے نہ پورب میں، خدا تعالے کی راہ تو تیرے اندر ہے، اپنے آپ سے طلب کر ۔۔

سوال ۳:- بنائے مسلمانی چیست؟

مسلمانی کی بنا کیا ہے؟

جواب ۳:- بنائے مسلمانی بر پاکی است چنانکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرمود:- بنی الاسلام علی النظافۃ و پاکی بر چہار درجہ است۔ درجہ اول پاکی جامہ و اندام است از احداث و انجاس درجہ دوم پاکی اعضا است از معصیت و اخلاق بد

مسلمانی کی بنا پاکی پر ہے، چنانچہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:- بنی الاسلام علی النظافۃ (اسلام کی بنا پاکی پر ہے) پاکی کے چار درجے ہیں، پہلا درجہ نجاستوں اور حدث سے کپڑے اور بدن کی پاکی کا ہے دوسرا درجہ معصیت اور اخلاق بد سے اعضا کی پاکی

درجہ سوم پاکی دلست از جملہ صفات مذمومہ درجہ چہارم پاکی سِرّ است از ماسوی اللہ تعالےٰ تا مومن را ویں پاکی حاصل نہ شود ہرگز اسلام جمال خود نہ نماید ایں جا معنی ایں تمام معلوم می شود ۔:۔

کا ہے ۔ تیسرا درجہ صفات مذمومہ سے دل کی پاکی کا ہے ۔ چوتھا درجہ ماسوی اللہ سے روح کی پاکی ہے ۔ جب تک مومن کو یہ پاکی حاصل نہیں ہوتی اسے اسلام اپنا جمال ہرگز نہیں دکھاتا ۔ اسی جگہ تمام معنی معلوم ہوتے ہیں ۔:۔

سوال :- وصول چیست ؟

وصول کیا ہے ؟

جواب :- وصول بر دو نوع است ۔ یکے آنکہ علمائے ظاہر گویند ۔ العلم باللہ وصول اللہ ۔ علم بخدائے عزوجل رسیدن است بدو و ہر کہ او را دانست و بدو ایمان آورد بدو رسید ۔ دوم آنست ایں طائفہ گویند انفصال از غیر اتصال است بخدائے عزوجل زیرا کہ میان بندہ و خداوند حجاب نہ آسمان است و نہ زمین نہ کوہ و نہ دریا و نہ بادیہ و نہ دشت و نہ بیاباں مگر ہمیں شغل بغیر ۔:۔

وصول کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک تو وہ جسے علمائے ظاہر کہتے ہیں العلم باللہ وصول اللہ علم ہی خدائے تعالےٰ تک پہنچنے (کا نام) ہے ۔ جو کوئی اسے جانتا ہے اس پر ایمان لاتا ہے ۔ اور اس تک پہنچ جاتا ہے ۔ دوسرا وہ جو یہ گروہ کہتا ہے کہ غیر اللہ سے علیحدگی وصول الی اللہ ہے کیونکہ خدا اور بندہ کے درمیان حجاب نہ تو آسمان ہے نہ زمین نہ کوہ و دریا، نہ جنگل اور بادیہ ۔ مگر یہی غیر اللہ کے ساتھ مشغولیت ۔:۔ ۔:۔ ۔:۔ ۔:۔ ۔:۔ ۔:۔ ۔:۔ ۔:۔

سوال :- ایں را می گویند اہل تصوف اگرچہ با خلق اند از خلق بیروں اند اگرچہ با نفس اند از نفس بیروں اند چہ باشد ۔:۔

یہ جو کہتے ہیں کہ اہل تصوف اگرچہ خلق میں (بظاہر) ہوتے ہیں لیکن (حقیقتاً) خلق سے باہر ہوتے ہیں، اگرچہ بانفس معلوم ہوتے ہیں لیکن (حلقۂ) نفس سے باہر ہوتے ہیں اس کا کیا مطلب ۔:۔

جواب :- ہر کہ بشناخت کہ ممدوح حق ممدوح است و با مذموم حق مذموم است و نیز یقین داشت ۔:۔

جس نے یہ پہچان لیا کہ حق کا ممدوح (ہی دراصل) ممدوح ہے اور حق کا مذموم (ہی دراصل) مذموم ہے اور یقیں بھی کر لیا ۔:۔

سوال :- اہل دنیا و اہل دین و اہل اللہ چہ باشد ۔:۔

اہل دنیا، اہل دین اور اہل اللہ کیا ہو سکتے ہیں ؟ ۔:۔

جواب :- اہل دنیا دیگر اند اہل دین

اہل دنیا اور ہیں، اہل دین اور، اہل اللہ دوسرے

دیگر اند و اہل اللہ دیگر اند از اہل دنیا فرار ر
چوں از شیر و مار و از اہل دین نہ فرار، خدمت
کفش اہل اللہ طلب بگیر ؞

ہیں۔ اہل دنیا سے بھاگو، جیسے شیر اور سانپ سے
اور اہل دین سے فرار نہ اختیار کرو، اہل اللہ کی
جوتیوں کی خدمت کی طلب پیدا کرو ؞

سوال: در حدیث استحیوا من
اللہ حق الحیاء ؟

یعنی اللہ تعالےٰ سے اتنا ہی حیا کرو جتنا کہ حیا
کرنے کا حق ہے ؞

سوال: اینکہ می گویند حیات چہار ر
است و ممات چہار است چہ باشد ؞

یہ جو کہتے ہیں کہ زندگی چار ہے اور موت چار ہے
اس کا کیا مطلب ؟

جواب: در تفسیر عثانی آوردہ است
حیات چہار نوع است یکے حیات ایمان
و معرفت و دیگر حیات طاعات است و
دیگر حیات علم است و دیگر حیات طبعی است
و آں بجا است و موت نیز بر چہار نوع
است یکے موت بکفر است دیگر موت
معصیت است و دیگر موت جہل است
و دیگر موت طبعی است و آں بزوال روح
است ؞

تفسیر عثانی میں ہے کہ زندگی چار طرح کی ہے،
ایک ایمان و معرفت کی زندگی، دوسری طاعات
کی زندگی، تیسری علم کی زندگی اور چوتھی (یہی)
طبعی زندگی۔ اور موت بھی چار طرح کی ہے ایک
موت کفر کے ساتھ (ہم آہنگ رہنے) کی دوسری
موت معصیت (میں ملوث رہنے) کی، تیسری
موت جہل کے (اندھیرے میں بھٹکتے رہنے) کی
اور چوتھی یہی طبعی موت اور یہ روح کے زوال کے
ساتھ (واقع ہوتی) ہے ؞

سوال: بت و زنار کہ اہل سلوک
می گویند چہ باشد ؟ ؞

اہل سلوک جسے بت و زنار کہتے ہیں وہ کیا
ہے ؟ ؞

جواب: ہر چیزیکہ سالک را از خدائے
عز وجل باز دارد و بہ خود مشغول کند، بت
و زنار اوست ؞

ہر وہ چیز جو سالک کو خدائے عز وجل سے باز رکھے
اور اپنے ساتھ مشغول کرے اس کے (سالک
کے) حق میں بت و زنار ہے ؞

سوال:۔ میان کفر و شرک و نفاق و بت و زنار کہ اہل تصوف بر خود حمل می کنند چہ باشد؟ :.:

جواب:۔ اہل بصیرت و معرفت کفر و شرک و نفاق و بت و زنار در خود کہ حمل می کنند بر وجہ اعتبار حال نہ بر وجہ اعتقاد واں بریں طرق می گویند تو در نظر خلق معصیت و فساد نمیتوانی کرد و در خلوت در نظر خداۓ ع۔ و جل می توانی کرد پس از خلق می پرستی و از خداۓ نمی پرستی و ہر کہ از خلق ترسد و از خدا نہ ترسد کافر گردد۔ .

. . . . . . بزرگان گفتہ اند بتان عوام سہ اند، یکے حب شہوت شکم، دوم حب شہوت فرج، سیوم حب زن و فرزند کہ شاغل اند و بتان خواص نیز سہ اند یکے دوستئ آراستن ظاہر خود را دوم دوستئ مال سیوم دوستئ جاہ، ہفتم بت بزرگ است و آں نفس است کہ اصل ہمہ آں است :.:

سوال:۔ علم ظاہر و علم باطن چیست؟

جواب:۔ علم ظاہر علم معاملہ است و علم باطن مکاشفہ است و العبارت از نوری کہ آں ظاہر شود در دل سالک راچوں از صفات مذمومات دل سالک پاک گردد، بداں نور کارہاۓ کہ پیش ازیں نامہاۓ آں شنیدہ است و تصدیق

اہل تصوف کفر و شرک اور نفاق نیز بت و زنار کا مورد جو خود کو ٹھہراتے ہیں وہ کس طرح ہے؟ :.:

اہل بصیرت و معرفت جو کفر و شرک اور نفاق اور بت و زنار کو خود پر حمل کرتے ہیں وہ اعتقاد کی رو سے نہیں بلکہ احوال کے سبب سے۔ اور یہ وہ اس لحاظ سے کہتے ہیں کہ تو خلق کے سامنے گناہ اور فساد نہیں کر سکتا۔ لیکن تنہائی میں خداۓ ع۔ و جل کی نظر کے سامنے کر سکتا ہے لہذا خلق کی پرستش کرتا ہے خدا کی نہیں! اور جو خلق سے ڈرے خدا سے نہ ڈرے کافر ہے

. . . . بزرگوں نے کہا ہے کہ عوام کے تین بت ہیں، جن کے وہ پجاری ہیں ایک شہوت شکم کی محبت، دوسرے شہوت فرج کی محبت، تیسرے زن و فرزند کی محبت خواص کے بھی تین بت ہیں، ایک اپنے ظاہر کی آرائش کی دوستی، دوسرے مال کی دوستی، تیسرے جاہ کی دوستی، ساتواں بت (سب سے) بڑا ہے اور وہ نفس ہے تمام بتوں کی جڑ ہے :.:

علم ظاہر و علم باطن کیا ہے؟

علم ظاہر علم معاملہ ہے اور علم باطن مکاشفہ! اور یہ عبارت ہے ایک نور سے جو سالک کے دل پر ظاہر ہوتا ہے۔ سالک کا دل جب صفات مذمومہ سے پاک ہو جاتا ہے تو اس نور کے سبب سے ان باتوں کے معنی اس پر کھل جاتے ہیں جن کا اس نے پہلے نام سنا تھا اور تصدیق

آوردہ است و معنی آں کہ بردے کشادہ نہ شدہ است آں ہمہ کشادہ گردد و کشادگی کہ جاری مجری عیاں است ؎

سوال ۱۲:۔ شریعت و طریقت و حقیقت ہر یکے چہ باشد ؟

جواب:۔ شریعت راہیست رفتنی کہ تطہیر ظاہر مدد حاصل شود و طریقت راہیست رفتنے کہ تطہیر باطن از صفات مذمومات مدد حاصل شود و حقیقت راہیست رفتنے کہ اسقاط الاصفات از غیر نقصان وضد ابد و حاصل شود ؎ بشری ساقط ہو جاتی ہیں ؎

کی تھی، لیکن اصل مفہوم نہ کھلا تھا۔ اور یہ کشادگی جو ہوتی ہے ظاہر ہے ؎ ؎

؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎

شریعت، طریقت، حقیقت ہر ایک کیا ہے ؟

؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎

شریعت ایک ایسی راہ ہے جس پر چلنے سے ظاہر کی طہارت میں مدد ملتی ہے، اور طریقت وہ راہ ہے کہ جس پر چلنے سے باطن کو صفات مذمومہ سے پاک کرنے میں مدد ملتی ہے۔ جبکہ حقیقت ایک ایسی راہ ہے کہ جس پر چلنے سے ان صفتوں کو چھوڑ کر جن سے نقصان نہیں۔ اور صفات

اشاراتِ شرفی

مخدوم شیخ شرف الدین شرف الحق احمد یحییٰ منیریؒ

اشارات مختلف لوگوں کے نام لکھے ہیں جس میں ۹۳ر اشارات ہیں جس کی وضاحت کی ہے۔ شیخ محمد شہباز عرف گورکھ شیخ لامع، شیخ میرداد، شیخ ہادی اللہ، شیخ نظام الدین شیخ فتح محمد وغیرہ کے نام لکھے ہیں۔ ان اشارات میں عارفانہ مسائل کی طرف فلسفیانہ نقطۂ نگاہ سے اشارے کئے گئے ہیں، یہ ۲۱ صفحات بڑی تقطیع پر مشتمل ہے :۔

اوّل :۔

شیخ محمدؒ را واضح باد چوں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم از معراج باز آمدند یاراں پرسیدند یا رسول اللہ جمال رویت ربانی مشاہدہ کردید گفت آرے۔ گفتند چہ گونہ جواب گفت۔ رأیت ربی فی لیلۃ المعراج فی صورۃ امرد شباب خطط :۔

پہلا :۔

شیخ محمدؒ پر واضح ہو کہ جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معراج سے لوٹے یاروں نے پوچھا یا رسول اللہ جمال رویت ربانی دیکھا۔ فرمایا ہاں یاروں نے پوچھا کیونکر فرمایا رأیت الخ دیکھا میں نے معراج کی رات اپنے رب کو جوان امرد سبزہ خط

دوم :۔

شہباز عرف گورکھ را معلوم باد ایں عالم پیدا شدہ نیست بلکہ از خود

دوسرا :۔

شہباز عرف گورکھ کو معلوم ہو کہ یہ دنیا پیدا شدہ نہیں ہے بلکہ اپنے آپ

پیدا است :.

سیوم :-

شیخ میرداد را روشن باد ایں عالم را اول و آخر نیست. رتق و فتق. رتق زمین است و فتق آسمان رتق و فتق دو نام کردہ اند ایں ہا را تغیر و تبدل نیست ہمیشہ بود و ہمیشہ باشد :.

چہارم :-

شیخ محمد را لامع باد ہمہ کس خدا را بیچوں می گویند :.

پنجم

شیخ محمد را واضح باد بر حکم حدیث ما عرفناک حق معرفتک اشارت چنانست کہ بر تمام عالم احاطہ است ـــــ موجودات کے فنا و بقا کے متعلق :.

ششم :-

شیخ میرداد را روشن تحقیق بدانکہ موج عین دریا است و دریا عین موج است :.

ہفتم :-

شیخ ہادی اللہ را روشن باد آں مرداں در عالم کمتر اند کہ خود را می شناسند :.

پیدا ہے :.

تیسرا :-

شیخ میرداد پر روشن ہو کہ اس عالم کا اول اور آخر نہیں ہے۔ رتق اور فتق۔ رتق زمین ہے اور فتق آسمان رتق اور فتق دو نام رکھا ہے اس میں تغیر اور تبدل نہیں ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا :.

چوتھا :-

شیخ محمد پر جھلک جائے سب لوگ خدا کو بیچوں کہتے ہیں :.

پانچواں :-

شیخ محمد پر کھل جائے موافق حکم حدیث ما عرفناک الخ نہیں پہچانا میں نے تجھ کو جتنا تجھے پہچاننے کا حق ہے اشارہ یہ ہے کہ تمام عالم پر احاطہ ہے ـــــ موجودات کے فنا اور بقا کے متعلق :.

چھٹا :-

شیخ میرداد پر روشن ہو جائے۔ تحقیق جانو کہ موج وہی دریا ہے اور دریا وہی موج ہے :.

ساتواں :-

شیخ ہادی اللہ پر روشن ہو جائے کہ دنیا میں وہ لوگ بہت کم ہیں جو اپنے آپ کو پہچانتے ہیں :.

ھشتم :-

میر سید حسن را واضح باد کہ در جہاں ہر گناہے کہ ہست و ہر عصیانے کہ ہست اما گناہ کبیرہ یک گناہ است یعنی خدا را نادیدہ گردیدن ۔ حب الدنیا راس کل خطیئۃ و ترک الدنیا راس کل عبادۃ

نہم :-

شیخ محمد را واضح باد ظالم آں است کہ از خود فراموش است چوں از خود فراموش است از خدا فراموش است ؛

دھم :-

شیخ میرداد را لائح باد از خود ہیچ چیز نزدیک نیست ؛

یازدھم :-

شیخ محمد را واضح باد واجب الوجود آنست کہ از ہر موجودات برتر باشد و تمامتر و بدیع تر و لطیف تر ؛

دوازدھم :-

شہباز عرف گورکھ را لامع باد اگر با خود باشی ہم تو باشی اگر بے خود باشی ہم تو باشی کہ بے خودی نام از وجود است ؛

سیزدھم :-

شیخ محمد را واضح باد چوں ختم

اٹھواں :-

میر سید حسن پر کھل جائے کہ دنیا میں جو گناہ اور نافرمانی ہے سو ہے لیکن گناہ کبیرہ ایک گناہ ہے حب الدنیا یعنی دنیا کی محبت ہر خطا کا سرا ہے اور ترک دنیا ہر عبادت کی اصل ہے ؛

نواں :-

شیخ محمد پر واضح ہو جائے کہ ظالم وہ ہے جو اپنے آپ کو بھولا ہوا ہے اور جو خود کو بھولا ہوا ہے تو گویا خدا کو بھی بھولا ہوا ہے ؛

دسواں :-

شیخ میرداد پر واضح ہو جائے کہ کوئی چیز خود سے (زیادہ) نزدیک نہیں ہے ؛

گیارھواں :-

شیخ محمد پر روشن ہو جائے کہ واجب الوجود وہ ہے جو تمام موجودات سے بالاتر ہو اور ہر طرح سے مکمل اور یکتا و لطیف تر ہو

بارھواں :-

شہباز عرف گورکھ پر روشن ہو جائے کہ اگر آپ میں ہو تو تم ہی ہو اور اگر بے خود ہو تو تم ہی ہو کیونکہ ایک وجود کا نام بے خودی ہے ؛

تیرھواں :-

شیخ محمد پر کھل جائے کہ جب

وجہ اللہ رب گفت اگر خود را
خدا گوئی کفر نیست ؛.

چہاردہم :-

میر سید حسن را واضح باد پوست چیست و مغز چیست، پوست عالم است و مغز تو ؛.

چودھواں :-

میر سید حسن پر روشن ہو جائے کہ چھلکا کیا ہے؟ اور گودا کیا ہے؟ چھلکا دنیا ہے اور تم گودا ہو ؛.

پانزدہم :-

شیخ میرداد را لامع باد سخن بر نفس و روح می رود۔ حقیقت روح و نفس ؛.

پندرھواں :-

شیخ میرداد پر کھل جائے کہ نفس اور روح پر بات اثر (لگ) کر جاتی ہے نفس اور روح کی حقیقت ؛.

شانزدہم :-

شیخ محمد را لامع باد تو در عالمے یا عالم در تست یا از و مبرا۔

سولھواں :-

شیخ محمد پر کھل جائے کہ تم دنیا میں ہو یا دنیا تم میں یا اس سے مبرا۔

ہفتدہم :-

شیخ محمد را واضح باد ظاہر و باطن ہر تو درست میگردد چوں سوئے خواب و بیداری خود نگری و سمت حیات و موت خود نظر کنی ہو الظاہر ہو الباطن موجود است ؛.

سترھویں :-

شیخ محمد پر واضح ہو جائے کہ تیرا ظاہر اور باطن درست ہو جائے گا جبکہ تو اپنے سوتے اور جاگتے کی طرف دیکھے گا اور اپنی موت وحیات کی جانب نظر کرے تو، تو وہاں ظاہر اور باطن موجود ہے ؛.

ہیژدہم :-

شیخ میرداد را لامع باد بعضے علماء می گویند کہ اول ہیچ نبود از ایشاں باید پرسید ؛.

اٹھارواں :-

شیخ میرداد پر جھلک جائے کہ بعض عالم کہتے ہیں کہ پہلے کچھ نہیں تھا۔ ان سے پوچھنا چاہیئے ؛.

نوزدہم :-

شیخ ہادی را لامع باد اگر گوئی

انیسواں :-

شیخ بادری پر جھلک جائے اگر کہے تو

خدا در دن تست اسم ظاہر باطن می شود ::

خدا تمہارے اندر ہے تو اسم ظاہر باطن ہو جاتا ہے ::

بستم :-

شہباز را واضح باد، ہمہ کس می گویند ہر کہ باطن جوید اورا یابد ::

بیسواں :-

شہباز عرف گورکھ پر کھل جائے کہ تمام لوگ کہتے ہیں جو باطن تلاش کرے اسے پالے

بست و یکم :-

میر سید حسن را واضح باد بعضے می گویند کہ عالم یک است ::

اکیسواں :-

میر سید حسن پر کھل جائے کہ بعض کہتے ہیں کہ عالم ایک ہے ::

بست و دوم :-

شیخ ہادی اللہ را واضح باد کہ در خدا و بندہ فرق است لیس للانسان الا ما سعیٰ ::

بائیسواں :-

شیخ ہادی اللہ پر کھل جائے کہ خدا اور بندہ میں کیا فرق ہے۔ لیس الخ انسان کو وہی ملتا ہے جسکی وہ کوشش کرے۔

بست و سوم :-

شیخ فتح محمد را واضح باد صورت و معنی ہر دو توئی زیرا کہ صورت بے معنی نیست ::

تئیسواں :-

شیخ فتح محمد پر ظاہر ہو جائے کہ صورت اور معنی دونوں میں تم ہی ہو کیوں کہ بے معنی صورت نہیں ہے ::

بست و چہارم :-

شیخ ہادی اللہ را ظاہر باد ہر گہ کہ خود را دور کنی خدا را بینی ظاہر ::

چوبیسواں :-

شیخ ہادی اللہ پر ظاہر ہو جائے کہ جسوقت اپنی ہستی کو گم کر دو خدا کو ظاہر دیکھو ::

بست و پنجم :-

شیخ میر داد را منور باد کہ ہست از کسے خواستن و تکیہ بر دیگراں کردن از عقل نہ باشد ::

پچیسواں :-

شیخ میر داد روشن ہو جائے کہ چاہنا کسی سے اور سہارا لینا دوسرے سے عقلمندی نہیں ہے ::

بست و ششم :-

شیخ فتح محمد را روشن باد وجود انسان صورت محمدی دارد ::

چھبیسواں :-

شیخ فتح محمد پر ظاہر ہو جائے کہ انسان کا وجود صورت محمدی پر ہے ::

بست وہفتم :-

شیخ ہادی اللہ را واضح باد اگر
خواہی کہ خدا بینی خود را بیں ؛

بست وہشتم :-

شہباز عرف گورکھ را واضح باد
کہ اگر فکر پیدائش کنی ہر چہار عنصر یعنی
آب و آتش و خاک و باد ہمہ از د
وہم باشد ؛

بست ونہم :-

شیخ فتح محمد را مفہوم باد ہر کہ را
پرسی کہ وجود از چند چیز است پیدا شدہ

سی ام :-

شیخ فتح محمد را لائح باد نام اللہ
می خوانند و خود را اللہ نمی دانند اقرار
نمی کنند ؛

سی و یکم :-

شیخ محمد را واضح باد پرسی ہر
کرا کہ خدائے تعالیٰ کجا است بجا و
نیک خواہد ہر گہ حاضر و ناظر است ؛

سی و دوم :-

شیخ میرداد را واضح باد چوں
خدائے تعالیٰ نمی شناسی خواہ گناہ
کن خواہ عبادت فرق نیست ؛

سی و سوم :-

شیخ ہادی اللہ را روشن باد
سمیع، بصیر، علیم، حکیم عظیم آنرا گویند

ستائیسواں :-

شیخ ہادی اللہ پر کھل جائے اگر چاہو
کہ خدا کو دیکھو تو خود کو دیکھو ؛

اٹھائیسواں :-

شہباز عرف گورکھ پر ظاہر ہو جائے
کہ اگر پیدائش کا تفکر کرو چاروں عنصر یعنی
پانی، آگ، مٹی، ہوا سب کے سب
وہم ٹھیریں ؛

انتیسواں :-

شیخ فتح محمد کو فہم ہو جس کو چاہو
پوچھو کہ وجود کتنی چیزوں سے بنا ہے ؛

تیسواں :-

شیخ فتح محمد پر ظاہر ہو جائے سب
لوگ اللہ کا نام لیتے ہیں اور اپنے آپ کو
اللہ جانتے نہ اقرار کرتے ہیں ؛

اکتیسواں :-

شیخ محمد پر روشن ہو جائے کہ جس
کسی سے پوچھے تو خدا کہاں ہے تو بجا اور
ٹھیک جواب ہو گا کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے

بتیسواں :-

شیخ میرداد پر کھل جائے کہ جب
تو خدا کو نہیں پہچانتا تو خواہ گناہ کرو یا
عبادت سب برابر ہے ؛

تینتیسواں :-

شیخ ہادی اللہ پر ظاہر ہو جائے کہ
سمیع، بصیر، علیم، حکیم، عظیم اسے کہتے ہیں

کہ بشنود و بہ بیند و داند کند و بزرگی دارد ∴

جو کہ سنے اور دیکھے اور جانے کرے اور بزرگی رکھے ∴

سی و چہارم :-

شہباز عرف گورکھ را معلوم باد کہ بر تو چہار ہنگام معہود است یکے طفلی، دویم جوانی، سیوم پیری چہارم مردن ∴

چوتیسواں :-

شہباز عرف گورکھ کو علم ہو جائے کہ تم پر چار وقت بندھا ہوا ہے اول بچپن، دوسرا جوانی، تیسرا بڑھاپا. چوتھا مرنے کا وقت ∴

سی و پنجم :-

شیخ نظام الدین را لائح باد ہر نامے کہ ہست بر و نامے دیگر است

پیتیسواں :-

شیخ نظام الدین پر واضح ہو جائے کہ ہر نام کا ایک نام اور ہے ∴

سی و ہفتم :-

شیخ نظام الدین را لائح باد الست بربکم ہمچوں آب است و قالوا بلی

سیتیسواں :-

شیخ نظام پر ظاہر ہو جائے کہ الست بربکم پانی کے مثل ہے اور و قالوا بلی

سی و ہشتم :-

شیخ فتح محمد را واضح باد اول صوت است یا حرف ∴

اڑتیسواں :-

شیخ فتح محمد پر ظاہر ہو جائے کہ پہلے آواز ہے کہ حرف ∴

سی و نہم :-

شیخ نظام الدین را لائح باد کہ اگر گوئی خدا لا شریک است ∴

انتالیسواں :-

شیخ نظام الدین پر ظاہر ہو جائے کہ اگر کہے تو کہ خدائے تعالےٰ لاشریک ہے ∴

ارشاد السالکین

یہ رسالہ ۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس اختصار کے باجود مسئلہ وحدت الوجود کو شرح وبسط کے ساتھ حضرت مخدوم نے بیان کیا ہے۔ جگہ جگہ ابیات کثرت سے پیش کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ بھی معدن المعانی کے ساتھ منسلک ہو کر ۵ صفحات پر مشتمل طبع ہو چکا ہے :۔

اس کی ابتدا اس طرح ہے :۔

الحمد للہ رب العٰلمین کہ موجود نیست مگر وے و درود بر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ مقصود نیست مگر وے در عالم ہیچ یکے از یں عالم ظاہر و پیدا نبود کہ کان اللہ ولم یکن معہ شئی خواست کہ خود را ظاہر کند و پیدا گرداند وصفتہائے کہ در ذات وے است ہویدا سازد و نور خود را بدیں تمثلات کہ عالم ظاہر است پیدا گردانید و ذات خود را کسوت خلقی پوشانیدہ ؎

چوں اظہار گشتن ہمی خواستم
صفتہائے خود را خود آراستم
بہر صورت نمودم ذات خود را
گہے بر شکل آدم گاہے حوا

تمام تعریفیں اللہ دونوں عالم کے پالن ہار کو زیبا ہے کہ اس کے سوا کوئی موجود نہیں اور درود حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کہ ان کے سوا کوئی مقصود نہیں۔ دنیا میں کوئی چیز بھی اس دنیا کی چیزوں میں سے ظاہر اور پیدا نہیں تھی کہ صرف اللہ ہی تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی جب اللہ نے چاہا کہ اپنے آپ کو ظاہر اور نمایاں کرے اور جو صفتیں کہ اس کی ذات میں پوشیدہ ہیں اس کو آشکارا کر دے تو اپنے نور کو دنیا کی ان ظاہری تمثلات کے ذریعے سے آشکارا کر دیا۔ اور اپنی ذات کو لباس تخلیق پہنایا

جب اپنے آپ کو ظاہر کرنا چاہا میں

اکنوں بدانکہ کہ نور از اں عالم
لاہوت کہ مستور است در عالم جبروت
آمد کسوت جبروتی پوشیدہ نام خود را
روح نہادہ۔ وچوں ز عالم جبروت در
عالم ملکوت آمد کسوت ملکوتی پوشیدہ
نام خود را قلب نہادہ وچوں از عالم
ملکوت در عالم ناسوت آمد نام خود را
را قالب وجسم نہادہ۔ ایں عالم را عالم
ظاہر و ملک خوانند۔ ابیات ؎

وجودے ندارد کسے جز خدائے
ہمہ بود وباشد ہمیشہ بجائے
بہر سو نظر کن ہست عیاں
کسے نیست جز وے حقیقت بداں

اپنی صفتوں کو خود ہی سے آراستہ کر لیا میں نے
ہر صورت میں اپنی ذات ظاہر کیا میں نے
کبھی آدم کی شکل میں اور کبھی حوا کی صورت میں

اب جانو کہ اس عالم لاہوت کے نور نے جو
پوشیدہ ہے عالم جبروت میں آکر لباس
جبروتی پہنا اور اپنا نام روح رکھا۔ جب
جبروت سے عالم ملکوت میں آیا تو ملکوتی
لباس پہنا اور اپنا نام قلب (دل) رکھا۔
اور جب عالم ملکوت سے عالم ناسوت میں
آیا تو ناسوتی لباس پہنا اور اپنا نام قالب
اور جسم رکھا۔ اور اس عالم کو عالم ظاہر
اور ملک کہتے ہیں :: ابیات

می باید دانست کہ ملک عبارت
است از عناصر اربع خاک و باد و آب
و آتش۔ اصل ایں ہمہ نور است چوں
نور نزول کند در عالم کیف آید نار شود
وچوں نار کیف شود باد گردد اگر بجنبد
باد است وگرنہ ہوا است۔ چوں باد
کثافت آرد آب شود۔ چوں آب کثیف
شود۔ خاک گردد۔ ایں ہمہ یک وجود
اند و از یک نور مصور شدہ اند۔ چنانچہ
نیشکر لطیف است گاہے بکسوت راب
و گاہے بکسوت شکر و گاہے بکسوت قند
وغیرہ آں جلوہ داد ایں ہمہ از اں نیشکر

جاننا چاہیے کہ ملک کو چار عناصر
خاک، ہوا، پانی، آگ سمجھا گیا ہے۔
ان سب کی حقیقت نور ہے۔ جب نور
اتر کر عالم کیف میں آتا ہے تو آگ بنجاتا
ہے اور جب آگ کیف میں آتی ہے تو
باد ہو جاتی ہے اگر جنبش کرتی رہے تو باد
ہے وگرنہ ہوا ہے۔ جب باد کثیف ہو جائے
تو پانی ہو جاتا ہے اور جب پانی کثیف
ہو جاتا ہے تو مٹی ہو جاتی ہے۔ یہ تمام
کے تمام ایک ہی وجود ہیں اور ایک ہی
نور کی شکلیں ہیں۔ جس طرح نیشکر لطیف
ہے کبھی راب، کبھی گڑ، کبھی قند اور کبھی

است اگر بہ نظر حقیقت بینی ہمہ شیرینہا بامراد و مزاہائے مختلف عین آں نیشکر بینی نہ غیر آں ۔ **بیت** ؎

از جمال صبغۃ اللہ عالمے بر نور است
ہر کجا بینی تو نور او مصور می شود

انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری ترا ازیں جا فہم خواہد شد :

کچھ اور صورت اختیار کر لیتی ہے یہ سب اسی نیشکر سے ہے اگر حقیقت جانو تو بامراد مٹھاس اور مختلف مزے نیشکر ہی کے عین ہیں ۔ غیر نہیں **بیت** ؎

انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری (میں اللہ کے نور سے اور تمام مخلوق میرے نور سے ہیں) تجھ کو اسی جگہ سے سمجھ لینا چاہیئے :

ایک جگہ اس طرح فرمایا ہے :-

سوال :- چوں ہمہ وجود حق تعالے باشد۔ حق تعالے را صورت نیست و شکل و رنگ نیست و آنچہ در عالم ظاہر یافتہ می شود در وجود حق تعالے ہیچ یکے نیست۔ و وجود حق تعالے منزہ است :

سوال :- کیونکر سب حق تعالے کا وجود ہے ؟ حق تعالے کی صورت نہیں، شکل نہیں، رنگ نہیں ۔ اور جو کچھ ظاہر میں پایا جاتا ہے حق تعالے کا اس میں کچھ بھی وجود نہیں ہے۔ وجود حق تعالے اس سے منزہ (پاک) ہے :

جواب :- کلام نفسی است کہ درو نہ حرف است و نہ صوت است و نہ ترکیب است و نہ تقطیع و ایں ہمہ در قرآن مصحف کہ نوشتہ اند موجود است اگر کسے گوید کلام الہی نیست کفر است اگر کسے گوید ایں ترکیب قرآن نیست و قرآں بدیں نظم ظاہر نہ شدہ است وہم کافر می شود :

جواب :- کلام نفسی یہ ہے کہ اس میں نہ حرف ہے نہ آواز نہ جوڑ توڑ اور یہ سب اللہ تعالے کے کلام مجید قرآن میں موجود ہے ۔ اگر کوئی کہے کہ قرآن کلام الہی نہیں ہے تو کفر ہے ۔ اگر کہے کہ اس ترکیب کے ساتھ قرآن نہیں اور قرآن اس ترکیب کے ساتھ نہیں آیا ہے یوں بھی کفر ہے ۔

ایک جگہ کہتے ہیں :-

دیگر آنکہ چوں جبرئیل علیہ السلام بصورت

اور دوسری بات یہ کہ جبرئیل علیہ السلام

دحیہ کلبی یا بہ صورت اعرابی بر پیغامبر ما علیہ الصلوٰۃ والسلام می آمدے ایں صورت جبریل نہ بود بلکہ جبرئیل روحانی است آں دیدہ نمی شود

پس مقصود عارف دراں مقام آنست کہ وجودیکے بیش نیست وآں وجود بدیں صورتہا ظاہر شدہ است

دحیہ کلبی یا اعرابی کی صورت میں میرے پیغامبر علیہ السلام کے پاس آتے تھے یہ جبرئیل علیہ السلام کی شکل نہ تھی بلکہ جبرئیل روحانی ہے دیکھا نہیں جاتا ؞

تو عارف کا مقصود اس جگہ یہ ہے کہ وجود ایک سے زیادہ نہیں اور وہ (ایک) وجود ان صورتوں کی صورت میں ظاہر ہوا ؞

ارشاد الطالبین

یہ رسالہ ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ مطبع منعیمہ رام ساگر گیا میں بھی طبع ہو چکا ہے۔ اس میں حضرت مخدوم جہاںؒ نے طالب حق اور رسالک کو مختلف قسم کی ہدایتیں دی ہیں :-

اعلم ان الوصول الی اللہ تعالیٰ علی ثلثۃ انواع۔ اولہا الوصول الی اللہ تعالیٰ وھو الخروج عن افعال الذمیمۃ و ھی تزکیۃ النفس و ثانیہا الوصول الی اللہ تعالیٰ وھو الانقطاع عما سوی اللہ و ھی تصفیۃ القلب و ثالثہا الوصول الی اللہ تعالیٰ وھو الخروج عن صفاتہ وھی تجلیۃ الروح فینبغی الطالب الحق ان یخرج عن صفاتہ حتی یصیر بقاءہ بصفات اللہ ؛

جانو کہ اللہ تعالیٰ تک رسائی کی تین قسمیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تک رسائی کی پہلی قسم (برے افعال (خواہشوں) سے باہر آنا ہے۔ اور یہی نفس کی پاکی ہے۔ اور اس کی دوسری قسم اللہ کے سوا (سب) سے (بالکلیہ) جدا ہونا ہے۔ اور یہی دل کی صفائی ہے۔ اور اس کی تیسری قسم اپنے صفات سے بری ہونا ہے اور یہی روح کی جلا ہے۔ پس طالب حق کو یہاں تک اپنے صفات سے نکل جانا چاہئے کہ اس کی بقا اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہو جائے۔

اے عزیز طالب را باید کہ از صفات خود فانی شود تا بصفات حق باقی گردد و درخت خودی را از بیخ برکند تا در ذات خود کل منظورات تجلیات واجب الوجود مشاہدہ کند ؛

اے عزیز طالب کو چاہئے کہ اپنے صفات سے فانی ہو تاکہ حق کے صفات کے ساتھ باقی ہو اور درخت خودی جڑ سے اکھاڑ پھینکے تو اپنی ذات میں واجب الوجود کے کل تجلیات منظورات کا مشاہدہ کرے

اسی میں قرآن شریف اور حدیث قدسی سے دلیل پیش کی ہے اور مقام انوار محبوبیت کو سمجھایا ہے۔ ایک جگہ یادِ حق کی قسم بتائی ہے :۔

اے عزیز طالب را باید کہ بداند کہ یادِ حق بر سہ نوع است۔ یا بزباں یا بدل یا بسر۔ پس طالب را باید کہ ہمہ اعضاء خود را دایم الوقت بذکر اللہ مشغول دارد۔ چنانچہ زبان بذکر مشغول دارد۔ و دل خود را در طلب احاطت حق تعالےٰ مستغرق کند، و روح خود را در تصورات تجلیات بینا گرداند و سر خود را با مذکور امیر گرداند تا ذکر اعضاء خود و کل منظورات بشنود و ہر موئے زبان گردد و باہمہ اشیاء ذاکر گردد۔ چوں بعنایت اللہ تعالےٰ ذاکر ایں مقام بیابد ذاکر بذکر اللہ فانی شود۔ پس بجائے ذاکر ہمہ مذکور ماند ۔

اے عزیز طالب حق کو جاننا چاہیئے کہ خدا کی یاد تین طرح پر ہے یا زبان سے یا (زبان کی گہرائی) دل سے یا (دل کی گہرائی) سر سے پس طالب کو چاہیئے کہ اپنے تمام اعضاء کو ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رکھے۔ اور دل کو احاطۂ الٰہی کی طلب میں مستغرق کرے اور روح کو تجلیوں کے خیال میں نگراں رکھے اور سر کو مذکور کے ساتھ بلند کرے۔ یہانتک کہ ذکر (با آواز) اپنے اعضاء اور کل پیش نظر (اشیاء) سے سنے اور ہر رونگٹا زبان (آواز) ہو اور سب اشیاء کے ساتھ ذاکر ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ مقام آئے اللہ کے ذکر میں ذاکر فانی ہو تو بجائے ذاکر سب مذکور (ہی) باقی رہجاتا ہے

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اے عزیز طالب را باید کہ بداند کہ طالب کرا گویند۔ طالب آں را گویند کہ باسہ مقام مستغنی گردد۔ مقام اول الطالب ھو المستغنی عن الدنیا وما فیھا۔ مقام دوم الطالب ھو المستغنی عن الدنیا والاخرۃ۔ مقام سوم الطالب ھو المستغنی عن ذاتہ کما قال علیہ السلام الدنیا حرام علی اھل الاخرۃ۔

اے عزیز طالب کو جاننا چاہیئے کہ طالب کسے کہتے ہیں۔ طالب اسے کہتے ہیں جو تین مقام میں مستغنی ہو۔ پہلا مقام طالب وہ ہے جو دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بے نیاز ہو۔ دوسرا مقام دنیا اور آخرت سے بے نیاز ہو۔ تیسرا مقام اپنی ذات سے مستغنی ہو۔ جیسا کہ فرمایا علیہ السلام نے آخرت والے پر دنیا حرام ہے ∴

ایک جگہ فرماتے ہیں :-

اے عزیز چوں طالب بہ عنایت اللہ تعالےٰ بجلال اللہ و جمال اللہ برسد و بینا گردد کہ جلال مرکب از ال جمال است پس طالب را باید کہ خود را در جلال اللہ بگذارد تا جمال اللہ بستہ گردد۔

اے عزیز جب اللہ تعالےٰ کے کرم سے طالب (مقام) جلال و جمال الٰہی میں داخل اور خبردار ہو جائے کہ جلال جمال سے وابستہ ہے۔ پھر طالب کو چاہئے کہ جلال الٰہی (کی شدت) میں آپ کو پگھلائے کہ جمال الٰہی قیام پکڑے بقول غالب

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینہ باد بہاری کا

ایک جگہ فرماتے ہیں :-

اے عزیز طالب را باید دانست کہ اکل و شرب بر سہ نوع است۔ اولؔ اکل شریعت دوؔم اکل طریقت سوؔم اکل حقیقت۔ اکل شریعت آنست کہ آکل را باید کہ در یاد رزاق بخورد و در طاعت معبود گذارند، و اکل طریقت آنست کہ آکل را باید کہ ذات خود را در اکل و شرب مشاہدۂ حق تعالےٰ کند۔ زیرا چہ وجود ہیچ شئی ممکن نیست الا بحق۔ و اکل حقیقت آنست کہ بداند کہ آکل ماکول واحد است کما قال النبی علیہ السلام انا من نور اللہ و الخلق کلھم من نوری

اے عزیز طالب کو معلوم ہونا چاہئے کہ کھانا پینا (غذائے پرورش) تین طریقے کی ہے ایک غذائے شریعت دوسری غذائے طریقت تیسری غذائے حقیقت۔ غذائے شریعت یہ ہے کہ غذا کرنے والے کو رزاق کی یاد میں کھانا چاہئے اور معبود کی طاعت میں بسر کریں۔ اور غذائے طریقت یہ کہ اپنی ذات کو مشاہدۂ حق تعالےٰ میں غذائے پرورش کی غذا کرے۔ اس لئے کہ کسی شئی کا وجود بجز حق کے ممکن نہیں۔ اور غذائے حقیقت یہ ہے کہ غذا کرنے اور غذا ایک ہی (اعتبار) ہے۔ جیسا رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اللہ کے نور (حسن) سے ہوں اور کل خلق (مطلق) میرے نور سے ہے۔

ایک جگہ فرماتے ہیں :-

اے عزیز ہمتِ طالب وقتے کہ از غیر اللہ منقطع شود آنگاہ مع اللہ صفت او عبد اللہ گردد و مومن آں را گویند

اے عزیز طالب کی ہمت جبکہ اللہ کے غیر سے جدا ہو تو مع اللہ (باللہ) سے اسکی صفت عبد اللہ (عبد خاص) ہو۔ اور مومن اسے کہیں

ہیچ مخلوق را ناحق بدست خود مجروح نکند بر حدیث نبوی کار کند. چنانچہ در خبر است التعظیم لامر اللہ والشفقة علی خلق اللہ۔ کلام قدسی است ابغض عبد من عبادی من عمل بخوف جہنم و تمتع الجنة ۔

جو کسی مخلوق کو عمل اور زبان سے رنجیدہ نہ کرے۔ حضور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرے۔ جس طرح حدیث میں ہے۔ اللہ کے حکم کی عظمت اور اللہ کی مخلوق پر شفقت حدیث قدسی ہے۔ میرے بندوں میں ابغض بندہ وہ ہے جس نے جہنم کے ڈر اور جنت کی لالچ سے کام لیا۔

اے عزیز طالب را باید کہ از عملہائے مناہی بجد حق پرہیز کند کہ در ہیچ حالے اقوال و افعال و احوال نامرضی حق از وصادر نشود و بعملہائے اوامر حق بجہد مشغول باشد و ہمیشہ در صوم و صلوٰۃ و ورد مشغول باشد تا معراج عارفاں حاصل کند کما قال النبی علیہ السلام الصلوٰۃ معراج المومنین اے عزیز طالب را باید کہ بداند کہ کدام صلوٰۃ معراج مومن است. مومن را باید کہ از دنیا وضو کند و از عقبی غسل و نفس خود را قربانی دہد۔ و در دریائے فنا غوطہ خورد تا بہ بقا برسد آں گاہ صلوٰۃ معراج مومن باشد۔

اے عزیز طالب کو چاہیئے کہ ممنوع کاموں میں اس کے حق کی حد تک پرہیز کرے۔ کسی حال، اقوال اور افعال اور احوال میں حق کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔ حق کے حکموں کی تعمیل میں کوشش کے ساتھ مشغول ہوں اور برابر نماز روزہ تلاوت میں مشغول ہو تاکہ عارفوں کی معراج (انتہائی کمال) حاصل ہو۔ جیسا فرمایا نبی علیہ السلام نے نماز مومنین کی معراج ہے۔ اے عزیز طالب کو چاہیئے کہ جانے کہ کون نماز مومن کی معراج ہے مومن کو چاہیئے کہ دنیا سے ہاتھ منہ پاؤں دھو رکھے اور عقبٰی سے سارا جسم اور اپنے نفس کی قربانی دے۔ فنا کے دریا میں غوطہ کھائے تاکہ بقا میں پہنچے۔ اس وقت صلوٰۃ (نماز) معراج مومن ہو۔

ایک جگہ فرماتے ہیں :-

اے عزیز بدانکہ مجاہدہ چیست؟ المجاہدة ھو الغزاء عن النفس والشیطان۔ پس طالب را باید کہ شب و روز با نفس خویش غزا کند و نفس خود را بہ ہیچ مرادے نرساند و نامراد

اے عزیز جان کہ مجاہدہ کیا ہے۔ مجاہدہ نفس و شیطان سے جنگ (غزوہ) ہے۔ تو طالب کو چاہیئے کہ رات دن اپنے نفس سے جنگ کرے اپنے نفس کو کسی مراد تک نہ پہنچائے۔ اور نامراد رکھے۔ تاکہ شیطان اس پر راہ نہ

گرداند تا شیطان بر در راہ نیابد۔ و
مردود گردد۔ پس از قید نفس و وسوسہ
شیطان خلاص یابد و حق تعالےٰ بروے
در اخلاص بہ کشاید و حضور مع اللہ روزی
کند و بعضے گفتہ اند المجاھدۃ قلۃ
الاکل والشرب والقول والنوم ۔:۔

اے عزیز طالب را باید کہ غنا و
فقر بداند الغنا ھو الانقطاع الطمع
عن غیر اللہ واللہ ھو المستغنی
عن اللہ و ھو التجرید والتفرید
عن غیر اللہ ای الخروج منہا کما
ھو الخروج بالموت والفقر الحقیقی
ھو الارشاد الی اللہ وھو المرشد
الی اللہ ۔:۔

ایک جگہ فرماتے ہیں :۔

بداں اے عزیز مومن کیست
پس مومن بر سہ مرتبہ اند۔ کما قال علیہ
السلام المومن ملوک الجنۃ والمومن
انیس الرحمٰن ایضاً المومن خواص
الرحمٰن۔ پس بدانکہ مرتبہ اول المومن
ملوک الجنۃ آنرا گویند کہ حیات و
شہوات ولذات دنیا واہل دنیا بر دل تلخ
کردہ باشد۔ پس بہشت آرزوئے او
کند المومن ملوک الجنۃ ایں است
والمومن انیس الرحمٰن آنرا گویند کہ
زبان او بذکر اللہ تعالےٰ کافی شدہ باشد

پائے اور بھر جائے تو نفس کی قید اور شیطان
کے بہکاوے سے چھٹکارا پائے اور حق تعالےٰ
اس پر اخلاص کا در کھول دے اور مع اللہ
کی حاضری بخشے ۔ اور بعضوں نے کہا ہے
مجاہدہ۔ کھانے، پینے، بولنے، سونے
کی کمی ہے ۔:۔

اے عزیز طالب کو غنا اور فقر جاننا چاہئے
غنا غیر اللہ سے لالچ منقطع کر دینا ہے۔ اور فقر
اللہ کے ساتھ غیر سے بے پروا ہو جانا ہے۔
اور یہی تجرید و تفرید اللہ تعالےٰ کے سوا سے
ہے۔ یعنی اس سے باہر ہو جانا (بالکلیہ) جیسا
موت کے ساتھ باہر ہونا ہے۔ اور فقر حقیقی
ہی قوی رہبر ہے اللہ کی طرف اور وہی مرشد
الی اللہ ہے ۔:۔

اے عزیز جانو کہ مومن کون ہے؟ مومن
تین قسم کے ہیں جیسا پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا
المومن ملوک الجنۃ اور (دوسری قسم)
خدائے رحمٰن سے دلچسپی لینے والے والمومن
انیس الرحمٰن اور (تیسری قسم)
المومن خواص الرحمٰن۔ مخصوصین
خدائے رحمٰن۔ تو جانو کہ پہلی قسم ملوک جنت
اسے کہتے ہیں کہ دنیا اور اہل دنیا کی زندگی اور
حرص اور لذت دل پر گراں (تلخ) کئے ہو تو
بہشت اسے چاہتی ہے۔ مومن ملوک الجنۃ یہ
ہے والمومن انیس الرحمٰن اسے کہتے ہیں

ویصفت اندام او بامر اللہ تعالے کافی شدہ باشد و دل او بہ انیس الرحمٰن کافی شدہ باشد المومن انیس الرحمٰن ایں است والمومن خواص الرحمٰن آں را گویند کہ جسم او با جسمانیاں و روح او با روحانیاں و سراو با حق تعالے در دریائے وحدت مسرور باشد المومن خواص الرحمٰن ایں است۔ وجہ دوم ایں است کہ جسم او بادل بہ ظاہر در متابعت نبی علیہ السلام باشد و روح او با کمالات باشد۔ یعنی در دریائے وحدت مستغرق باشد۔ و سراو در ذات حق تعالے مسرور باشد۔

اے عزیز اتباع پیغامبر علیہ السلام دریں است۔ چنانچہ فرمودہ علیہ السلام الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی واللہ اعلم بالصواب ⁂

اس کی زبان ذکر الٰہی اور بصفت اندام احکام الٰہی اور دل خدائے رحمٰن کی انسیت کافی حاصل کئے ہوئے ہو۔ اور المومن خواص الرحمٰن اسے کہیں کہ اس کا جسم اجسام (عالم) اور روح ارواح (ملکوت) اور سر دریائے وحدت میں حق تعالے کے ساتھ مسرور (لاہوت) ہو المومن خواص الرحمٰن یہ ہے دوسری توجیہ یہ ہے کہ اس کا جسم دل کے ساتھ بہ ظاہر نبی علیہ السلام کے اتباع میں بھی ہو اور اس کی روح کمالات کے ساتھ حق کے ساتھ دریائے وحدت میں ڈوبی ہوئی ہو اور اس کا سر ذات حق میں مگن ہو۔

اے عزیز پیغامبر علیہ السلام کی اتباع یہ ہے کہ جیسا حضور علیہ السلام نے فرمایا شریعت میرا قول، طریقت میرا طور، حقیقت میرا حال ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ⁂

اوراد خورد

اوراد خورد مخدوم جہاں شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ ۔ یہ بیس صفحات پر مشتمل ہے ۔ اس میں مخصوص دعائیں، تسبیح، استغفار، سورہ اور آیتوں کی خصوصیات کی حدیثیں درج ہیں ۔ خصوصیت کے ساتھ آیۃ الکرسی، کافرون، اخلاص، سورہ یٰسین وغیرہ کی خاصیتیں ہیں ۔ دعائے وقت شام، دعائے خفتن اس میں نماز و عبادت کے طریقے مذکور ہیں ۔ حضرت ابوبکرؓ، عمر، عثمان، و علیؓ، حضرت ابن عباسؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ مذکور ہیں، نماز عاشورہ، نماز و دعائے رجب، شب معراج میں نماز و عبادت کے طریقے بتائے ہیں :-

در خبر است کہ روزے پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم نشستہ بود ۔ جبرئیل صلوٰۃ اللہ علیہ بیامد گونہ رویش گشتہ و با وے مردے سیاہ بود و بعضے گفتند زرد فام چوں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بدید از جائے بجست و گفت یا اخی جبرئیل ایں کیست گفت ایں ماہ صفر است کہ بلا و شدت در وے است، خداوند تعالےٰ بلا و شدت دہ جزو قسمت کردہ ۔ نہ جزو دریں ماہ نہادہ و یک جزو در یازدہ ماہ نہادہ، ہر کہ ایں نماز بگذارد و ایں دعا بخواند، حق تعالےٰ او را در عصمت و امان نگاہ دارد تا صفر دیگر نماز و دعائے آخریں چہار شنبہ از

حدیث میں ہے کہ ایک دن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے ۔ جبرئیل علیہ السلام آئے ۔ ان کا چہرہ تھوڑا پھرا ہوا ۔ اور ان کے ساتھ ایک سیاہ مرد تھا ۔ بعضوں نے زرد رنگ والا بیان کیا ہے ۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر اپنی جگہ سے کود کر فرمایا اے بھائی جبرئیل یہ کون ہے ۔ کہا یہ صفر کا مہینہ ہے کہ بلا اور مصیبتیں اس میں ہیں ۔ خداوند تعالےٰ نے دس حصے بلا اور شدت کے کئے ۔ نو حصہ اس ماہ میں اور ایک حصہ گیارہ مہینوں پر بانٹ دیا ۔ جو یہ نماز ادا کرے اور یہ دعا پڑھے ۔ حق تعالےٰ اس کو حفظ و امان میں رکھے دوسرے صفر تک ۔ نماز

ماہ صفر بعد از طلوع صبح غسل کند چوں وقت چاشت شود دو رکعت نماز بگذارد در رکعت اول بعد از فاتحہ قُلِ اللّٰھُمَّ تا بِغَیْرِ حِسَاب بخواند و در رکعت دوم قل ادعو اللہ تا آخر۔ روز عاشورہ رجب وغیرہ پر بھی روشنی ڈالی ہے ⁖

اور دعائے آخری چہار شنبہ ماہ صفر۔ طلوع صبح کے بعد نہائیے۔ جب چاشت (کا وقت) ہو، دو رکعت نماز ادا کرے۔ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل اللھم بغیر حساب تک اور دوسری میں قل ادعو اللہ آخر سورہ تک ⁖

رسالہ در ہدایت حال

یہ رسالہ ۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالہ میں مقام ناسوت مقام ملکوت۔ مقام جبروت۔ مقام لاہوت پر روشنی ڈالی ہے اور قرآنی آیات اور احادیث سے دلائل پیش کئے ہیں۔ یہ مختصر عبارت بطور نمونہ درج ہے :۔

بداں کہ عقل در دماغ وحیا در چشم وفہم در گوش وعلم در صدر وفکر در دل —— بدانکہ باد چہار است۔ باد۔ . . باد آتشی۔ باد آبی۔ باد خاکی —— بقار و وجود نیز چہار است۔ یکے روح۔ دوم عقل۔ سوم عشق۔ چہارم نفس —— ونفس نیز چہار است۔ امارہ۔ ولوامہ وملہمہ ومطمئنہ —— باد تعلق بہ روح وآتش تعلق بعشق وآب تعلق بہ نفس دارد۔ اما نفس امارہ تعلق باآتش ولوامہ تعلق باآب ومطمئنہ تعلق باخاک دارد۔

واللہ اعلم بالصواب۔

تو جان لے کہ عقل دماغ میں، حیا آنکھ میں فہم کان میں، علم صدر میں اور فکر دل میں ہے —— تو جان لے کہ ہوا کی چار قسم ہے —— باد . . . باد آتشی۔ باد آبی اور باد خاکی۔ —— بقار و وجود بھی چار ہیں۔ ایک روح دوسرا عقل۔ تیسرا عشق اور چوتھا نفس —— اور نفس کی بھی چار قسمیں ہیں۔ نفس امارہ۔ نفس لوامہ۔ نفس ملہمہ اور نفس مطمئنہ —— باد کا تعلق روح اور آگ کا تعلق عشق کے ساتھ اور آب نفس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ لیکن نفس امارہ کا تعلق آتش کے ساتھ۔ نفس لوامہ کا تعلق آب کے ساتھ اور نفس مطمئنہ کا تعلق خاک کے ساتھ ہے

واللہ اعلم بالصواب

رسالہ ذکر و فوائد آں

امابعد ایں رسالہ ایست دربیان ذکر و فوائد و قواعد آں

فصل بداں ارشدک اللہ تعالٰے کہ در صحاح احادیث آمدہ است کہ موسٰی علیہ السلام مناجات کردہ و گفت الٰہی علمنی شیئاً اذکرک بہ فقال اللہ تعالٰی یا موسٰی قل لا الٰہ الا اللہ السموات السبع ∴

بدانکہ ذاکر ہمہ وقت تصور کند کہ در نظر حضرت عزت است آنچہ می کند حضرت عزت می بیند و آنچہ می گوید حضرت عزت می شنود و اندیشۂ اورا می داند در تصور ایں معنی را اہتمام کلی نماید و ایں حالت را مراقبہ خوانند ∴

فصل بدانکہ ذاکر را اطلاع بدیں قدر کہ نوشتہ می شود تا فتد و حقیقت آں در دل متمکن نہ گردد از نعمت ذکر تمتع نہ تواند گرفت المقدمہ بدانکہ موجودات محسوس را عالم ملک گویند و موجودات نا محسوس را عالم ملکوت گویند و موجودات بالقوۃ را عالم جبروت گویند و آنچہ ماورائے

یہ رسالہ ذکر کے فوائد اور قواعد کے بیان میں ہے

فصل جان تو اللہ تعالٰے تجھے ہدایت دے کہ صحیح حدیث میں ہے کہ موسٰی علیہ السلام نے مناجات میں کہا، الٰہی مجھے ایسی چیز سکھا کہ اس کے ذریعہ تیرا ذکر کروں۔ فرمایا اللہ تعالٰے نے اے موسٰی کہہ نہیں کوئی معبود بجز معبود کے۔

جان تو کہ ذاکر ہر وقت خیال کرے حضرت عزت کے سامنے ہے جو کچھ کرتا ہے حضرت عزت دیکھ رہا ہے اور جو کچھ بول رہا ہے حضرت عزت سُن رہا ہے اور اس کے خطرہ (دل) کو جان رہا ہے۔ خیال میں اس مطلب کا پورا اہتمام کرے اس حالت کو مراقبہ کہتے ہیں ∴

فصل جان تو کہ جتنا لکھا گیا ہے جب تک ذکر کرنے والے کو اس پر اطلاع نہ ہو اور دل میں اس کی حقیقت جڑ نہ پکڑلے ذکی نعمت سے فائدہ نہ حاصل کر سکے۔ المقدمہ۔ جان تو کہ موجودات محسوس کو عالم ملک اور موجودات نا محسوس کو عالم ملکوت اور موجودات بالقوۃ کو عالم جبروت اور جو ان سب کو حاوی ہے لاہوت

آنست لاہوت گویند ::

فصل اکنوں بدانکہ ذکر گفتن
بر چہار نوع است یکے آں کہ در زبان باشد
و دل ازاں غافل دوئم آنکہ در زبان باشد
و در دل اما وقتے دل ازاں غافل شود و
بچیز دیگر مشغول گردد زبان در کار باشد
سوئم آنکہ زبان در ذکر باشد و ہم دل۔
چہارم آنکہ دل ذاکر باشد زبان خاموش
از غلبہ ذکر اگرچہ زبان بچیز دیگر مشغول
شود و دل گویا باشد و دریں مقام بذکر
دمے سماع حاصل شود۔ چنانچہ اول بہ
زباں می گفت و گوشہا می شنید و دل از
آں غافل بود۔ اکنوں دل ذاکر باشد و
گوش و زباں ازاں غافل و عاطل کار
برعکس گردد دل زبان گردد و زبان دل
گردد ::

کہتے ہیں ::

فصل اب سمجھو کہ ذکر چار قسم پر ہے۔
ایک یہ کہ زبان سے ہو اور اس سے دل بے پروا
دوسری یہ کہ زبان اور دل دونوں سے ہو لیکن
کبھی اس سے دل بے پروا ہو کر غیر میں مشغول
ہو زبان کام بجالا رہی ہو۔ تیسری یہ کہ زبان
اور دل ذکر میں (متفق) ہوں۔ چوتھی یہ کہ دل
ذاکر ہو زبان خاموش اگرچہ ذکر کے اثر سے زبان
کسی اور بات میں مشغول ہو اور دل ذاکر ہو
اور اس مقام میں ذکر کبھی سنائی بھی دیتا ہے
چنانچہ اول زبان سے کہتا اور کان سنتا
تھا اور دل اس سے غافل تھا۔ اب دل ذاکر
ہوا اور کان اور زبان اس سے بے خبر اور بے
کار رہوں۔ دل زبان ہوا اور زبان دل ہو۔

:: :: :: :: :: :: :: ::

:: :: :: :: :: :: :: ::

اما در شرائط ذکر چند چیز اصل
کہ بدون آں شرائط ذکر ثمرہ ندہد۔ اول
آں فارغ کردن دل است از اشغال دیگر
دوئم از ربعی یا ثلثی شکم از طعام
و آب خالی داشتن و سوئم سخن را ابلا بدی
نگاہ داشتن از لایعنی و غیبت و دروغ
پرحذر بودن۔ چہارم ملازمت ذکر در جمیع
اوقات۔ چوں ایں شرائط را محافظت نماید
گرمی در دل پدید آید و آتش دل شعلہ زن
گیرد و کاہ و خاشاک کدورات مذمات

لیکن شرائط ذکر میں چند چیز جڑ ہے کہ
بغیر ان شرطوں کے ذکر فائدہ نہ دے۔ اول
دل کا دوسرے شغلوں سے بے پروا کرنا ہے
دوسرے کھانے اور پانی سے چوتھائی یا تہائی
حصہ پیٹ کا ہمیشہ خالی رکھنا ہے۔ تیسرے
غیبت اور جھوٹ اور بیکار باتوں سے پرہیز
اور حفاظت کے سوا چارہ نہیں۔ چوتھے ہر
وقت ذکر سے علاقہ رکھنا۔ جب ان شرطوں
کی محافظت کرے دل میں گرمی ہو اور دل کی
آگ شعلہ بھڑکنے لگے۔ ظلمات بشری اور کدورات

و ظلمات بشریات را سوختن گیرد و آئینہ
دل مصفا و مجلی گیرد ⁂

اتفاق اصحاب طریقت است
کہ اعظم مقصود و اہم مطلوب از جناب
بشری معرفت محبت رب العالمین است
محبت ذاتؒ، محبت صفاتؒ۔ محبت
ذات از مواہب است و محبت صفات
از مکاسب۔ و طریق اکتساب آں دوام
ذکر است مع تخلیۃ القلب عما سوی اللہ
و دوام ذکر فراغ شرط است و فراغ
را چہار چیز مانع است و ہرچہ مانع
شرط است مانع مشروط است، خلق
و دنیا و شیطان و نفس طریق دفع خلق
اعتزال دانزوا است و طریق دفع دنیا
قناعت است و طریق دفع شیطان
و نفس بعنایت اللہ تعالےٰ خود را سپردن
است بہ پیر و ریخت تصرف او خود را
مردہ ساختن است در کل احوال ⁂

مذمومات کے کھیڑ کرکٹ کو جلانے لگے اور دل
کا آئینہ مجلی اور مصفی کر دے ⁂

سب طریقت والے اسی پر ہیں کہ بزرگ
اور ضروری مقصود اور مطلوب انسان کے
لئے رب العالمین کی محبت کی معرفت (پہنچ)
ہے۔ محبت ذاتؒ اور محبت صفاتؒ۔ محبت
ذات داد خاص ہے۔ اور محبت صفات
کسب (محنت) سے ہے۔ اس کے حاصل
کرنے کا طریقہ غیر اللہ سے خالی دل سے ہمیشگی
ذکر ہے۔ اور ہمیشگی ذکر کے لئے فراغت شرط
ہے۔ اور فراغت کی چار رکاوٹیں ہیں جو شرط
کی رکاوٹ ہے وہی مشروط کی رکاوٹ
ہے۔ خلقؒ اور دنیاؒ اور شیطانؒ اور نفسؒ
خلق کے دفع کا طریقہ کنارے اور بے پرواہ
ہونا اور دنیا کے دفع کا طریقہ مانع ہونا ہے
اور شیطان و نفس کے دفع کا طریقہ عنایت
الٰہی کی مددگاری سے۔ آپ کو مثل مردہ ہر حال
میں پیر کے اختیار میں دیدینا ہے ⁂

رسالۂ مکیہ

رسالہ مکیہ من تصنیفات مخدوم الملک الشیخ شرف الدین احمد منیری ہے۔ ۵ صفحات بڑی تقطیع پر مشتمل ہے اس میں اذکار و مراقبہ پر بحث ہے۔ ذکر کی چار قسمیں قرار دی ہیں۔ (۱) اول ناسوتی ذکر شریعت (۲) دوم ملکوتی یعنی ذکر اسم ذات الا اللہ (۳) سوم جبروتی یعنی ذکر ذات اللہ (۴) چہارم ذکر لاہوتی یعنی الا اللہ۔ حقیقت ہویت، واحدیت ذکر کلمہ اشارت

اول ناسوتی ذکر شریعت

ص۲ مراقبہ کے بارے میں ہے کہ "کیفیت مراقبہ ایں است ہر آیتے و کلامے کہ در کلام مجید و فرقان حمید دلالت بریں معنی توحید کند آں کلمہ و آں آیت در باطن ملاحظہ کند۔ حق سبحانہ تعالےٰ مقصود او را فتح کند ۔:۔

ترجمہ مراقبہ کی کیفیت یہ ہے کہ جو جملہ کلام مجید اور فرقان حمید میں معنی توحید پر دلالت کرے باطن میں اس جملہ اور آیت کو دھیان رکھے۔ حق سبحانہ تعالےٰ اس کا مقصد فتح کردے ۔:۔

ص۳ میں نور پر بحث کی ہے کہ ذکر اور مراقبہ کی حالت میں مختلف نور پیدا ہوتے ہیں۔ نور مرشد، نور محمد، نور ابلیس، نور ملائک۔ نور حضور سب ہی پیدا ہوتے ہیں اور ان میں تمیز کرنا کہ کون نور مقصود ہے ۔:۔

ص۴ میں تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سبعین سنۃ پر بحث کی ہے اور قرآن سے دلیل پیش کی ہے (ایک ساعت تفکر ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے)۔

قال اللہ تعالیٰ ان اللہ تعالیٰ لاینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم ثم قال اللہ اطلب الرزاق بالحق اسم الذات وتحقیق اسم الصفات (یقیناً اللہ بزرگ و برتر صورت نہیں دیکھتا اور نہ اعمال اور ہاں تمہارے دلوں اور نیتوں کی طرف دیکھتا ہے) ۔:۔

رسالہ وصول الی اللہ

مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کا یہ رسالہ دس صفحات پر مشتمل ہے۔ اور بعض بعض مقامات پر آیت کریمہ کی صوفیانہ انداز میں وضاحت کی ہے۔ اس کی ابتداء اس طرح ہے۔

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد وآلہ اجمعین اعلم ان الوصول الی اللہ تعالیٰ ثلاثۃ انواع اولہا الوصول الی اللہ تعالیٰ وھو الخروج عن الافعال الذمیمۃ وھی تزکیۃ النفس وثانیہا الوصول الی اللہ تعالیٰ وھو الانقطاع عما سوی اللہ وھی تصفیۃ القلب وثالثہا ھو الوصول الی اللہ تعالیٰ وھو الخروج عن صفاتہ وھی تجلیۃ الروح ینبغی للطالب ان یصیر بقاؤہ بصفات اللہ۔

ترجمہ: ــــ ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جو دونوں جہان کا پروردگار ہے۔ اور عاقبت متقین کے لئے ہے اور درود وصلوٰۃ محمد رسول اللہؐ اور ان کے تمام آل پر ہو۔ تو جان تو کہ وصول الی اللہ تین قسم پر ہے پہلی قسم وصول الی اللہ کی یہ ہے کہ وہ افعال ذمیمہ سے نکل جانا ہے اور وہی تزکیۂ نفس ہے اور دوسری قسم وصول اللہ کی ماسوا اللہ سے انقطاع کرنا ہے اور وہ تصفیۂ قلب ہے اور تیسری قسم وصول الی اللہ کی یہ ہے کہ صفات سے خروج ہے اور تجلیہ روح ہے۔ طالب حق کے لئے یہ چاہیئے کہ اس کی بقا صفات اللہ کے ساتھ ہو جائے۔

اے عزیز کہ اکل وشرب از آں طالب بر سہ نوع است۔ اول، اکل شریعت۔ دوم اکل طریقت سوم اکل حقیقت۔ اکل شریعت آنست کہ در دیار رزاق بجو رود و در طاعت معبود کوا کند ــــ واکل طریقت آنست کہ در ذات خود اکل وشرب از حق مشاہدہ کند۔ زیرا کہ وجود ہیچ شئے ممکن نیست الا بحق۔ واکل حقیقت آنست بداند کہ اکل وماکول واحد است۔ قال النبی علیہ السلام انا من نور اللہ والمومنین من نوری۔

ترجمہ: ــــ اے عزیز کھانا و پینا طالب حق کا تین قسم پر ہے پہلی قسم اکل شریعت ہے۔

دوسری اکل طریقت ہے۔ تیسری اکل حقیقت ہے۔ اکل شریعت وہ ہے کہ رزق دینے والے کی یاد میں کھائے اور معبود کی طاعت میں مشغول رہے اور اکل طریقت وہ ہے کہ اپنی ذات میں کھانے اور پینے کو حق مشاہدہ کرے کیونکہ کسی چیز کا بھی وجود ممکن نہیں ہے سوائے حق تعالیٰ کے یعنی سب فنا میں صرف تعالیٰ ہی کو بقاء ہے اور اکل حقیقت وہ ہے کہ جانے کہ اکل و ماکول دونوں ایک ہیں جیسا کہ نبی علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے ہوں۔ اور مومنین میرے نور سے۔

شغل مومن بر سہ نوع است یکے عبادت، دوم عبودیت، سوم محبت، بداں کہ عبادت چیست کہ عوض او حور و قصور و نعمہائے بہشت رسد و عبودیت چیست کہ عوض او قرب درجات است و محبت چیست کہ عوض او ذات اللہ باشد پس مومن را باید کہ بہمہ حال در طلب ذات اللہ باشد۔

ترجمہ: — مومن کا طریقہ کار تین قسم پر ہے ایک عبادت، دوسرا عبودیت، تیسرا محبت جان لے کہ عبادت کیا ہے کہ اس کے بدلہ میں حور و قصور اور بہشت کی نعمتیں ملیں اور عبودیت کیا ہے کہ اس کے بدلہ میں قرب درجات ہو اور محبت کیا ہے کہ اس کے بدلہ میں اللہ ہی کی ذات ہو۔ پس مومن کو چاہیئے کہ ہر حال میں ذاتِ الٰہی کا طلب ہو۔

اے عزیز طالب را باید کہ دائم در ذکر سبحانہٗ تعالیٰ باشد واز ذکر غیر اللہ تعالیٰ بیروں آید و خلوت و عزلت گزیند تا استقامت ذکر اللہ روزی شود و از خطرۂ نفسانی و شیطانی خلاص یابد و از شہوات جاہ و دنیا اجتناب می باید تا لذات ذکر اللہ یابد روز بروز معرفت حق حاصل کند۔

ترجمہ: — اے عزیز طالبِ حق کو چاہیئے کہ ہمیشہ حق سبحان اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے اور غیر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے باہر ہو جائے اور خلوت و عزلت اختیار کرے تاکہ ذکر اللہ کی استقامت حاصل ہو اور خطراتِ نفسانی اور شیطانی سے چھٹکارہ پائے اور خواہش جاہ اور دنیا سے پرہیز کرے تاکہ ذکر اللہ کی لذت پائے۔ دن بدن معرفت حق حاصل ہو۔

شرح آدابُ المریدین

شرح آداب المریدین

آداب المریدین کی شرح ہے، آداب المریدین حضرت ابو نجیب[لے] ضیاء الدین عبد القاہر سہروردیؒ کی تصنیف ہے اور عربی زبان میں ہے ۔

لے حضرت ابو نجیب ضیاء الدین عبد القادر سہروردیؒ کی ولادت باسعادت سنہ ۴۹۰ھ سہرورد میں ہوئی، حضرت خواجہ قاضی وجیہ الدین ابو حفصؒ آپ کے عم محترم اور پیر و مرشد ہیں، آپ کے پیر دادا حضرت خواجہ عبداللہ عمویہؒ تھے، سلجوقی تاجدار سلطان الپ ارسلان کے وزیر اعظم نظام الملک نے بغداد کے شرقی حصہ میں دجلہ کے کنارے سنہ ۴۵۷ھ میں مدرسہ نظامیہ کی سنگ بنیاد رکھی، اس کے پرنسپل اکابر علماء ہوتے رہے، حضرت ابو نجیبؒ اسی مدرسہ نظامیہ میں تحصیل علوم کے لئے داخل کئے گئے، اس وقت شیخ کبیر امام اسعد میہنی مدرسہ کے پرنسپل تھے، ابو الحسن نحوی المعروف بالفصیحی سے علم نحو و ادب، قاضی ابو بکر انصاری اور ابو منصور مقری سے علم حدیث پڑھا، خطیب بغدادی اور امام بیہقی سے بیک واسطہ روایت حدیث کرتے ہیں، امام قشیری سے آپ کے روایات حدیث وغیرہ بواسطہ حافظ ابو القاسم المستملیؒ کے ہیں، تحصیل علوم کے بعد خلوت نشینی اور عزلت گزینی اختیار کی، حضرت ابو نجیبؒ اپنے عم محترم قاضی وجیہ الدین ابو حفصؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، یعنی آپ کے پیر طریقت حضرت خواجہ ابو حفص ہیں، اس کے علاوہ آپ کے پہلے مرشد طریقت حضرت حماد دباسؒ ہیں، حضرت ابو نجیب کے دوسرے مرشد طریقت حضرت امام احمد غزالیؒ ہیں (جو حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ کے برادر حقیقی اور بہت بڑے (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحؒ نے اپنے ایک مخلص مرید مولانا قاضی اشرف ابن رکن کی درخواست پر ۷۶۶ھ میں آداب المریدین کی شرح کی اور اس کا نام مطالب الطالب رکھا جو شرح آداب المریدین کے نام سے مشہور و معروف ہے، خود حضرت اشرف بن رکن نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے :۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) عالم ربانی اور عارف کامل اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے، حضرت ابو نجیب ایک عرصہ تک آپ کی صحبت سے مستفیض ہوئے، اور آپ سے علم تصوف اخذ کیا، حضرت ابو نجیب کے تبرکی مرشد طریقت حضرت غوث الاعظم سید نا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحؒ ہیں، جن سے خرقۂ تبرک و خلافت پہنا ہے۔

سلطان مسعود کی درخواست پر حضرت ابو نجیب رحؒ نے ۵۴۵ھ میں مدرسہ نظامیہ کا پرنسپل ہونا منظور فرمایا اور تولیت بھی قبول فرمائی، لیکن دو ہی سال کے بعد ۵۴۷ھ میں اس سے سبک دوش ہو گئے، بقیہ عمر رشد و ہدایت میں گذاری، آپ کے اجل خلفاء میں شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحؒ، خواجہ نجم الدین کبریٰ، حضرت عمار یاسر، شیخ اسماعیل قصری اور شیخ روزبہان کبیر مصری ہیں۔

حضرت ابو نجیب رحؒ نے علوم شریعت، علوم طریقت، تصوف، اور حقائق و معارف میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں، جیسا کہ امام یافعی رحؒ نے آپ کو مرآۃ الجنان میں، صاحب التصانیف المفیدہ فی الشریعۃ والحقیقۃ کا لقب دیا ہے، لیکن صرف آداب المریدین امتداد زمانہ کے دست برد سے محفوظ رہی، یہ کتاب عربی زبان میں ہے، اور حضرت ابو نجیب رحؒ نے مریدین، طالبین و سالکین کے افادہ و تعلیم و تلقین و ہدایت کے لئے تصنیف فرمائی تھی، اس کتاب میں اہل تصوف کے تمام عقائد ان کے مسلک و مشرب اور مسائل خاص اور صوفیوں کے آداب و اخلاق روش کو محققانہ طور پر بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابو نجیب رحؒ کا وصال ۷۳ تہتر سال کی عمر میں، ۷ جمادی الثانی ۵۶۳ھ میں ہوا، آپ کا مزار مبارک بغداد شریف میں آپ کی رباط شریف میں ہے جو زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

اما بعد فیقول العبد الراجی
الی رحمة اللہ الغنی محمد بن عیسی
البلخی المدعو باشرف بن رکن الکاتب
سواد ھذا الکتاب بمطالب الطالب
وبیاضہ شفاہ اللہ عن علل الباطن
وامراضہ ولم یحرمہ من شفقۃ
شیخہ ولو ذرۃ ورزقہ من جز
این لطفہ درۃ قد نظرت یوما من
الایام نسخۃ آداب المریدین مصححۃ
مملوۃ بغرائب الحواشی فائدۃ الی
الجنۃ للقاعد والماشی۔

وکان ابتداؤہ فی یوم الجمعۃ
وقت الاشراق فی النیف من ربیع الاول
سنۃ خمس وستین وسبعمائۃ حتی
وقع الفراغ من کتابۃ ھذا الکتاب
المستطاب بعون اللہ الملک الوھاب
فی یوم الثلثا وقت الضحی الحادی
والعشرون من ذی الحجۃ سنۃ
ستۃ وستین وسبع مائۃ۔

ترجمہ :- حمد وصلوٰۃ کے بعد بے نیاز اللہ
تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار محمد بن محمد بن عیسیٰ بلخی رح
بمعروف اشرف بن رکن جو اس کتاب کے مسودہ کا
کاتب ہے جس کا نام مطالب الطالب ہے کہتا
ہے، اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن امراض سے اسے شفا
دے اور اس کے شیخ کی شفقت سے اس کو
محروم نہ کرے اگرچہ ایک ذرہ ہی کیوں نہ ہو، اور
اسے اپنے خزانۂ کرم میں سے ایک موتی عنایت
فرمائے، میں نے ایک دن آداب المریدین کا
ایک اصلاح شدہ نسخہ دیکھا جو نہایت عمدہ حاشیہ
سے مزین تھا جو جنت میں بیٹھنے والے اور چلنے والے
کے لئے راہ دکھانے والا ہے، اس کی کتابت کی
ابتدا ربیع الاول ۷۶۵ھ عشرۂ اول میں بوقت
اشراق جمعہ کے دن ہوئی، اور ۲۱ ذی الحجہ ۷۶۶ھ
چاشت کے وقت منگل کے دن اس مفید
کتاب کی کتابت سے اللہ تعالےٰ کی مدد
سے فراغت ملی جو بخشش کرنے والا بادشاہ
ہے

آداب المریدین کی شرح لکھنے کی تحریک پر مناقب الاصفیاء صـ۹۲ میں حضرت مخدوم شاہ شعیب رح عم زادہ و مرید حضرت مخدوم جہاں رح اس طرح رقم طراز ہیں :-

"شرح آداب المریدین" کہ تصنیف
حضرت شیخ شرف الدین منیری است کہ
نسبت ارادت وخلافت او بدو ازیں شجرہ
پیران معلوم است و مکتوبات حضرت شیخ
شرف الدین منیری رحمۃ اللہ علیہ مذکور قدس

ترجمہ :- صاحب مناقب الاصفیا صـ۹۳ میں
تحریر کرتے ہیں کہ شرح آداب المریدین جو تصنیف
(شرح) حضرت شیخ شرف الدین منیری رح کا ہے
کہ ان کی مریدی و خلافت (خلیفہ و مجاز) کی نسبت
(سند) ان ہی پیروں کے شجرہ (سلسلہ) سے

اللہ ارواحہم. سماع است کہ بعضے کساں از
شیخ ضیاء الدین ابو نجیب التماس کردند
تا آداب المریدین را شرح کند، گفت
شرح ایں فرزندے از فرزان من خواہد کرد
واللہ اعلم آں فرزند ہمیں و شیخ شرف الدین
منیری است، مشائخ طریقت اہل معنی اند
مریدان را فرزند خواندہ اند بسبب آں کہ
مریدان فرزند معنوی اند۔

مشہور ہے، اور حضرت شیخ شرف الدین منیری کے
مکتوبات میں مذکور قدس اللہ ارواحہم سنا ہے
کہ کچھ لوگوں نے شیخ ابو نجیب سہروردیؒ سے
عرض کیا کہ آداب المریدین کی شرح کردیں آپ
نے فرمایا کہ میرے فرزندوں کا ایک فرزند اس
کی شرح کردے گا، اللہ جانتا ہے کہ یہی شیخ شرف
الدین منیریؒ ہیں، طریقت کے شیوخ اہل معنی ہیں
مریدوں کو فرزند کہا ہے، اس سبب سے کہ مریدین
پیروں کے فرزند معنوی ہیں۔

مذکورہ بالا عبارت سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حضرت ابو نجیب سہروردیؒ کی تمنا کی تکمیل اور اس پیشین گوئی کی تعبیر حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے ہاتھوں تقریباً دو سو برسوں کے بعد ہوئی، حضرت مخدوم جہاں حضرت ابو نجیب سہروردیؒ کے فرزند معنوی اس طرح ہیں:-

مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ مرید و مجاز حضرت نجیب الدین فردوسی رح او مرید و مجاز حضرت رکن الدین فردوسیؒ او مرید و مجاز حضرت بدر الدین سمرقندیؒ او مرید و مجاز حضرت سیف الدین باخرزیؒ او مرید و مجاز حضرت نجم الدین کبریٰ ولی تراشؒ او مرید و مجاز حضرت ابو نجیب ضیاء الدین عبد القاہر سہروردی رح۔

حضرت مخدوم جہاں نے اپنے مخلص مرید مولانا قاضی اشرف ابن رکن کی درخواست پر سنہ ٧٦٦ھ میں اس کی شرح فارسی میں لکھی ہے، یہ گرانمایہ تصنیف ابھی تک مخطوطہ کی شکل میں محفوظ ہے، اور تقریباً تمام قدیم خانقاہوں میں اس کے نسخے محفوظ و موجود ہیں، خانقاہ بلخیہ فتوحہ میں ایک نادر نسخہ ہے جو بہت ہی قدیم ہے، اور اس پر ملا غلام یحییٰ بہاری کے دست خاص کا حاشیہ بھی ہے، قرین قیاس ہے کہ یہ نسخہ حضرت مولانا مظفر بلخیؒ کے عہد کا مکتوبہ ہے، حضرت مخدوم جہاں نے بھی آداب المریدین کی شرح کے سلسلے میں اس طرح روشنی ڈالی ہے:-

می گوید متعلم درویش ضعیف احمد
یحییٰ منیری الملقب بشرف غفر اللہ لہٗ

طالب علم فقیر احمد یحییٰ منیری الملقب بشرف، اللہ
اس کی، اس کے والدین کی، اس کے دوستوں

ولوالدیہ ولاصحابہ ولجمیع
المومنین والمؤمنات کہ یارے از
یاراں ایں درویش مسمی بہ قاضی اشرف شرفہ
اللہ تعالیٰ بین اصحاب ھذا العلم
کہ محب ایں طائفہ وقائل من ایشاں بود ازیں
درویش التماس نمود کہ کتابہا در علم سلوک ہر
چہ محتاج الیہ است وطالب دیں بداں راہ
راست یابد وبہ مطلوب رسد بیشتر ازاں است
کہ کسے آنرا بتمام تواند خواند ویا تواند نبشت
ہر یکے برائے مریداں ومعتقداں خویش بر قضیۂ
آں کہ ھم اشفق الناس علی الخلق بودہ
اندر اندازۂ فہم پیشینہ بنشتہ اند لیکن بعضے
نسخہ عربی افتادہ است اگرچہ ایشاں از مقام
خویش نزول کردہ اند ودر قلم آوردہ با ایں بہم
بہ نسبت مبتدی معانی والفاظ آں اغلاق و
استوالی تمام دارد آنرا فہم کردن علم لغت و
صرف ونحو باید تا کسے ازاں بہرہ گیرد وآں
ہمہ علم تا تحصیل کند عمر خود ازمیاں گذشتہ باشد
فشتان بینہ وبین العمل خصوصاً نسخۂ
آداب المریدین کہ از تصنیف شیخ المشائخ
قدوۃ الفریقین امام الثقلین ضیاء الحق
والدین ابو نجیب عبدالقاہر محمد سہروردی
تغمدہ اللہ بغفرانہ واسکنہ
بحبوبۃ جنانہ کہ دراں خدمت شیخ
تمسک بآیات قرآنی واحادیث کردہ است
واز کلمات فضل وآمیزش وازاں مشائخ

کی اور تمام مومنین اور مومنات کی مغفرت فرمائے
عرض کرتا ہے کہ اس فقیر کے دوستوں میں سے
ایک دوست نے جس کا نام قاضی اشرف ہے
اللہ تعالیٰ انہیں اس علم کے حاملین میں ہونے
کا شرف عطا کرے اور جو اس گروہ کے دوست
اور اس (گروہ) کے فن کے قائل ہیں، اس فقیر
سے التماس کیا کہ علم سلوک میں ایسی کتابیں جن
کا ہر کوئی محتاج ہو (اس لحاظ سے کہ) دین کا
طالب ان سے راہ راست پائے اور مقصود تک
پہنچے اس سے زیادہ ہیں کہ کوئی شخص انہیں
سب کا سب پڑھ سکے یا لکھ سکے، ہر کسی نے
اپنے مریدوں اور معتقدوں کے لئے اس بات
کے پیش نظر کہ وہ (مشائخ) خلق پر تمام لوگوں سے
زیادہ شفیق ہوا کرتے ہیں، متوسلین کے سمجھ کے
مطابق لکھا ہے، لیکن بعضے نسخے عربی میں ہیں
جنہیں اگرچہ ان حضرات نے اپنے مقام سے
نیچے اتر کر تحریر فرمایا ہے، پھر بھی مبتدی کے
لئے اس کے الفاظ اور معانی نہایت درجہ مغلق
اور ناقابل فہم ہیں، ان کو سمجھنے کے لئے علم لغت
وصرف ونحو چاہیئے تاکہ کوئی شخص اس سے
مستفید ہو اور یہ تمام علم جب تک کہ حاصل ہو
اپنی (طالب کی) تمام عمر ہی درمیان سے گذر
جاتی ہے تو پھر علم اور عمل کے درمیان معاملہ
کب استوار ہوگا، خصوصاً آداب المریدین
کا نسخہ جو شیخ المشائخ قدوۃ الفریقین امام
الثقلین ضیاء الحق والدین ابو نجیب عبدالقاہر محمد

سلف رضوان اللہ علیہم نیز آوردہ می خواہم کہ
آں را بخوانم اگر در حالت خواندن ترجمہ شود
و دراں اطمینانے رود بمنزلِ شرح گردد بر
ایں نادان و دیگرِ مسلمانان ادراکِ آں
آسان شود و ہر خاص و عام را ازاں نصیبے
و حظے بود و طالبان الٰہی و راہروان نامتناہی
را کہ پس رواں نبوی و محبان مصطفوی اند
دستورے گردد بنا برایں باعث و بسبب
ایں قضیہ مرضیہ بر خود التزام نمودم و چنانچہ
مفہوم گردد و طے کتابت آوردن گفتم
تا او را و مسلمانان دیگر را در مطالعہ آں منفعت
دینی بحاصل آید و باشد کہ کسے نظرے بر آں
بنشتہ کند و او را ازانجا کشایش بود تا وقت
کسے بمطالعہ آں خوش گردد، حق سبحانہٗ و
تعالیٰ ایں درویش را در کار اوے کند کہ بہیچ
وجہے از وجوہ خود را لائق آں ندیدم کہ کلمات
پاک و رموز و اشارات ایشاں را بسخنان
رکیک خود ملوث گردانم و بعبارات و
ترکیبات سقیم خود بیاریم، امید و درخواست
از اہلِ علم و معرفت و اصحاب نحو و لغت
آنست کہ چوں بدیں اوراق ایشاں را نظر
افتد ہر خطائے و غلطی کہ قابل حمل و اصلاح
باشد بر آں مطلع گردند از یں درویش و یا از
نویسندہ نسخہ از راہ کرم و بندہ نوازی بر
قضیۂ النسیان مرکب علی الانسان
در تصحیح آں کوشند تا تحت ایں وعدہ

سہروردیؒ، اللہ تعالےٰ انہیں غفران مآب فرمائے
اور جنت کی ہوا سے انہیں سکون بخشے، کی
تصنیف ہے، جس میں حضرت شیخ نے آیات
قرآنی اور احادیث سے تمسک فرمایا ہے، اور
مشائخ سلف رضوان اللہ علیہم کے بلند پایہ
کلمات کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ چاہتا ہوں
کہ اسے پڑھوں۔ اگر پڑھنے کے درمیان اطمینان
بخش ترجمہ ہو جائے تو اسے شرح کا مقام مل
جائے، اس ناسمجھ اور دوسرے مسلمانوں کو
اس کا سمجھنا آسان ہو جائے اور ہر خاص و
عام کو اس کے نصیب کا حصہ مل جائے،
اور اللہ کے طالبوں اور بے شمار راستہ چلنے
والوں کے لئے جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ
وسلم کے پیچھے چلنے والے ہیں اور حضرت
مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے
ہیں ایک لائحہ عمل ہو، اسی باعث اور اسی سبب
سے اس بات کو جس کی خواہش کی گئی تھی اپنے
اوپر لازم کر لیا اس طرح کہ مفہوم کی وضاحت
ہو جائے، نیز اس کی کتابت کرنے کے لئے کہہ
دیا تاکہ انہیں اور دوسرے مسلمانوں کو اس کے
مطالعے سے منفعت دینی حاصل ہو، ہو سکتا
ہے کہ کسی کی نظر اس نوشتہ پر پڑے اور اسے اس
سے کشایش حاصل ہو یا کوئی اس کے مطالعہ
سے خوش وقت ہو تو حق سبحانہٗ تعالیٰ اس فقیر کو
اجر عطا فرمائے . . . . . . کہ اسباب
میں سے کسی سبب سے خود کو اس کے لائق

نہیں پاتا (مشائخ کے) پاک کلمات اور ان کے رموز و اشارات کو اپنی رکیک باتوں سے ملوث اور اپنی سقیم عبارتوں اور ترکیبوں سے آلودہ کروں، اہل علم و معرفت اور اصحاب نحو و لغت سے امید اور درخواست یہ ہے کہ جب ان اوراق کو یہ حضرات دیکھیں تو خطا اور غلطی جو قابل درستی اور اصلاح ہو اس سے از راہ کرم اور بندہ نوازی اس فقیر کو یا کاتب نسخہ کو مطلع فرمائیں اس بات کے پیش نظر کہ انسان نسیان سے مرکب ہے (نیز) اس کی تصحیح میں کوشش فرمائیں تاکہ اس وعدہ کے تحت : ←

درآیند قال النبی صلی اللہ علیہ و سلم من ستر علی مسلم ستر اللہ علیہ فی الدنیا والاٰخرۃ۔ آجائیں" فرمایا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے مسلمان کی خطا کو پوشیدہ کیا تو اللہ تعالےٰ اس سے بھی دنیا و آخرت میں ستر کا معاملہ فرمائیگا"

میرے پاس شرح آداب المریدین کا وہ نسخہ ہے جو حضرت سید شاہ فرزند علی صوفی منیری کے دست خاص کا نوشتہ ہے، جس کی کتابت ۱۲۹۱ھ میں ہوئی یہ نسخہ بڑی تقطیع کے ۳۵۸ صفحات پر مشتمل ہے، فہرست عنوان بھی حضرت صوفی منیری رحؒ نے ترتیب دیا ہے، چنانچہ تحریر ہے:

" فہرست بعض بعض مقامات شرح آداب المریدین بہ نشان ورق"

میں اسی اعتبار سے فہرست عنوان پیش کر رہا ہوں جو مندرجہ ذیل ہے:۔

شرح آداب المریدین علم تصوف اور اسرار تصوف سے مزین ہے اگرچہ رسالہ قشیریہ مصنفہ امام قشیری، کشف المحجوب مصنفہ شیخ علی ہجویری اور عوارف المعارف مصنفہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ، علم تصوف پر جامع تصانیف ہیں جو اس سے قبل کی نہیں، لیکن شرح اداب المریدین کے مطالعے سے نہ صرف علم تصوف کی وسعت اور عمق کا پتہ چلتا ہے بلکہ عملی تجربے کی بھی نشاندہی ہوتی ہے، تصوف کے ہر ہر نکتہ کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے، یہ فارسی نثر میں ہے جس میں سلاست و لطافت کی چاشنی شیخ سعدیؒ کی گلستاں کی طرح ملتی ہے، دوسرے ادبی محاسن کے علاوہ برمحل اشعار کے حوالے، سجع کا اہتمام، تکرار الفاظ اس میں کثرت سے ہیں، اسی لئے تذکرہ نگاروں اور مورخین نے شرح آداب المریدین کو ادب و انشا کا بہترین نمونہ تسلیم کیا ہے ابوالفضل نے اسی طرح خامہ فرسائی کی ہے

ابوالفضل[۱] بن مبارک کہ از نارسائی دراوراق مداوائی بیماری خود می جوید . . . . تنگ آمده سیر شرح کہ شیخ شرف الدین منیری برآداب المریدین شیخ عبدالقاہر سہروردی بزبان بے تکلفے بلغت پارسی آوردہ است می نمود آنچہ بمقتضائے وقت کہ بحسب تقدیر برنسبت فرزندی دارد خوش می آید می نوشت

ابوالفضل بن مبارک جو نارسائی کے سبب سے (کتاب کے) اوراق میں اپنی بیماری کا علاج ڈھونڈھتا ہے . . . . تنگ آکر شیخ عبدالقاہر سہروردی کی کتاب آداب المریدین کی شرح جسے شیخ شرف الدین منیری رح نے بے تکلف فارسی زبان میں لکھا ہے، کی سیر کو نکلا۔ وہ (شیخ شرف الدین منیری) نسبت فرزندی تو شیخ عبدالقاہر سے) رکھتے ہیں، اسی اعتبار سے وقت کے تقاضے کے مطابق مقدور بھر جو بہتر سمجھا انہوں نے تحریر فرمایا ہے۔

حضرت مخدوم جہاں نے آداب المریدین کی عبارت من وعن نقل کرکے اس کی توضیح فارسی زبان میں کی ہے، چنانچہ شرح آداب المریدین ص۵ میں صفت صوفی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

صفت صوفی

قولہ الفقر غیر التصوف بل نہایۃ بدایۃ

فقر غیر تصوف است بلکہ نہایت مگر بدایت تصوف است صوفی نامے است مر کاملان ولایت را و محققان اولیا را بدیں نام خواندہ اند و اہل صفا اندریں درجہ بر سہ قسمت اند، یکے صوفی و دوم متصوف و سوم مستصوف۔ صوفی آں بود کہ از خود فانی بود و بحق باقی از قبضہ طبائع رستہ و بہ حقیقت حقائق پیوستہ، و متصوف آن بود کہ بہ مجاہدات ایں درجہ را می طلبد

فقر تصوف کے علاوہ ہے بلکہ (فقر کی) انتہا تصوف کی ابتدا ہے، صوفی کاملان ولایت کے (دراصل) ایک نام ہے، اور اولیائے محققین کو اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس درجہ میں اہل صفا کی تین قسمیں ہیں، ایک صوفی دوسرے متصوف اور تیسرے مستصوف صوفی وہ ہے جو خود سے فانی ہو اور حق کے ساتھ باقی خواہشات نفسانی سے چھٹکارا پاچکا ہے، اور حقائق کی حقیقت سے پیوستہ ہو، اور متصوف

۱۔ دفتر سوم انشای ابوالفضل ص ۱۵۶

واندر طلب خود را بمعاملهٔ ایشاں راست
می کند، و مستصوف آں بود کہ برائے جاہ و
حفظ دنیا خود را مانند ایشاں کند واز کار و
معنی صوفی و متصوف خالی بود، اما حقیقت
فقر ایں جا آنست کہ ابن جلا گوید رحمۃ اللہ
کہ فقر آنست کہ ترا نباشد وچوں باشد ہم ترا
نباشد معنی آنست واللہ اعلم کہ تا نباشد ترا
میل وطلب نباشد وچوں یافتی برموجود
اعتماد نباشد تا حال وجود وحال عدم
یکساں باشد پس فقر عبارت از نیستی است
تا گفتہ اند اگر چند سرموی او دنیا در ملک
فقیری باشد فقر وے تمام نبود، مع ہذا
متمسک است بفضل فقر و برگزیدہ است
بر غنی و چشم میدارد بدآنچہ درست
گشتہ است . . . . اما صوفی
کہ تارک اشیاء است نہ از مہر عوض موعود
است زیرا کہ او ابن وقت خویش است، و
وقت در استعمال ایں طائفہ عبارت است
از حالے کہ اندر سر بندہ پدید آید و دلرا باں
حال آرام بود، وقتے باشد کہ عارف را سکون
واجب کند و وقتے باشد کہ حرکت واجب
کند و وقتے باشد کہ شکر واجب کند و وقتے
باشد کہ شکایت واجب کند و وقتے باشد
کہ صبر واجب کند و وقتے باشد کہ جزع
واجب کند و وقتے باشد کہ گفتار واجب
کند و وقتے باشد کہ خاموشی واجب کند

وہ ہے جو مجاہدات کے ذریعہ اس درجہ کو حاصل
کرنے کے لئے) کوشاں ہو۔ اور دوران مجاہدہ
اپنے (معاملات) کو ان کے معاملات کے مطابق
درست کرے (جبکہ مستصوف وہ ہے جو
دنیاوی جاہ و لذائذ کے لئے خود کو ان کے
مانند بنائے، اور صوفی و متصوف کے اعمال اور
معنی سے خالی ہو لیکن فقر کی حقیقت اس جگہ
وہ ہے جیسا کہ ابن جلا رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے
کہ فقر یہ ہے کہ تیرے پاس کچھ نہ ہو اور اگر کچھ ہو
پھر بھی (تیرے واسطے گویا کہ) نہ ہو، مطلب یہ
ہے اللہ بہتر جانتا ہے، کہ جب تک نہ ہو تیرے
اندر اس کی طلب اور اس کی طرف میلان
نہ ہو، اور جو مل جائے تو جو کچھ موجود ہو اس پر اعتماد
نہ ہو، یہاں تک کہ عدم اور وجود دونوں کا حال
یکساں ہو، تو فقر نیستی سے عبارت ہے، جیسا
کہ کہا ہے کہ اگر کسی فقیر کے ملک میں سر کے بال
کے برابر بھی دنیا ہے تو اس کا فقر مکمل نہیں
ہے، اس کے باوجود فقر کے فضل کو گرفت میں
کئے ہوئے ہے اور غنی سے بلند ہے، اور
آنکھیں اس پر جمائے ہے جو (اس کے لئے)
درست کر دی گئی ہے . . . .
لیکن صوفی جو تارک اشیاء ہے تو عوض موعود
کے لئے نہیں، کیونکہ وہ ابن وقت خویش ہے
اور (لفظ) وقت کا استعمال اس گروہ میں عبارت
ہے ایک کیفیت سے جو انسان کے درون قلب
میں پیدا ہوتی ہے اور اس کو اس کیفیت سے

گاہ صحبت خلق واجب کند و گاہ عزلت واجب
کند، ازیں معنی گفتہ اند کہ عارف ابن وقت
خود است و ابن فرزند را گویند یعنی چنانکہ
فرزند تبع مادر و پدر باشد عارف را نیز
ظاہر و باطنش تبع حق باشد و او درمیان نہ
ہرچہ ازو پرسند جواب خوب تر ازاں نہ بود
کہ بگوید اللہ و دیگر ترک فقیر مر غنا و مر حظ
عاجل را و غنیمت گرفتن او مر فقر را اختیار
است از وے و ارادت است از وے
و اختیار و ارادت علت است در حال صوفی
زیراکہ صوفی قائم است در اشیاء بارادت
خداوند تعالےٰ نہ بارادت خود پس او نمی
بیند فضیلتے در صورت فقر و نہ در صورت
غنا بلکہ او فضیلت می بیند در آں کہ در می
آرد خداوند تعالےٰ او را در آں و قائم می دارد
او را در وے و صوفی را ایں اذن معلوم می شود از
خداوند تعالیٰ در آوردن در چیزے و بیروں
آوردن از چیزے بنور باطن کہ او را است
پس بدیں فرق ظاہر شد میان فقر و تصوف
زیراکہ فقیر قائم است در اشیاء بوجود واقف
است بارادت خود بخلاف صوفی کہ او قائم
است بمراد خداوند تعالےٰ، چنانکہ بزرگے
را پرسیدند کہ چہ گونہ می باشی، گفت چنانکہ
می دارد، او گفتند چہ گونہ می دارد گفت چنانکہ
می خواہد، گفتند چہ گونہ می خواہد، گفت مرا
باخواست او چہ کار و بندہ را در پائگاہ عجز

فرحت ہوتی ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عارف پر
سکون واجب ہوتا ہے، کبھی حرکت، کبھی شکر
واجب ہوتا ہے کبھی شکایت کبھی صبر واجب ہوتا
ہے کبھی جزع، کبھی بولنا ضروری ہوجاتا ہے
کبھی خاموشی، کبھی خلق کی صحبت لازم آتی ہے کبھی
عزلت، انہیں معنوں میں کہا ہے کہ عارف ابن وقت
خود ہے ابن لڑکے کو کہتے ہیں یعنی جس طرح لڑکا
ماں باپ کے تابع ہوتا ہے، عارف بھی ظاہراً
اور باطناً حق کے تابع ہوتا ہے اور خود درمیان
میں نہیں ہوتا، جو کچھ اس سے پوچھا جائے تو اس
کے سوا (اس کا) جواب نہیں ہوتا کہ کہے اللہ!
دوسرے یہ کہ فقیر کا غنا اور فوری لذات کا چھوڑنا
اور اس کو فقر کے لئے غنیمت سمجھنا اس کی طرف
سے اختیار اور ارادہ کا استعمال ہے (جبکہ) ارادہ
اور اختیار صوفی کے لئے بیماری ہے، کیوں کہ
صوفی اشیاء میں قائم ہے خداوند تعالےٰ کے
ارادے سے نہ کہ اپنے ارادے سے، لہذا نہ
وہ فقر کی صورت میں کوئی فضیلت دیکھتا ہے
نہ غنا کی صورت میں۔ بلکہ وہ فضیلت دیکھتا
ہے اس صورت میں جس میں خداوند تعالیٰ اسے
لاتا ہے، دوسرے اس صورت میں جس میں
(اللہ تعالےٰ) اسے قائم رکھتا ہے۔ صوفی کو نور
باطن سے جو اسے (حاصل) ہے۔ کسی حال میں
داخل کرنے اور کسی حال سے نکالنے کا اذن خداوندی
معلوم ہوتا ہے تو اس (گفتگو) سے فقر و تصوف کے
درمیان فرق ظاہر ہوگیا، کیونکہ فقیر اشیاء میں

امیدوار بود باخواست، چہ کار خواجہ سلطان العارفین قدس سرہٗ، گفت سی سال می گفتم چنیں کن وچناں کن چو اول مرتبہ معرفت رسیدم گفتم خدا تو مرا باش و ہرچہ خواہی کن۔

خود سے قائم ہوتا ہے اور اپنے ارادہ سے واقف ہوتا ہے، بخلاف صوفی کے جو اللہ تعالےٰ کے ارادہ سے قائم ہے، چنانچہ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کس طرح رہتے ہو کہا جیسے وہ رکھتا ہے، کہا گیا کس طرح رکھتا ہے، کہا جیسا چاہتا ہو (پھر) کہا گیا، کس طرح چاہتا ہے۔ جواب دیا مجھ کو اس کے چاہنے سے کیا کام بندہ تو مرتبۂ عجز میں رہتے ہوئے) امیدوار ہے اس کے (اللہ کے) چاہنے سے کیا کام۔ خواجہ سلطان العارفین نے فرمایا کہ تیس سال تک میں یہ کہتا رہا کہ یہ کر اور وہ کر، جب معرفت کے مرتبہ اول میں پہنچا تو کہا خدا تو میرا ہو جا اور جو چاہے کر

در خصوص سماع و آداب آں

فالحسن منہ ماکان من المواعظ و الحکم و ذکر آلاء اللہ و نعمائہ و نعت الصالحین و صفۃ المتقین فسماعہ حلال

پس نیک است از شعر آنچہ باشد از پند ہا و حکمت و یاد کردن الاء خدائے تعالےٰ و نعمت ہائے خدائے تعالےٰ و ستودن صالحان و ستودن پرہیزگاران پس شنیدن آں بہ شعر حلال است . . . .

. . نقل است کہ از ابوالحسن سالم رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند چہ گونہ تو منکر می شوی سماع را بدرستی و راستی کہ شنیدہ است آنرا خواجہ جنید و سری سقطی و ذوالنون مصری رحمہم اللہ پس گفت من سماع را منکر نہ ام از بہر آنکہ جائز داشتہ است آنرا و بشنیدہ است آنرا کسے کہ او بہتر از من است و آں جعفر طیار است رضی اللہ عنہ۔ اما منکرام آنچہ

پس شعر میں وہ کچھ جو نصیحت و حکمت خدائے تعالےٰ کے اکرام اور نعمتوں کے ذکر نیز پرہیزگاروں اور صالحین کی تعریف سے متعلق ہو، نیک ہے، تو ان (باتوں کا) شعر میں سننا حلال ہے . . . . نقل ہے کہ ابوالحسن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ سماع کے منکر کس طرح ہیں (جب کہ) صحیح اور درست یہ ہے کہ اسے خواجہ جنیدؒ، سری سقطی اور ذوالنون مصری رحمہم اللہ علیہم نے سنا ہے۔ تو کہا کہ میں سماع کا منکر نہیں ہوں، اس لئے کہ اسے جائز رکھا گیا ہے اور اسے ان لوگوں نے سنا

منکر است در سماع وآں لہو و لعب است
وایں قول صحیح است وہم ازاں بزرگ

ہے جو مجھ سے بہتر ہیں اور وہ جعفر طیار ہیں رضی
اللہ عنہ۔ لیکن اس چیز کا منکر ہوں جو سماع میں
منکرات میں سے ہے اور وہ لہو و لعب ہے اور یہ قول صحیح ہے اور انہیں بزرگ
سے (منقول) ہے۔

سئل بعض المشائخ عن السماع فقال مستحب لاهل الحقائق
مباح لاهل النسك والورع مكروه لاهل النفوس والحظوظ

سوال کردہ شد بعضے را از مشائخ از
سماع پس گفت مستحب است مر اہل حقائق
را مباح است، مر اہل عبادت و پرہیزگار را
مکروہ است مر اہل نفوس و حظوظ را، چنانکہ
گفتہ شد و بیشتر جواناں ازیں جملہ باشند
برائے آنکہ ایں آتش عشق در باطل گرم تر کند
و شہوت بجنباند چوں زلف و خال و صفت
صورت نیکو شنود و دلیل بر استحباب در حق
اہل حقائق آں است کہ سماع را در افروختن
آتش محبت در ایشاں اثرے عظیم است
کس بود کہ میانِ سماع او را مکاشفہ پدید آید
و با وے لطفہا رود از عالم غیب بدیشاں
پیوندد و بسبب سماع ایشاں را وجد گویند
و وجد یافتن بود و معنی آں بود کہ حالے بیافت
کہ پیش ازیں نہ بود و در حقیقت ایں حال
سخن بسیار است کہ ایں چیست درست
آں است کہ از یک نوع نہ بود بلکہ انواع
بسیار بود و آنکہ گفت در حق اہل زہد و
پرہیزگار مباح است از بہر آنکہ در حق ایشاں
اگرچہ آں مکاشفہ و لطائف نہ بود چیزہائے کہ

بعض نے مشائخ سے سماع کے متعلق سوال
کیا تو کہا کہ اہل حقائق کے لئے مستحب ہے اہل
عبادت اور پرہیزگار کے لئے مباح ہے، اور
اہل لذات اور نفس پرستوں کے لئے مکروہ ہے
جیسا کہ کہا گیا ہے کہ بیشتر جوان اس قماش کے
ہوتے ہیں کہ جب زلف و خال اور اچھی صورت
کی صفت سنتے ہیں تو ان کے اندر باطل کے
عشق کی آگ زیادہ گرم ہوتی ہے اور شہوت
کو جنبش ہونے لگتی ہے، اور اہل حقائق کے حق
میں استحباب کی دلیل یہ ہے کہ ان کے اندر
آتش محبت بھڑکانے میں سماع کو بڑا دخل ہے
کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ سماع کے درمیان ان پر
مکاشفہ کا ظہور ہوتا ہے اور ان پر عالم غیب
سے وہ الطاف ہوتے ہیں جو سماع سے باہر نہیں
ہوتے، احوال لطیف کو جو سماع کی وجہ سے
عالم غیب سے ان پر ظاہر ہوتے ہیں، وجد
کہتے ہیں، وجد کے (معنی) پانا ہے، مطلب یہ
کہ ایک حالت پائی جو اس سے پہلے نہ تھی، در
حقیقت اس معاملے میں طویل بحث ہے کہ
یہ ہے کیا؟ درست یہ ہے کہ اس کی ایک نوعیت

منکر شرع است آں ہم نبود پس مباح باشد، چنانکہ مباحات دیگر۔

نہیں ہے، بلکہ بہت ساری نوعیتیں ہیں، اور یہ جو کہا کہ اہل زہد اور پرہیزگاروں کے حق میں: مباح ہو گی اس کی وجہ یہ ہے کہ از الخلق ہیں:

* اگرچہ وہ مکاشفہ اور لطائف ظہور پذیر نہیں ہوتا (جو اہل حقائق کے لئے مخصوص ہے) لیکن وہ چیز بھی نہیں ہوتی جو منکر شرع ہے، لہٰذا دوسرے مباحات کی طرح مباح ہوا۔

اما سماع صوت الحسن والنغمة اللطیفة فهو حظ الروح وهو مباح لان الصوت الطیب فی ذاته محمود۔

اما سماع صوت نیکو و آواز لطیف پس آں حظ روح است و آں مباح است زیراکہ صوت خوش و پاکیزہ در نفس خود محمود است، یعنی آواز خوب حظ روح است بحکم لطافتے کہ میان روح و آواز خوب است و روا نباشد کہ شنیدن آں حرام بود ازاں جہت کہ خوش است خوشیہا جملہ حرام نیست و آنچہ از خوشیہا حرام است نہ ازاں حرام است کہ خوش است بلکہ ازاں حرام است کہ در وے خرابے است و فسادے، نہ بینی کہ آواز مرغاں خوش است و حرام نیست پس آواز خوش در حق گوش چو سبزہ و آب رواں است در حق چشم و در مدح داؤد پیغمبر علیہ السلام در خبر آمدہ است کہ آواز خوش بودہ است بہ نوحہ کردن بر نفس خویش و بخواندن زبور تا بخوشی آواز او جمع شدندے جن و انس و وحوش و طیور و ہزاراں جنازہ از مجلس او برمی گرفتند۔

پس اچھی آواز اور نغمۂ لطیف کا سننا حظ روح ہے اور وہ مباح ہے کیونکہ اچھی اور پاکیزہ آواز اپنی ذات سے محمود ہے، یعنی اچھی آواز روح کی لذت (کا باعث) ہے اُس لطافت کی بنا پر جو روح اور آواز کے (درمیان) مشترک ہے، لہٰذا درست نہیں کہ اس کا سُننا اس سبب سے حرام ہو کہ وہ اچھی (معلوم) ہوتی ہے۔ تمام خوشیاں حرام نہیں ہیں، خوشیوں میں سے وہ جو حرام ہے اس سبب سے حرام نہیں ہے کہ اچھی (معلوم ہوتی) ہے، بلکہ اس سبب سے حرام ہے کہ اس میں کوئی ضرر کوئی فساد ہے، تو دیکھتا نہیں کہ پرندوں کی آواز اچھی (معلوم ہوتی) ہے اور حرام نہیں ھے، لہٰذا اچھی آواز کان کے حق میں اسی طرح ہے جیسے سبزہ اور آب رواں آنکھ کے حق میں، داؤد پیغامبر علیہ السلام کی مدح میں ایک روایت آئی ہے کہ اپنے آپ پر نوحہ کرنے اور زبور پڑھنے میں خوش آواز تھے، حتیٰ کہ جن وانس اور طیور و وحوش ان کی خوش الحانی کے باعث جمع ہوجایا کرتے تھے اور انکی مجلس سے ہزاروں جنازے اُٹھتے تھے

قولہ:- ان اهل السماع فی سماعهم متفاوتون فمنهم من یغلب علیہ فی حال السماع الخوف والحزن و الشوق فیودیہ الی البکاء والانین والشهقة وتمزین الشهاب والغیبة والاضطراب۔

پس بدرستی وراستی کہ اہل سماع در سماع خویش متفاوت یکدیگر اند پس از ایشاں کسے باشد کہ غالب بود برو در حال سماع او ترس واندوہ وشوق، پس آہ او را بگریستن آرد وبنالیدن آرد وببانگ آرد وبجامہ پارہ کردن آرد وبغش آرد وباضطراب آرد ایں ہمہ کہ در ظاہر پدید آمد آں را تواجد خوانند وگفتہ اند مثال اہل سماع چوں آفتاب باشد کہ برہمہ چیز ہا بتابد ہر چیزے را بر مقدار مراتب او از ذوق ومشرب ودیکے را می سوزد ویکے را می افروزد ویکے را می نوازد ویکے را می گذارد:-

صحیح اور درست تو یہ ہے کہ اہل سماع اپنے سماع میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں، ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں کہ جن پر حالت سماع میں خوف، اندوہ اور شوق غالب ہو جاتا ہے اور وہ ان (کیفیتوں کے زیر اثر) روتے ہیں، نالہ کرتے ہیں، نعرہ مارتے ہیں، کپڑے چاک کرتے ہیں، بے ہوش ومضطرب ہو جاتے ہیں اور (ان سے) یہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے اسے تواجد کہا جاتا ہے کہتے ہیں کہ اہل سماع کی مثال آفتاب جیسی ہے جو تمام چیزوں پر چمکتا ہے لیکن ہر چیز کو ظرف کے اعتبار سے ذوق ومسرت (حاصل) ہوتی ہو ایک جلتا ہے ایک چمکتا ہے۔ ایک پر نوازش ہوتی ہے۔ اور ایک (یونہی) چھوڑ دیتا ہے۔

نشانِ صادق در سماع بر سہ چیز است

قولہ:- حکی عن ابی عبد اللہ احمد ابن عطاء الرودباری انہ قال الشرط الصادق فی السماع ثلثة العلم باللہ والوفاء بما هو علیہ وجمع الهمة

حکایت کردہ شدہ است از ابی عبد اللہ احمد عطا رودباری الرودبار موضع قریب من المکران بدرستی وراستی کہ او گفت نشان صادق در سماع سہ چیز است یکے آنکہ او را علم بخدائے بود دوم وفا بدانچہ او وست بر آں

ابی عبد اللہ احمد ابن عطا رودباری سے (رودبار مکران کے قریب ایک موضع ہے) حکایت (نقل) کی گئی ہے۔ یہ درست اور سچ ہے کہ انہوں نے کہا کہ سماع میں صادق (ہونے) کی تین علامتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اسے خدا کا علم ہو اور وہ اس کا

و جمع ہمت علم بخدائے یعنی عارف بود بذات خود و بہ صفات او و بافعال او و گرنہ در کفر محض افتد چوں معرفت ذات و صفات او را نہ بود و سماع بہ محبت خدائے شنود در تشبیہ افتد پس ہر کرا معرفت ذات و صفات و افعال خداوند نہ بود او را نشاید کہ سماع بمحبت خدائے شنود و وفا یعنی آنچہ بر وا ز جہت شرع واجب است بداں وفا نمودہ باشد و آں ہمہ بجائے آوردہ و ازاں فارغ شدہ و جمع ہمت کردہ باشد تا جز حق او را ہمتے نماندہ بود،

حق ادا کرے اور باہمت رہے۔ ورنہ کفر محض میں (خدشہ ہے) کہ پڑ جائے، جب اس کو ذات و صفات (خداوندی) کی معرفت نہ ہو اور وہ خدا کی محبت سے متعلق سماع سنے تو (ہو سکتا ہے) کہ تشبیہ میں پڑ جائے، لہٰذا جسے خداوند تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال کی معرفت نہ ہو اسے خدا کی محبت سے متعلق سماع سننا نہ چاہئے، اور وفا کے معنی یہ ہیں کہ اس پر شرع کی طرف سے جو کچھ واجب ہے انہیں ادا کر چکا ہے، اور ان سبھوں (احکام) کو بجا لاچکا ہو، اور ان سے فارغ ہو چکا ہو، نیز (اس قدر) ہمت جمع کر چکا ہو کہ حق کے ماسوٰی اس کی ہمت اور کسی طرف نہ بھٹکے ::

قولہ :- والحرکۃ فی السماع علی ثلثۃ انواع الطرب و الوجد والخوف :

وجنبیدن در سماع بر سہ نوع است ،طرب و وجد و خوف طرب آں را گویند کہ خوشی در باطن او پدید آید کہ ازانجا او را امید وصول بود الی المقصود و او بداں خوش گردد ، و وجد آں را گویند کہ در باطن چیزے یا در حالۂ سماع کہ پیش از سماع نیافتہ بود و او بداں صاحب حال و وجد گردد ، و خوف آنرا گویند کہ در باطن او چیزے پدید کہ ازانجا او را امید بوصول الی المقصود نہ بود ::

سماع کے اندر جنبش کرنے کی تین نوعیتیں ہیں۔ طرب، وجد اور خوف! طرب اس کو کہتے ہیں کہ خوشی باطن میں پیدا ہو کہ اس سے اس کو مقصود کے وصول ہونے کی امید ہو اور اس پر وہ خوش ہو، اور وجد اس کو کہتے ہیں کہ باطن میں کوئی چیز احوال سماع میں پائے کہ سماع سے پہلے نہ پایا تھا، اور اسے صاحب حال اور وجد کہتے ہیں، اور خوف اس کو کہتے ہیں کہ اس کے باطن میں ایسی کیفیت پیدا ہو جس کے باعث اسے مقصود کے وصول ہونے کی امید نہ ہو ::

اہل تصوّف بر سہ درجہ اند

قولہ:- واظہرلا ما قال بعضھم

اوّل التصوف علم واوسطہ عمل وآخرہ موہبۃ :.

وظاہر ترین جواب دریں مسئلہ آں است کہ گفت بعض ایشاں کہ اول تصوف علم است واوسطِ تصوف عمل است وآخر تصوف بخشش است، یعنی اول ایں طائفہ علم شریعت خالصًا لِلّٰہ تعالےٰ حاصل کند پس بداں علم خالصًا للّٰہ تعالیٰ عمل کنند پس آخر بخشش یابند، کہ بداں سزاوار قرب حق گردند وقرب حق بصفت است نہ بمکان پس ہر کہ عالم تر و پاک تر بحق سبحانہٗ تعالےٰ نزدیک تر وایں تقریر دلیل است کہ ایں طائفہ ہمہ اہل بودند و دریں کار مقام اول علم است ہر کہ بے علم عبارت کند کذاب بود چنانکہ منافقاں از علم توحید عبارت کردند چوں علم ندانستند نام کاذباں یافتند:-

قولہ:- فالعلم یکشف عن المراد والعمل یقین علی الطلب والموھبۃ یبلغ غایۃ العمل

پس علم کشف می کند مراد را از ایشاں یعنی راہ می نماید و عمل پائے می دہد ایشاں را بر طلب و بخشش می رساند ایشاں را غایت امید بمقصود و مطلوب از ینجا است کہ گویند جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین :.

ظاہر ترین جواب اس مسئلہ میں وہ ہے کہ ان میں سے بعض نے کہا کہ تصوف کی ابتدا علم سے ہے اور اس کا اوسط عمل ہے اور انتہا اس کی موہبت (یعنی خدائے تعالےٰ کی دین ہے) یعنی اولاً یہ گروہ علم شریعت خالص اللہ تعالیٰ کے لئے حاصل کرتا ہے، پھر خالص اللہ تعالیٰ کے لئے اس پر عمل کرتا ہے اس کے بعد آخر میں بطور بخشش سزاوار قرب حق گردانا جاتا ہے، اور قرب حق صفت سے ہے نہ کہ مکان سے لہٰذا جو زیادہ جاننے والا اور زیادہ پاک (گناہوں سے) ہے وہ حق سبحانہٗ تعالےٰ سے زیادہ نزدیک ہے یہ گفتگو (اس بات کی) دلیل ہے کہ یہ گروہ تمام کا تمام اہل علم ہوا کیا ہے، اور اس میں پہلا مقام علم ہے، جو کوئی علم کے بغیر عبارت آرائی کرتا ہے جھوٹا ہے، چنانچہ منافقین علم توحید میں باتیں بناتے تھے، چونکہ علم جانتے نہ تھے نام کاذبان پایا، قولہ ...... الخ

تو علم مراد کو واضح کر دیتا ہے یعنی راہ دکھاتا ہے، اور عمل ان کو (راہ) طلب میں سہارا دیتا ہے (جبکہ) بخشش انہیں امید واثق ہے کہ مقصود و مطلوب تک پہنچا دیتا ہے۔ اسی سے (یہ بات نکلتی) ہے کہ جذبوں میں سے ایک جذبہ وزنی اعمال کے برابر ہے :.

قولہ :- واھلہ ثلث طبقات مرید طالب ومتوسط سائر ومنتہی واصل :

واہل تصوف برسہ درجہ اند یکے
مرید طالب است وطلب در معاملات ظاہر
استعمال کنند ومتوسط است وآن زندہ است
دسیر در احوال دل استعمال کنند ودیگر منتہی
واصل است ووصول بردو وجہ است یکے
آنست کہ علمائے ظاہر گویند وآن آنست
کہ العلم باللہ تعالےٰ وصول الیہ علم بخداوند
تعالیٰ رسیدن است بدو وہر کہ او را دانست
وبدو ایمان آورد او بدو رسید ودیگر آنست
کہ ایں طائفہ گویند انفصال از غیر اتصال
است بخداوند تعالے واتصال بغیر
انفصال است ازو، زیرا کہ میان بندہ و
خداوند تعالے حجاب نہ آسمان وزمین است
نہ کوہ ودریا نہ دشت وبیاباں مگر ہمیں
شغل بغیر کہ او بتو نزدیک تراست از
رگ گردن تو بہ تو نحن اقرب
الیہ من حبل الورید ہر چیز کہ تو بہ
خود نزدیک تر دانی او ازاں بتو نزدیک
تراست از رگ گردن تو بتو نزدیک تر
است واز بینائی چشم تو بتو نزدیک تر
است واز گویائی زبان تو بتو نزدیک تر
است واز شنوائی گوش تو بتو نزدیک تر
است کہ قرب صفت حق است وصفت
حق جز حقیقت نبود بعد از ہیچ وجہ در راہ نیست

اہل تصوف تین درجوں میں منقسم
ہیں۔ ایک تو مرید طالب ہے۔ طلب (کی
اصطلاح) معاملات ظاہر کے لئے استعمال کرتے
ہیں (دوسرا) متوسط ہے اور سیر میں مشغول
ہے۔ سیر (کی اصطلاح) دل کے احوال کے لئے
استعمال کرتے ہیں (تیسرے) انتہا کو پہنچا ہوا
واصل (بحق) ہے، وصول کی دو نوعیتیں ہیں
ایک تو وہ جسے علمائے ظاہر کہتے ہیں اور
وہ یہ ہے۔ العلم باللہ تعالیٰ وصول
الیہ علم (کا مطلب) خداوند تعالیٰ تک پہنچنا
ہے۔ جس دنیائے ظاہر کو وہ جانتا ہے اور جس
ایمان ظاہر کا حامل ہے اس کی رسائی بھی ظاہرا
وہیں تک ہے، اور دوسرا گروہ کہ جو یہ گروہ کہتا
ہے کہ غیر سے انفصال خداوند تعالےٰ سے اتصال
ہے اور غیر کے ساتھ اتصال اس سے انفصال ہے
کیونکہ بندہ اور خدا کے درمیان نہ تو آسمان وزمین
حجاب ہے نہ کوہ ودریا نہ دشت وبیاباں، ہر
تو یہی بس غیر کے ساتھ مشغول ہونا۔ وہ تو تیری
رگ گردن سے زیادہ تجھ سے نزدیک ہے،
ونحن اقرب الیہ من حبل الورید
ہر وہ چیز جسے تو اپنے آپ سے زیادہ نزدیک
جانتا ہے وہ (اللہ تعالےٰ) تجھ سے اس (چیز)
سے زیادہ نزدیک ہے۔ وہ تجھ سے تیری
گردن سے بھی زیادہ نزدیک ہے تیری آنکھ

کی بینائی سے زیادہ تجھ سے نزدیک ہے، تیری زبان کی گویائی سے زیادہ تجھ سے نزدیک ہے، تیرے کان کی سماعت سے زیادہ تجھ سے نزدیک ہے، کیونکہ حق کی صفت (ہی) قرب ہے، اور صفت حق حقیقت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتی دوری کو کسی سبب سے بھی اس کی طرف راہ نہیں :.

اہل سماع برسہ طبقہ اند

قولہ :- قال ابو نصر سراج رحمة الله اهل السماع علی ثلاث طبقات طبقة منهم یرجعون فی سماعهم الی مخاطبة الحق لهم فیما یسمعون وطبقة یرجعون فیما یسمعون الی مخاطبة احوالهم ومقاماتهم واوقاتهم فهم مرتبطون بالعلم ومطالبون بالصدق فیما یشیرون الیه من ذلك وطبقة منهم الفقراء المجردون الذین قطعوا العلائق ولم یلتفت قلوبهم بمحبة الدنیا والجمع والمنع فهم یسمعون بطیبة قلوبهم ویلیق بهم السماع فهم اقرب الناس الی السلامة واسلمهم من الفتنة :.

گفت ابونصر سراج رحمۃ الله

اہل سماع برسہ طبقہ اند، طبقہ از ایشاں آنست کہ باز گردند ایشاں در سماع خویش سوئے مخاطبت حق کہ مر ایشاں راست در آنچہ می شنوند ایں ست کہ گفت :- **بیت** :-

در گوش دلم سر الٰہی ہر دم
حق می گوید ولے ہزلے می شنوم

واین خیال باشد کہ شخصے بود کہ بشنود سخنے را یا آوازی را بواسطۂ حاسۂ گوش از کسے کہ با اوست پس اگر با خداوند بود از خداوند شنود واگر با دیگری بود از آں غیر شنود ازیں جا بود کہ چیزے شنود و فہم کند از آں

ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اہل سماع کے تین طبقے ہیں، ان کا ایک طبقہ سماع میں خود کو حق کا مخاطب سمجھتا ہے، جو کچھ سنتا ہے حق (سے سنتا) ہے چنانچہ کہا ہے بیت

ے در گوش دلم سر الٰہی ہر دم
حق می گوید ولے ہزلے می شنوم

اور ایسا ہوتا (ہی) ہے کہ (جب) کوئی شخص کسی کی بات یا کوئی آواز کان کے ذریعہ سنتا ہے تو وہ اسی کے ساتھ ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر خداوند تعالے کے ساتھ ہوتا ہے، خداوند تعالے سے سنتا ہے اور اگر دوسرے کے ساتھ ہوتا ہے تو اسی سے سنتا ہے۔ اسی جگہ (یہ بات معلوم ہوتی) ہے کہ سننا

چیزے دیگر، چنانکہ ہزلے شنود ازاں ہزل جد فہم کند و ہمچنیں ہم باشد کہ از مجرد آواز سخنے منظومے معلومے شنود ؛

اور چیز ہے اور اس سے مفہوم نکالنا دوسری بات، چنانچہ (ہوسکتا ہے کہ) کوئی بے ہودہ بات سنے اور اس سے نصیحت مراد لے اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ مجرد آواز سے کسی جانے ہوئے سخن منظوم کو (ذہنی طور پر) سنتے ہیں

حضرت شیخ نے آداب المریدین کی شرح میں تصوف کے ان اقوال شطحیات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جو عوام صوفیوں میں پیدا ہو گئے تھے، آپ نے اس کتاب میں اس بات پر بھی زور دیا کہ احکام عبودیت اور فرائض و واجبات و تکلیفات شرعیہ کسی شخص سے چاہے وہ کیسا ہی مقرب بارگاہ اور ولی اللہ ہو اور جس مقام و مرتبہ پر پہنچ گیا ہو کبھی ساقط یا اس کے حق میں معاف نہیں ہو سکتے۔ احکام عبودیت ہر حال میں لازم ہے اور اس کی پابندی اس پر واجب ہے، جب انبیا اور خصوصًا سید الانبیا سے تکلیف شرعی ساقط نہ ہوئی تو پھر کسی ولی سے کیونکر ساقط ہو سکتی ہے . . . . . . آپ فرماتے ہیں کرامت اگرچہ اعلیٰ درجہ کی ہو۔ ہوا پر اڑتا ہو، دریا کو پار کرتا ہو، مگر اللہ تعالیٰ کی محبت اور شریعت و طریقت پر استقامت اور حب فی اللہ اور بغض فی اللہ اس سے زیادہ کمال ایمان کی دلیل ہے[1]

مختصر یہ کہ شرح آداب المریدین علم طریقت و حقیقت کا بیش بہا خزانہ ہے، اور صوفیوں کے لئے ہادی و مرشد ہے کہ اس کے مطالعہ سے تصوف کے تمام اسرار و رموز منکشف ہو جاتے ہیں اور سالک کے لئے منزل و مقام کی رہبری ملتی ہے، کاش کہ یہ کتاب مکمل طور پر زیور طبع سے آراستہ ہو جاتی تو فارسی ادب و انشاء میں قابل قدر اضافہ ہوتا ؛

[1] تذکرہ ابو نجیب عبدالقاہر سہروردی مصنفہ حضرت مولانا شاہ حسن میاں ص۱۰۳

کُنتُ کَنزاً مخفیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفُ (حدیث قدسی)

عقائد شرفی

یہ ۲۹ صفحات پر مشتمل رسالہ ہے۔ ۱۹ فصل ہیں۔ عقائد اور ایمان سے متعلق بحث ہیں۔ حدیث اور قرآن سے بسیط روشنی ڈالی ہے

فصل اول :-

در شناختن خدائے عز وجل و آں آنست کہ چوں عاقل در ہر موجودے از موجودات نظر کند داند کہ آں بخودی خود نہ شدہ است ⁘

پہلی فصل

خدائے بزرگ و برتر کی پہچان میں اور وہ یوں ہے کہ جب سمجھ دار تمام موجود پر موجودات میں سے غور کرے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ آپ ہی آپ نہیں ہوا ہے ⁘

فصل دوم :-

در شناختن یگانگی خدائے تعالیٰ چوں ہستی خدا تعالےٰ بہ دلیل ثابت شدہ نہ بہ تقلید ⁘

دوسری فصل :-

خدائے تعالیٰ کی اکائی کے پہچان میں اس لئے کہ خدائے تعالےٰ کا وجود دلیل سے ثابت ہے نہ کہ تقلید سے ⁘

فصل سوم :-

در اثبات صفات باری تعالیٰ حیات، علم، قدرت و ارادتش ⁘

تیسری فصل :-

صفات باری تعالےٰ یعنی حیات علم، قدرت، ارادہ کے اثبات میں ⁘

فصل چہارم :-

در نفی صفات غیر حسنہ للضدین ⁘

چوتھی فصل :-

ایک دوسرے کے خلاف بری بری صفتوں کے نفی میں ⁘

فصل پنجم :-

بعد از ایمان آوردن خدائے تعالےٰ واجب است ایمان آوردن برفرشتگان ؛

فصل ششم :-

ایمان بالکتاب ؛

فصل ہفتم :-

ایمان آوردن برسل فریضہ است وآں آنست کہ ایمان آوردم ہمہ پیغمبراں کہ اولین ایشاں مہتر آدم علیہ السلام است وآخریں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ؛

فصل ہشتم :-

ایمان بالقیامت ایمان آوردہ بقیامت فریضہ است ۔ وآنست کہ بگوید ایمان آوردم بقیامت ۔ یعنی راست ودرست دانستم واعتقاد بدل کردم وبہ زبان اقرار کردم

ثبوت عقلی ونقلی متعلق قیامت

فصل نہم :-

در شرائط ایمان ۔ شرائط ایمان آنست کہ بعد از ایمان بخدائے عز وجل بداں چیزہا ایمان آوردن فریضہ است وایمان بخدائے عز وجل بے آں درست نباشد وبانکار آوردن آں کفر لازم آید آں را شرائط ایمان گویند ؛

پانچویں فصل

خدائے تعالےٰ پر ایمان لانے کے بعد فرشتوں پر ایمان لانا واجب ہے۔

چھٹی فصل

اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا ؛

ساتویں فصل

رسولوں پر ایمان لانا فرض ہے اور وہ یوں ہے کہ سب سے پہلے پران کے پہلے مہتر آدم اور آخری محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

میں ایمان لایا ؛

آٹھویں فصل

ایمان بالقیامت ۔ ایمان لانا قیامت پر فرض ہے اور وہ یہ ہے کہ کہے کہ ایمان لایا میں قیامت پر اور سچ جانا اور درست سمجھا اور دل سے اعتقاد کیا ۔ اور زبان سے اقرار کیا ؛

ثبوت متعلق قیامت عقلی اور نقلی ؛

نویں فصل :-

ایمان کی شرطوں میں ۔ شرائط ایمان یہ ہے کہ خدائے عز وجل پر ایمان لانے کے بعد ان چیزوں پر ایمان لانا فرض ہے ۔ بغیر اس کے خدا پر ایمان صحیح نہیں اس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے اس کو شرائط ایمان کہتے ہیں ؛

فصل دہم :-

در تقلید (مسئلہ ایمان بالتقلید)
تقلید گرفتن قول دیگراست بغیر دلیل ونزدیک تقلید متابعت غیر است بفعل یا بقول بغیر دلیل۔ اما مقلد در معرفۃ ایمان مومن ہست :۔

فصل یازدہم :-

در رکن ایمان۔ نزدیک امام شافعیؒ رکن ایمان اقرار بزبان واعتقاد بدل وعمل بہ ارکان است ونزدیک ما (امام اعظمؒ) رکن ایمان اقرار بہ زبان وتصدیق بدل است وایں مذہب امام اعظم ابو حنیفہؒ واصحاب او رضی اللہ عنہم است۔ وروایت است امام اعظمؒ کہ مردماں در ایمان برسہ مرتبہ اند۔ یکے مومن است عنداللہ و کافر است عندالناس۔ دوم کافر است عنداللہ ومومن است عند الناس۔ سوم آنکہ مومن است عند اللہ وعندالناس وعندالملائکۃ اجمعین

فصل دوازدہم :-

در بیان ایمان مجمل ومفصل۔
ایمان اجمالی عندابو حنیفہ وایمان اجمالی عندالشافعیؒ :۔

فصل سیزدہم :-

درآنکہ ایمان زیادہ ونقصان شود

دسویں فصل :-

تقلید میں (مسئلہ ایمان بالتقلید)
بغیر دلیل دوسرے کا کہا اختیار کرنا تقلید ہے اور ایک کے نزدیک بغیر دلیل کے فعل یا قول میں غیر کی متابعت کرنا تقلید ہے۔ لیکن مقلد ایمان کی معرفت کے بعد مومن ہے

گیارھویں فصل :-

ایمان کے رکن میں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک زبان سے اقرار کرنا اور دل میں اعتقاد رکھنا اور ارکان پر عمل کرنا ایمان کے رکن ہیں اور ہمارے امام (امام اعظمؒ) کے نزدیک زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا ایمان کے رکن ہیں اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحابؓ کا ہے۔ اور امام اعظمؒ سے روایت ہے کہ لوگ ایمان میں تین درجہ پر ہیں۔ ایک اللہ کے نزدیک مومن ہے اور لوگوں کے نزدیک کافر ہے دوسرا اللہ کے نزدیک کافر ہے اور لوگوں کے نزدیک مومن ہے تیسرا یہ کہ اللہ کے نزدیک اور لوگوں نیز تمام فرشتوں کے نزدیک مومن ہے۔

بارھویں فصل :-

ایمان مجمل اور مفصل کے بیان میں۔
ایمان اجمالی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور ایمان اجمالی امام شافعیؒ کے نزدیک :۔

تیرھویں فصل :-

ایمان کی زیادتی اور کمی کے بیان میں۔

یعنی نزدیک بعضے یعنی امام اعظم و اصحاب رحمہم اللہ ایمان زیادہ و نقصان نہ شود و نزدیک امام شافعیؒ بہ طاعت زیادہ شود و بمعصیت نقصان شود بدلیل ایں آیت :۔

لیزدادوا ایمانا مع ایمانہم و بہ دلیل خبر متواتر کہ ابوہریرہ و ابو سعید و ابن عباس رضی اللہ عنہم روایت کردہ اند کہ پیغامبر فرمود ؛

فصل چہاردہم :۔

در استثناء شک در ایمان

اجماع است فقہاء اہل سنت و جماعت را کہ شک در ایمان کفر است یعنی شک در ایمان آن باشد کہ می شناسد خدائے را و رسول خدائے را می گوید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ انشاء اللہ ؛

فصل پانزدہم :۔

در فرق میان ایمان و اسلام۔

بعضے برانند کہ ایمان غیر اسلام است بدیں دلیل کہ حق تعالے گفت قالت الاعراب امنا قل لن تومنوا و لکن قولوا اسلمنا ؛

امام اعظم اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ کے نزدیک ایمان میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی اور امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک طاعت سے زیادہ اور گناہ سے ایمان میں نقص ہوتا ہے اس آیت کی دلیل سے

لیزدادوا ایمانا مع ایمانہم اور خبر متواتر کی دلیل سے جیسے ابوہریرہ اور ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

چودھویں فصل :۔

استثناء کے ذریعے سے ایمان میں شک کے بیان میں ۔ اہل سنت والجماعت کے فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایمان میں شک کرنا کفر ہے۔ یعنی شک ایمان میں یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول کو پہچانے اور پھر کہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اگر اللہ نے چاہا ؛

پندرھویں فصل :۔

ایمان اور اسلام کے فرق میں ۔

بعضے اس پر ہیں کہ ایمان اسلام کا غیر ہے اس دلیل کی وجہ سے کہ اللہ تعالے نے فرمایا قالت الخ اعرابی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ۔ آپ کہہ دیجئے (اے پیغمبر) تم ہرگز ایمان والے نہیں مگر یہ کہو کہ ہم نے اسلام لایا ؛

فصل ہفتدہم :-

ایمان مخلوق است یا غیر مخلوق

فقہاررا دریں اختلاف است ؞

فصل ہشتدہم :-

در محل ایمان - اجماع است

کہ محل ایمان دل و زبان است و

دل محل اعتقاد است ؞

فصل نوزدہم :-

در آنچہ مومن بہ گناہ کافر گردد

یعنی نزدیک اہل سنت والجماعت

آں است کہ بندہ مومن بہ گناہ کافر نہ

گردد ؞

سترھویں فصل :-

ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق ؟

فقہار کا اس میں اختلاف ہے ؞

اٹھارویں فصل :-

ایمان کی جگہ میں - اجماع ہے کہ

دل اور زبان ایمان کی جگہ ہے اور اعتقاد

کی جگہ دل ہے ؞

انیسویں فصل :-

اس بارے میں ہو کہ کیا مومن گناہ

سے کافر ہو جاتا ہے ؟ اہل سنت والجماعت

کے نزدیک بندہ مومن گناہ سے کافر

نہیں ہوتا ؞

تمت نسخۂ عقیدۂ شرفی من تصنیف

حضرت شیخ شرف الدین احمد رحمۃ اللہ

فوائد المریدین

یہ رسالہ بست و دوم ذکر یعنی فوائد پر مشتمل ہے۔ اس میں مخدوم جہاں نے موت و جان کنی، سوال منکر نکیر بہشت و دوزخ سے لیکر حق مادر و پدر، حق زن و شوہر، حق بندگان وغیرہ پر بھی غائر نظر ڈالی ہے :۔

اما بعد الحمد خدائے و درود پیغامبر این چند فوائد خوب و عبارت مرغوب بندگی شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ برائے خدمت گاران و مریدان و طالبان صادق راست فرمودہ ہر کہ ایں فوائد را نظر کند بتحقیق مطالعہ کند و بہ بیند آنچہ بہ بیند بیابد آنچہ بیابد واللہ الموفق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ترتیب دادہ شد مشتمل بر بست و دو ذکر بدیں تفصیل :۔

ذکر اول۔ در فضیلت کلمہ طیب۔

ذکر دوم۔ در فضیلت درود۔

ذکر سوم۔ در فضیلت استغفار۔

ذکر چہارم۔ در فضیلت نماز با جماعت۔

ذکر پنجم۔ در فضیلت آیۃ الکرسی و سورہ فاتحہ۔

ذکر ششم۔ در مرگ و تلخی جان کندن۔

اما بعد خدائے عزوجل کی ثنا اور پیغمبر علیہ السلام پر درود و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ یہ چند بہترین فوائد اور پسندیدہ عبارت بندگی شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ کے ہیں اللہ تعالیٰ انکی درازئ زندگانی کو مسلمانوں کیلئے منفعت بخش بنائے۔ آپ نے خدمتگاروں، مریدوں اور طالبان صادق کیلئے فرمایا ہے جو شخص بھی اس فائدہ کو بنظر غائر دیکھے اور جذبۂ تحقیق سے مطالعہ کرے تو جو کچھ دیکھنا چاہتا ہو دیکھے اور جو کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے حاصل کرے واللہ الموفق انہی اسکو بائیس فوائد پر ترتیب دیا ہے جسکی تفصیل یہ ہے

ذکر ہفتم۔ در گور سوال منکر نکیر۔

ذکر ہشتم۔ در ترسیدن ازانکہ مسلمان رود یا کافر۔

ذکر نہم۔ در قربت بہشت و در آمدن در دوزخ

ذکر دہم۔ در روز قیامت و شدائد آں۔

ذکر یازدہم۔ در دوزخ و عذاب آں۔

ذکر دوازدہم۔ در بہشت و نعمت آں۔

ذکر سیزدہم ۔ در پرہیز معصیت ۔
ذکر چہاردہم ۔ در نوحہ کردن بر مردہ ۔
ذکر پانزدہم ۔ در غیبت گفتن ۔
ذکر شانزدہم ۔ در حقہائے مادر و پدر ۔
ذکر ہفتدہم ۔ در حق فرزنداں بر مادر و پدر
ذکر ہژدہم ۔ در پیوستہ داشتن قرابت ۔
ذکر نوزدہم ۔ در حق ہمسائیگاں ۔
ذکر بستم ۔ در حق زن بر شوہر ۔
ذکر بست و یکم ۔ در حق شوہر بر زن ۔
ذکر بست و دوم ۔ در حق بندگان و خدمتگاران ۔

فوائد شانزدہم :-

در حق مادر و پدر بر فرزند حق مادر بزرگ است از حق پدر نیکوئی کردن در حق مادر واجب است ۔ پیغامبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم کہ بہشت زیر پائے مادراں است یعنی در خدمت ایشاں بودن است و بوسیدن است پائے ایشاں و در طلب رضائے ایشاں ۔ پیغامبر علیہ السلام را پرسیدند ۔ یا رسول اللہ با کہ نیکوئی کنم گفت با مادر خویش باز پرسیدند با کہ نیکوئی کنم گفت مادر و پدر خوشنودی خدا یست ۔ روایت کردہ اند از پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم ہر کرا مادر و پدر خوشنود است بگو ہرچہ خواہی بکن از گناہ اندر بہشت خواہی رفت و ہر کرا مادر و پدر ناخوشنود است بگو ہرچہ خواہی آں مکن در دوزخ خواہی رفت ۔

روایت است بزرگ ترین گناہ آنست کہ کسے مادر و پدر خویش را دشنام دہد ۔ گفت یا رسول اللہ چگونہ مادر و پدر

فوائد سولھواں

ماں باپ کے حقوق میں ۔ اولاد پر باپ سے ماں کا بڑا حق ہے ، ماں کے ساتھ نیکی کرنی واجب ہے ۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے یعنی ان کی خدمت میں (مستقیم) ہوتا ہے ۔ اور ان کا قدم چومنا ہے اور ان کی خوشنودی چاہنے کے متعلق لوگوں نے پیغامبر علیہ السلام سے پوچھا یا رسول اللہ کس سے نیکی (با ستثنائے معصیۃ الخالق) کروں فرمایا اپنی ماں سے لوگوں نے پھر پوچھا ۔ فرمایا ماں باپ رضائے الٰہی (کے جامع) ہیں ۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے (اولاد) جس سے ماں باپ خوش ہیں کہدو (شاباش) جو گناہ بھی کر ۔ (سوائے شرک) جنت میں جائے گا اور جس کسی (اولاد) کا ماں باپ ناخوش ہے کہدو (افسوس) کچھ بھی کرڈال دوزخ میں جائے گا ۔

روایت ہے بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دے ۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ماں باپ کو کیونکر گالی دے گا ۔ فرمایا

را دشنام دہد گفت او مادر و پدر کسے را دشنام دہد وآں کس مادر و پدر او را دشنام دہد۔

درخبر است ہر مومن کہ مادر و پدر خویش سلام کند خدائے تعالیٰ بجائے یک سلام او را دہ سلام دہد و از حقوق مادر و پدر آنست کہ چوں بمرند بر ایشاں نماز گزارد اگر مومن باشند و از خداوند ایشاں را آمرزش خواہند و وعدہا ایشاں بوفا رسانند۔ و وصیتے کہ ایشاں کردہ باشند بجا آرد و حق صلہ رحم ایشاں نگاہ دارد با کسانکہ ایشاں کردہ باشند بقدر امکان نگاہ دارد۔:۔

دوسرے کے ماں باپ کی گالی دی دوسرے نے (جواب میں) اس کے ماں باپ کی گالی دی۔

حدیث میں ہے جو مومن اپنے ماں باپ کو سلام کرتا ہے خدائے تعالےٰ اس کو دس سلام (جواب) دیتا ہے۔ اور ماں باپ کے حقوق یہ بھی ہیں کہ مومن ہوں تو ان کے جنازے کی نماز پڑھے۔ اللہ سے ان کی مغفرت چاہے۔ ان کا وعدہ پورا کرے۔ اور جو وصیت کی ہو بجالائے اور ان کے صلہ رحم لوگوں کا حق پورا کرے جس کے ساتھ انہوں نے کچھ کیا ہو حتی الامکان کرے۔:۔

ذکر ہفدہم :- سترھواں ذکر

درحق فرزند بر مادر و پدر :۔

فرزند را بر پدر حق است چوں از مادر جدا شود نام نیک نہد و دیگر چوں عاقل شود کتاب خدائے تعالےٰ بیاموزاند بدانکہ محتاج بود از فرائض و سنن و آداب دین و چوں بالغ شود زن دہد۔ مردے نزدیک امیر المومنین عمر خطاب رضؓ آمد از پسر خود گلہ کرد۔ گفت یا امیر المومنین ایں بخت بے فرمانی می کند پس عمر رضؓ روئے بسوئے آں پسر کرد و گفت اے پسر بترس از بے فرمانی پدر کہ حق وے بسیار است۔ پسر گفت یا امیر المومنین حق پسر بر پدر ہم چیزے ہست گفت ہست اولؔ آنکہ زنے

ماں باپ پر بیٹے کا حق کے بیان میں :۔

جب ماں سے بیٹا جدا ہو باپ پر حق ہے کہ اچھا نام رکھے۔ دوسرے جب سمجھدار ہو قرآن پڑھائے۔ فرض اور طریقۂ رسولؐ اور دین کے طریقے سے جتنی کہ حاجت ہوتی ہے اور جب بالغ ہو نکاح کر دے۔ ایک شخص نے امیر المومنین عمر خطاب رضؓ کے پاس آکر اپنے بیٹے کی شکایت کی۔ کہا یا امیر المومنین یہ نہایت نافرمانی کرتا ہے تو حضرت عمر رضؓ نے رخ اس لڑکے کی طرف کر کے فرمایا اے بیٹا باپ کی نافرمانی سے ڈر کہ اسکا حق بہت ہے۔ لڑکے نے پوچھا اے امیر المومنین بیٹے کا باپ پر بھی کچھ حق ہے فرمایا ہے۔ اولؔ یہ کہ

بحکم اصل نخواهد فرزند را میان خلق سرزنش
نہ کند۔ دیگر آنکہ فرزند را نام نیک نہد
سوم آنکہ کتاب خداوند تعالٰے بیاموزاند
پسر گفت واللہ یا امیر المؤمنین مادر
من ہندوستانیت بچہار درم خریدہ است
و مرا نام نیکو نہ نہادہ است نام جعل کردہ
و معنی جعل جبر دوک است و یک آیت
ہم از قرآن نیاموختہ است۔ امیر المومنین
عمر خطاب رضی اللہ عنہ روئے سوئے
مرد کرد و گفت می گفتنی کہ پسر من بے فرمانی
من کند اول از تو آمدہ است ؛

ذکر نوزدهم :-

در حق ہمسائگاں ؛

نگاہ داشتن حق ہمسایہ سنت اسلام
است۔ در خبر است کہ حرمت خدمت
ہمسایہ ہمچو حرمت خدمت مادر است
بر فرزند۔ پیغامبر گفت علیہ السلام ہمسایہ سہ
اند۔ یکے ہمسایہ آنست کہ او را یک حق
است و آں ہمسایہ کافر است۔ دوم
ہمسایہ آنست کہ او را دو حق است و آں
ہمسایہ مسلمان است بیگانہ یکے حق اسلام
است دوم حق ہمسائگی۔ سوم ہمسایہ آن
است کہ او را سہ حق است و آں ہمسایہ
قرابت است یکے حق اسلام دوم حق
قرابتی سوم حق ہمسائگی۔ و حق ہمسائگی
چہل خانہ بود۔ ازینجا است کہ بعضے بزرگاں

کم اصل (غیر کفو) عورت (سے نکاح) نہ کرے
کہ لڑکے کو لوگ طعنہ دیں۔ دوسرے لڑکے کا
اچھا نام رکھیں۔ تیسرے قرآن پڑھوا دیں۔
لڑکے نے کہا خدا کی قسم اے امیر المؤمنین ماں
میری ایسی ہندوستانی ہے کہ چار درم میں خریدی
ہے اور میرا نام اچھا نہیں رکھا۔ جعل نام رکھا۔
اور جعل کے معنی جبر دوک ہے اور قرآن کی
ایک آیت بھی سکھائی نہیں۔ امیر المؤمنین عمر
خطاب رضی اللہ عنہ نے مرد کی طرف رخ کیا
اور فرمایا۔ تم تو کہتے تھے میرا لڑکا نافرمانی کرتا
ہے۔ پہلے تم سے ہوئی ؛

انیسواں ذکر :-

ہمسایوں کے حقوق میں ؛

پڑوسی کا حق ادا کرنا اسلام کی سنت
(طریقہ) ہے۔ حدیث میں ہے پڑوسی کی خدمت
کی بزرگی لڑکے پر ماں کی خدمت کی بزرگی کی
طرح ہے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا پڑوسی
تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جس کا حق ایک
ہے اور وہ کافر ہے۔ دوسرے وہ پڑوسی کہ
بیگانہ مسلمان ہے۔ اس کا دو حق ہے۔ ایک
پڑوسی۔ دوسرے مسلمان کی حیثیت کا حق۔
تیسرے ہمسایہ وہ ہیں جن کے تین حقوق
ہیں وہ رشتہ مند پڑوسی ہے۔ ایک اسلام
دوسرا رشتہ تیسرا پڑوس کے حقوق۔ اور
پڑوس کا حق چالیس گھروں تک ہے
یہی سبب ہے کہ بعض بزرگوں نے چالیس

نفقہ کردہ اند بر چہل ہمسایہ از راست خانہ خود و چہل ہمسایہ از چپ خانہ خود۔ از خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ نقل است کہ پیغامبر علیہ السلام گفتہ است کہ حق ہمسایہ آنست کہ چوں وام خواہد وامش بدہی و چوں ترا بخواند اجابت کنی و چوں بیمار شود پرسی و چوں اورا قوت ساقط شد از تو یاری بخواہد یاری دہی و چوں اورا مصیبت رسد پرسی و تعزیت کنی و چوں اورا شادی رسد مبارکباد کنی و چوں بمیرد جنازہ وے حاضر شوی و چوں غائب شود خانہ و اہلش نگاہ داری و آنچہ پختہ باشد او را بدہی بہ نوعے او را نرنجانی۔ حضرت ابو ذر غفاری رضؓ گوید پیغمبر علیہ السلام مرا بسہ چیز خبر کردہ است . . . .

خدا وند او را بیامرزد

ذکر بست و یکم :-

در حق زن بر شوہر :-

باید کہ زن را ہماں خوراند کہ خود خورد و ہماں پوشاند کہ خود پوشد و از وے نہ بُرد و بیرا ترند۔ و نفقہ بر وے کشادہ کند چوں خدائے عز و جل بر وے کشادہ گرداند و ہمہ او را وصیت کند بکارہائے نیک۔ یکے از بزرگاں بر بد خوئی زن صبر کردے او را گفتند چرا چندیں صبر می کنی گفت بیم آنکہ نباید کہ مرد ہمہ وقت

پڑوسی اپنے دائیں اور چالیس پڑوسی اپنے بائیں پر نفقہ کیا ہے۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ جب قرض مانگے اس قرض دے اور جب اس کا بلاوا آوے قبول کرے۔ جب بیمار ہو عیادت کرے جب قوت گھٹ جائے اور تجھ سے سہارا چاہے سہارا دے۔ جب موت ہو تعزیت کرے۔ جب خوشی ہو مبارک باد دے مرنے پر اس کے جنازہ میں شریک ہو۔ جب گھر پر نہ رہے اس کے گھر والوں کا خیال رکھے اور جو کچھ پکا ہو اس کو (بھی) دے کسی قسم سے اس کو دکھ نہ پہنچائے۔ حضرت ابوذر غفاری رضؓ فرماتے ہیں پیغمبر علیہ السلام نے مجھے تین چیزوں کی خبر دی ہے . . . .

. . . . اسے اللہ تعالیٰ بخشش دے

اکیسواں ذکر :-

بیوی کے حق میں شوہر پر :-

چاہئے کہ جو خود کھائے پہنے بیوی کو وہی کھلائے پہنائے اور اس سے قطع تعلق نہ کرے مارے پیٹے نہیں۔ خدائے عز و جل جب زیادہ گنجائش دے اس پر بھی گنجائش زیادہ کرے اور برابر نیکی سکھلائے ایک بزرگ بیوی کی بدمزاجی سہتے۔ لوگوں نے کہا اس قدر کیوں صبر کرتے ہیں۔ فرمایا اس ڈر سے کہ شاید لوگ کسی وقت ہم پر

بر خود گمانِ بد نبرند۔ اگر تو نیک بودی او ہرگز بدخوئی نبودے و با صلاحیت زن نیک خوئی خود برابر کند و با زن بخوش خوئی زندگانی کند ۔:۔ . . . .

بدگمانی کریں کہ اگر تو اچھا ہوتا تو وہ ہرگز بری نہ ہوتی۔ اور عورت کی صلاحیت (ناقص العقل) کے موافق اپنی خوبی (کامل العقل) کے موازنہ سے کرے اور عورت کو اچھے برتاؤ سے نباہے ۔:۔

فوائدِ رُکنی

یہ رسالہ حاجی رکن الدین زائر الحرمین کی استدعا پر حضرت مخدوم جہاں نے تحریر فرمایا ہے۔ یہ رسالہ عام مسلمانوں کے فائدے کے لئے ۷۶۹ھ کے بعد لکھا گیا ہے۔

یہ گیارہ فوائد پر مشتمل ہے اس کتاب کے سبب تالیف کے سلسلے میں حضرت حاجی رکن الدین زائر الحرمین تحریر فرماتے ہیں :-

اما بعد؛ حاجی رکن الدین زائر الحرمین بحضرت قطب المشائخ اوحد العصر غریب الدھر شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ ادام اللہ علینا نعمۃ لقائہ، عرضداشت کرد والتماس نمود کہ برائے درویش چند فوائد از مکتوبات بنویسند تا مرا در سفر و حضر مونس روزگار کرد، و بلطف قدیم عمیم التماس ہماں را جانب مقرون شد، بعد ایں فوائد خوب و عبارات مرغوب بقلم مبارک خود در حضور کتابت درآورد تا عامہ مسلمانان اصغار و کبار دلیل و نہار فائدہ گیرند، ہر کہ ایں فوائد را بنظر تحقیق و بمعانی دقیق بحضور دل برسوم عادت مطالعہ کند بباید آنچہ بباید و ببیند آنچہ بہ بیند واللہ الموفق

اما بعد! حاجی رکن الدین زائر الحرمین نے قطب المشائخ اوحد العصر غریب الدھر شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ وادام اللہ علینا نعمۃ لقائہ، کے حضور میں عرض کیا کہ اس درویش کے لئے چند فوائد مکتوبات سے لکھ دیئے جائیں تا کہ سفر و حضر میں مونس و مددگار رہوں، چنانچہ لطف عمیم اور شفقت قدیم کے باعث اس غریب کے التماس قبول ہوئی بعدہٗ ان بہترین فوائد اور پسندیدہ عبارتوں کو اپنے قلم مبارک سے اپنے سامنے حضرت مخدوم الملک نے تحریر فرمایا، تاکہ عام و خاص برادران اسلام چھوٹے بڑے رات دن اس سے منتفع ہوئیں (اور میں امید کرتا ہوں کہ) جو

حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ؛ شخص ان فوائد کو بنظر تحقیق اور معانی دقیق پر غور کرے گا اور حضور دل سے پڑھے گا اور یقین کامل رکھے گا اور رسم وعادت کو دخل نہ دے گا تو جو نعمت پانا ہے پائے گا اور جو حقائق دیکھنا ہے دیکھ لے گا .:. واللہ الموفق لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

فوائد اوّل

اس میں عشق الٰہی پر زور دیا گیا ہے، چونکہ عشق ہی بندہ کو خدا سے ملا دیتا ہے، جس طرح ظاہر میں نماز اور روزہ فرض ہے اسی طرح باطن میں عشق ومحبت فرض ہے .:.

فائدہ اول :- بداں لے برادر چنانکہ بظاہر روزہ ونماز فریضہ است در باطن محبت وعشق فریضہ است، خمیر مایۂ آں درد واندوہ است، عشق بندہ را بخدا می رساند ازاں معنی عشق فرض راہ آمدہ حیات از عشق می شناس وممات بے عشق می یاب چنانکہ گفت :- **بیت** :-

مجنوں عشق را ذکرام روز حالت است
کر اسلام دیں دیگر ضلالت است

گویند عشق آتش است ہر جاکہ رسد بسوزد، ودل محباں آتش کدہ آرامیدہ اگر ازاں بیروں افتد، کون ومکاں سوختہ گردد تا گویند ہمہ حشر ہا را بہ آتش دوزخ عذاب کنند ودوزخ را باآتش دل محباں، اگر دریا ہائے پُر آب در باطن ایشاں ریزی ہمہ آتش گردد وآتش ظاہر ہمہ ہیزم واں مر آتش باطن ایشاں را ازیں گفت ، نظم ؎

اے بھائی جانو کہ جس طرح ظاہر میں روزہ ونماز فرض ہے، باطن میں محبت وعشق فریضہ ہے، اس کی خمیر اور پونجی درد واندوہ ہے، عشق بندہ کو خدا تک پہنچاتا ہے اس اعتبار سے عشق فرض راہ ہوا۔ عشق زندگی ہے اور عشق سے خالی ہونا موت، چنانچہ کہا ہے، **بیت** ؎

مجنوں عشق را ذکرام روز حالت است
کہ سلام دیں دیگر ضلالت است

کہتے ہیں کہ عشق آگ ہے، جہاں کہیں پہنچی جلا ڈالا، اور محبوں کے دل آتشکدہ جہاں وہ آرام فرما ہیں اگر اس سے باہر نکل جائیں، کون ومکان جل جائے، یہانتک کہ کہا جاتا ہے کہ حشر کے روز سبھوں کو آتش دوزخ سے عذاب کیا جائے گا اور (خود) دوزخ کو محبوں کے آتش دل سے۔ اگر پانی سے لبریز ندیاں ان کے باطن میں رواں ہو جائیں سب کی سب آگ میں تبدیل ہو جائیں، اور ظاہری آگ ان کے باطنی

ہر کہ او در عشق چوں آتش شد
او در عشق ہرگز خوش نہ شد

اے برادر اگر توانی ذرۂ سوز عشق امروز حاصل کردہ کہ ایں صفات با تو در گور خواہد رفت۔ یوم لا ینفع مال و لا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم

آگ کے لئے بطور جلاون کے ہے اسی بنا پر کہا ہے :-

جو کوئی جب عشق میں آتش بنا
عشق سے ہرگز نہیں وہ خوش ہوا

اے بھائی اگر تجھ سے ہو سکے سوز عشق کا ذرہ ہی صحیح، آج حاصل کرلے کیونکہ یہ صفت تیرے ساتھ قبر میں جائے گی، حشر کے دن قلب سلیم کے سوا نہ تو مال کام آئے گا نہ اولاد :-

فائدہ دوم

اس میں راہ کی پرخطری، منزل کی دوری، قلب کی کمزوری، دل کی مجبوری اور بے چارگی سے آگاہ کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ اے برادر! راہ پرخطر، منزل دور، قالب کمزور و دل مجبور اور بے چارہ ہے، پھر آرام و قرار سے بیٹھنے کی فرصت ہے نہ تدریس و تذکیر، جبہ و دستار اور کلاہ و قبا پہننے کا موقع ملا، کسی صورت سے ان تمام چیزوں کو آگ لگا کر نوحہ و ماتم میں مصروف رہنا چاہیئے۔

فائدہ :- اے برادر راہ نا ایمن است و منزل بس دور، قالبے ضعیف و دلے بیچارہ و فرصت عزیز اینجا چہ آرام و قرار است و چہ جائے تدریس و تکرار و دراعہ و دستار و کلاہ قبا است آتش در ہمہ باید زد و در ماتم خود باید نشست و ہما باید گفت کہ اینجا بے چارہ گفتہ است :- بیت ؎

بر و غفلت روزگارم چہ کنم
بر نیامد ہیچ کارم چہ کنم

افسوس ہزار افسوس روزگار مقلب بگذشت و عمر تمام شد و کار ناساختہ ماند و سفر آخر پیش آمد، در بقیہ عمر نبودی بارے ماتم خود باید داشت و ہماں باید گفت کہ آں سوختہ

اے بھائی سفر مخوف ہے اور منزل بہت دور، جسم کمزور ہے دل مجبور اور فرصت کمیاب، ان حالات میں آرام و قرار کہاں تدریس و بحث مباحثہ، دراعہ و دستار اور کلاہ و قبا کا موقع کہاں ہے، ان تمام چیزوں کو آگ لگا کر اپنے آپ پر ماتم کرنا چاہیئے، اور یوں کہنا چاہیئے جیسا کہ اس غریب نے کہا ہے ؎

کیا کروں کہ وقت غفلت میں کٹا
بر نہ آیا کام کوئی کیا کروں

افسوس ہزار افسوس وقت عزیز گذر گیا، عمر تمام ہوئی، کام یونہی پڑا رہ گیا، سفر آخریں در پیش ہوا، بقیہ عمر میں (اگر) تجھ سے کچھ ہونے کو نہیں تو بارے اپنے آپ پر ماتم تو کرنا ہی چاہیئے

گفتہ است :- **مثنوی**

دردرا دارو کجا خواہیم کرد
عمر شد ما تم کجا خواہیم کرد

اور یوں کہنا چاہیئے جیسا کہ ایک دل جلے نے کہا

؎ درد کا درماں کہاں سے لائیں ہم
عمر رفتہ کیسے تجھ کو پائیں ہم

فائدہ سوم

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ گناہ کرنا انسان کی سرشت میں داخل ہے، گناہ سے پاک رہنا فرشتوں کی صفت ہے اور ہمہ دم ان میں مبتلا رہنا شیطان کا کام، گناہ کرنا اور اس پر نادم ہونا انسان کی خصوصیت ہے۔

بداں اے برادر پاک بودن از گناہ از اول آفرینش تا آخر کار فرشتگان است و پلید بودن از گناہ از اول آفرینش تا آخر کار شیاطین است، گناہ کردن و توبہ کردن کار آدم و فرزندان اوست، اے برادر بندہ بمجرد گناہ کردن ماخوذ نیست ماخوذ بترک توبہ است نہ بیبے اگر بندہ گناہ کرد و توبہ کرد اجماع است کہ ماخوذ نیست

اے بھائی تمہیں معلوم ہو کہ پیدائش کے اول دن سے زندگی کی آخری ساعت تک گناہوں سے پاک رہنا فرشتوں کا کام ہے ہمیشہ گناہوں میں ملوث رہنا شیاطین کا کام ہے، اور گناہ کرنے (کے ساتھ ہی) توبہ کرنا آدم اور ان کی اولاد کا کام ہے۔ اے بھائی بندہ محض گناہ کرنے پر ماخوذ نہیں ہوتا (بلکہ) توبہ نہ کرنے پر ماخوذ ہوتا ہے، اگر انسان نے گناہ کیا ہے اور (ساتھ ہی) توبہ (بھی) کیا ہے تو اجماع ہے کہ اس پر مواخذہ نہیں ہے،

فائدہ چہارم

اے برادر بندہ را خود گناہ نباید کرد اگر افتاد زود تر باید خواست چنانکہ پدر خواست و ہما باید گفت کہ پدر گفت :- ربنا ظلمنا انفسنا برآں افتاد کہ اصرار نباید کرد کہ ایں مقدمہ کفر است چنانکہ قابیل کرد و آخر کار کافر گشت، اول کسے کہ گناہ کرد و اصرار نمود و آخر کافر گشت از آدمیاں او بود نعوذ باللہ منہا

اے بھائی بندہ کو خود گناہ نہ کرنا چاہیئے اور اگر ہو جائے تو فوراً توبہ کرنا چاہیئے جیسا کہ باوا (آدم) نے کیا، اور یوں کہنا چاہیئے جیسا کہ باوا (آدم) نے (اس طرح کی افتاد پر) کہا (یعنی) ربنا ظلمنا انفسنا (اے میرے رب میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا) اس گناہ پر اصرار نہ کرنا چاہیئے، کیونکہ یہ مقدمہ کفر ہے، جیسا کہ قابیل نے کیا اور آخر کار کافر ہوا، پہلا شخص آدمیوں میں

پس باید کرد کہ متعصب نہ گردد واگر افتاد باید کہ زود تر برخیزد و بگوید، ربنا ظلمنا انفسنا :-

یہی ہوا جس نے گناہ کیا اور (اس پر) اصرار کیا اور آخر کار کافر ہوا نعوذ باللہ منہا تو ہونا یہ چاہیئے کہ گناہ میں مبتلا نہ ہو اور اگر ہو جائے تو جلد تر اٹھ کر کہے ربنا ظلمنا انفسنا (اے میرے رب میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا :-

فائدہ پنجم

اس میں بڑے پتے کی بات یہ بتائی گئی ہے کہ مریدوں کو حضرت ابوبکر صدیق کی طرح اور پیروں کو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مانند ہونا چاہیئے :-

فائدہ :- بداں اے برادر مرید چوں ابوبکر باید کہ بود و پیغمبر چوں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم باید کہ بود تا گویند ما صب اللہ شیئاً فی صدری الا وقد صب فی صدر ابو بکر این صبی بود از دل و گوش و زبان را خبر نہ بہی مرید و زہے پیر تا عالم بود نہ چنیں پیر دیدہ بود نہ چنیں مرید شنیدہ شود و ایں کہ گویند مرید بے پیر پرستے بود، ہمیں است اگر حرکات و سکنات تو بفرمان پیر است مرید باش پیر را واگر ہوائے مراد است مرید مراد خود باش نہ مرید پیر از ینجا گفت ۔ بیت ؎

اے بھائی مرید ابوبکر کی طرح ہو، اور پیر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح چاہیئے، تا کہ کہیں اللہ نے جو چیز میرے دل میں اتاری ابوبکر کے دل میں بھی ڈالا۔ یہ جب (اتارا) دل اور کان میں تھا، حالانکہ زبان کو خبر نہ تھی۔ ایسا پیر اور ایسا مرید ہونا چاہیئے، جب تک دنیا رہے گی نہ ایسا پیر دیکھا جائے گا اور نہ ایسا مرید سنا جائے گا، یہ جو کہتے ہیں کہ مرید پیر پرست ہونا چاہیئے (اس کا مطلب) یہی ہے، اگر حرکات و سکنات پیر کے حکم کے مطابق ہیں تو پیر کے مرید ہو اور اگر خواہش مراد ہے تو پھر اپنی مراد کے مرید ہو نہ کہ پیر کے مرید

اجماع است ایں طائفہ را اگر پیرے کارے فرماید مرید را کہ خلاف دین است اگر مرید خلاف دین خود کند بر موافقت پیر رود مرید بود مر پیر را اگر خلاف فرماں پیر کند

اس گروہ کا اجماع ہے کہ اگر پیر مرید کو کوئی خلاف دین کام کا حکم دے اور مرید اس کو کرے تو یہ پیر کی موافقت ہو گی اور یہی (حقیقتاً) مرید ہے، اور اگر پیر کے حکم کے خلاف کرے دین

بموافقت پیر رود مرید بود مر دین خود را نہ پیر را ازینجا گفت بیت :-

کی موافقت کرے تو اپنے دین کا مرید ہے نہ کہ پیر کا

فائدہ ششم

اس میں انسان کی برتری پر زور دیا گیا ہے، کیونکہ بشر خلاصۂ موجودات اور زبدۂ مخلوقات ہے اس لئے جو کچھ ہے بشر ہے، اور جو کچھ رکھتا ہے بشر رکھتا ہے، بقیہ تمام چیزیں نقش بر دیوار ہیں :-

فائدہ بداں اے برادر بشر خلاصۂ موجودات و زبدۂ مخلوقات است هرچه داده بشر داده دیگر نقش دیوار، پس غافل مباش در هژده هزار عالم نیابی آنچه در خاک و آب است و نفخت فیه من روحی پیدا است نظر کن ملک را قدس وطهارت بل عباد مکرمون مقام شد یحبهم و یحبونه را شائستہ آب و خاک آمد هرچه داده آب و خاک دارد چنانکه گفت : **بیت** :-

خاک را چوں کار با پاک افتاد
پیش آدم عرش در خاک افتاد

اے بھائی تمہیں معلوم ہو کہ انسان موجودات کا خلاصہ اور مخلوقات کا سرتاج ہے جو کچھ دیا گیا انسان کو دیا گیا باقی دیوار کی تصویریں ہیں، تو غافل نہ ہونا چاہئے، اٹھارہ ہزار عالم میں وہ بات نہیں ہے جو آب و خاک میں ہے، اور نفخت فیہ من روحی (ڈالی اس میں روح میں نے اپنی) سے یہ ظاہر ہے، دیکھو فرشتوں کو قدس وطہارت بل عباد مکرمون (بلکہ عزت والے بندے) کا مقام ملا (جب کہ) یحبہم و یحبونہ (وہ اس سے محبت رکھتے ہیں اور یہ ان سے) آب و خاک کے مناسب ہوا، جو کچھ دیا آب و خاک کو دیا جیسا کہ کہا ہے

بیت خاک را چوں کار با پاک افتاد :- پیش آدم عرش در خاک افتاد

فائدہ ہفتم

اس میں دنیا کو مکار، غدار، اور پر فریب ثابت کیا ہے اور اس کی مکاری اور غداری سے متعلق دلائل پیش کئے ہیں، پھر دنیا سے قطع تعلق کر لینے کی تلقین کی ہے :

فائدہ بداں اے برادر دنیا مکار و غدار است بوقلمون روزگار است شہد نمائے زہر دار است ہر گرا بامداد

اے بھائی (یہ) جان لو کہ دنیا مکار و غدار ہے، آئے دن رنگ بدلتی ہے، شہد کی شکل میں زہر رکھتی ہے، جس کو دن کے وقت میں امداد سے

بنواز دشبانگاہ خواہش بگذارد وہر کہ را
صبحدم برآرد نماز شامش از پائے درآورد
کاشش اوئی حبس نہ باشد کانسئہ او را
وحشت بکس نہ باشد ::

نوازتی ہے تو رات کے وقت اس کی تمناؤں کا خون کرتی ہے، صبح کو سر پر بٹھاتی ہے تو شام کو دھتکارتی ہے، کاش (اس کا) دام (اس قدر) حسین نہ ہوتا کہ لوگ اس کی انسیت کا دم بھرتے ::

فائدہ ہشتم

اس میں مخدوم جہاںؒ کا وہ خط نقل ہوا ہے جو کمال تواضع وانکسار کے ساتھ آستانہ صدی کے لئے مرقوم ہوا ہے۔

شرف منیری کہ سگ گرگیں
آستانہ علما ء است سلام و تحیتہ و ما
ہزاراں خجالت و شرمندگی و باہزاراں
معذرت و سرافگندی در آستانہ صدی
کردونمود کہ سگے سیاہ رو . . . .

شرف منیری جو خارش زدہ کتا آستانہ علما کا ہے ہزار خجالت و شرمندگی اور ہزار معذرت و سرافگندگی کے ساتھ آستانہ صدی میں سلام و تحیۃ (بجالاتا ہے)، کیوں کہ ایک روسیاہ کتا ہو . . . .

فائدہ نہم

بداں اے برادر الدنیا کنیف آدم دنیا
پائے خانہ آدم است پس کدام دل بود کہ
پائیخانہ را دوست دارد وبر آں تنعم تلذذ
گیرد وتحمل سازد و نقل است کہ دنیا اقطاع
شیطان چوں کسے دست بدنیا خرند آں
ملعون گوید، میداں کہ ایمان ودین خود را
باختہ ام ودنیا را اقطاع گرفتہ ہر کہ سبب
باقطاع ما زند لاجرم ایمان ودین خود را
بما دہد بداں اے برادر کہ اہل معرفت گفتہ
اند، بتانِ عوام سہ اند، حب شہوت شکم
حب شہوت فرج وحب زن وفرزند و
بتان خواص نیز سہ اند، حب مال حب
جاہ . . وحب ظاہر بت عظیم نفس کافر

اے بھائی تمہیں معلوم ہو کہ الدنیا کنیف آدم دنیا آدم کا پیخانہ ہے تو ایسا کون سا دل ہے کہ پائیخانہ کو دوست رکھے، اس کو برداشت کرے بلکہ اس کو نعمت سمجھ کر لذت اٹھائے نقل ہے کہ دنیا شیطان کی جاگیر ہے، جب کوئی دنیا کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو اس سے وہ ملعون کہتا ہے کہ جان لو کہ ہم نے اپنے دین وایمان کو لٹا کر دنیا کو جاگیر بنایا ہے تو جو کوئی میری جاگیر میں آنا چاہتا ہے لازماً اسے اپنا دین وایمان میرے حوالے کرتا ہوگا، اے بھائی تمہیں معلوم ہو کہ اہل معرفت نے کہا ہے کہ عوام کے تین بت ہیں، شہوت شکم کی محبت، شہوت فرج کی محبت، اور زن وفرزند کی محبت، اور خواص کے بھی تین بت ہیں، مال

است کہ اصل ہمہ بتان اوست کہ انفس هی الصنم الاکبر ازینجاست کہ شرع فرمودہ است کہ جہاد کردن بالنفس کافر جہاد اکبر است ؏ جعنا من جہاد الاصغر الی جہاد الاکبر ؎

سے جہاد اکبر کی طرف ؎

کی محبت جاہ کی محبت اور . . . . . کی محبت . . . . . ساتواں بت نفس کا فرہے کہ تمام بتوں کا سردار ہے النفس هی الصنم الاکبر اسی لئے شرع کہتا ہے کہ نفس کافر سے جہاد کرنا جہاد اکبر ہے ہم لوٹے جہاد اصغر

فائدہ دہم

بداں اے برادر آنکس کہ در ماتم و مصیبت خود گرفتار بود حالش چنیں خراب وزار بود آں بیچارہ چہ دیگراں را باید خواہد کرد و چہ بکسے خواہد گفت یا خواہد بنشست ہمچناں است کہ آں برادر دل ماندہ کے کردہ است اے برادر عمر گذشتہ و مرگ رسیدہ و سفر آخرت پیش آمدہ خوف و حیرت آں فرو گرفتہ کہ چوں ملک الموت در رسد و بگوید الٰہی جاں اے بندہ بر سعادت قبض کنم یا بر شقاوت نمیدانم جواب آں زماں چہ خواہد شنید ہر کہ را حیرت ایں بود او باخود کے بود ازینجا گفت :-

اے بھائی تمہیں معلوم ہو کہ جو شخص خود اپنی ماتم و مصیبت میں گرفتار ہو اس کا حال یونہی خراب وزار ہوگا، وہ بیچارہ دوسروں کے لئے کیا کرے گا، کسی کو کیا کہے گا یا لکھے گا (لیکن) یوں ہے کہ ان برادر نے دل کب تھوڑا کیا ہے اے بھائی عمر گذر چکی، اور موت پہنچ چکی سفر آخرت درپیش ہوا۔ یہ شخص خوف و حیرت میں مبتلا ہے کہ جب ملک الموت پہنچ جائے اور یہ کہے کہ الٰہی اس بندہ کی جان سعادت پر قبض کروں یا شقاوت پر تو معلوم نہیں اس وقت کیا سننے کو ملے گا، ہر کسی کو حیرت اس پر ہے اپنے آپ پر کب ہے اسی پس منظر میں کسی نے کہا :-

فائدہ یازدہم

بداں اے برادر ارباب تصدیق گفتہ اند چنانکہ قوت جسمانی متعلق است

اے بھائی تمہیں معلوم ہو کہ ارباب تصدیق نے کہا ہے کہ جس طرح قوت جسمانی کا تعلق بھوک

بجوع و عطش الجوع طعام الله فی ارضه
. . . . . . صفات معبود جل ذکره است
یکے اینست وهو یطعم ولا یطعم
بنده بدیں صفت موصوف گردد باتفاق
ارباب عقول به بساط قرب قربت گردد
ازمنازل ومراحل انسانیت بعید گردد روزه
دار بحکم تخلقوا باخلاق الله بنا
خوردن و خورانیدن بصفات محبوب قدیم
زند واز صفات بشریت پیدا کند در شریف
مشرف می گردد و بدو دولت مخصوص
می شنود ❖

اور پیاس سے ہے الجوع طعام اللہ
فی ارضہ (
اللہ تعالی کی صفتوں میں سے ایک یہ ہے کہ (
ھو یطعم ولا یطعم (وہ کھلاتا ہے لیکن
خود نہیں کھاتا) اگر بندہ بھی اسی صفت سے
موصوف ہوجائے تو اس بات پر عقلمندوں کا
اتفاق ہے کہ بساط قرب الہی سے نزدیک ہوجائے
اور انسانیت کے مراحل اور منازل کو طے کرلے
روزہ دار تخلقوا باخلاق اللہ کے
حکم کے مطابق کھانے کھلانے کی بنیاد محبوب
قدیم کی صفتوں پر رکھتا ہے اور صفات بشریت
سے باہر نکل جاتا ہے (نتیجتاً) مقام بزرگ کے لائق گردانا جاتا ہے۔ اور
ظاہر ہے دوست (اللہ تعالی) کے لئے مخصوص ہوجاتا ہے۔

هذه النسخة الشريفة مسمى بفوائد ركنى
من تصانيف سلطان المحققين مخدوم العالمين حضرت
مخدوم شيخ شرف الحق والدين احمد يحيى منيرى ثم
البهارى قدس الله تعالى سره العزيز بنده ضعيف عباد الله
الرحيم عاصى عبد الحق عنايت كريم ابراهيم الجعفرى
الرشيدى القادرى فى شهر الشوال المعظم وسنة ١١٩٨ھ
ثمانية وتسعين احد الالف والمائة من هجرة النبى عليه
وعلى آله واصحابه الصلوة والسلام ❖

کتابیات

مخطوطات

اجازت نامہ حضرت نجیب الدین فردوسی ۔ کتبخانہ صوفی منیری۔ منیر شریف ۔ پٹنہ ۔
اجوبہ اسولہ خورد ۔ مصنفہ حضرت مخدوم جہاں ۔ کتبخانہ بلخیہ ۔ فتوحہ ۔ پٹنہ ۔
اجوبہ اسولہ کلاں ۔ " " " " " ۔
اخبار الاخیار ۔ مصنفہ حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ ۔ کتبخانہ مشرقیہ خدابخش پٹنہ ۔
اخبار الاصفیا ۔ مصنفہ عبدالصمد بن افضل ۔ " " ۔
ارشاد السالکین ۔ مصنفہ حضرت مخدوم جہاں ۔ کتبخانہ بلخیہ ۔ فتوحہ ۔ پٹنہ ۔
ارشاد الطالبین ۔ " " " " " ۔
اسباب النجاۃ تفرقۃ الغصات ۔ ملفوظ حضرت مخدوم جہاں ۔ " " ۔
اشارات شرفی ۔ مصنفہ " " " " " ۔
بحر المعانی ۔ ملفوظ " " مملوکہ ڈاکٹر محمد طیب ابدالی ۔
راحت القلوب ۔ " " کتبخانہ بلخیہ فتوحہ ۔ پٹنہ ۔
رسالہ در بدایت حال ۔ مصنفہ " " " " " ۔
رسالہ ذکر و فوائد آں ۔ " " " " " ۔
رسالہ مکیہ ۔ " " " " " ۔
رسالہ وصول الی اللہ ۔ " " " " " ۔
رفیق العارفین مقصد العاشقین ۔ ملفوظ حضرت حسام الدین مانکپوری ۔
کتبخانہ خانقاہ مجیبیہ ۔ پھلواری شریف ۔
شرح آداب المریدین ۔ مصنفہ حضرت مخدوم جہاں ۔ مملوکہ ڈاکٹر محمد طیب ابدالی ۔
سند حدیث و خلافت نامہ حضرت حسین نوشۂ توحید بلخی ۔ کتبخانہ بلخیہ فتوحہ ۔ پٹنہ ۔

صبح صادق	۔ مصنفہ محمد صادق اصفہانی ۔ کتبخانہ مشرقیہ خدابخش ۔ پٹنہ ۔
عقائد شرفی	۔ مصنفہ حضرت مخدوم جہاں ۔ کتبخانہ قادریہ اسلام پور ۔ ضلع نالندہ
کاشف الاسرار	۔ مصنفہ حضرت حسن دائم جشن بلخی ۔ کتبخانہ بلخیہ فتوحہ ۔ پٹنہ ۔
کنز المعانی	۔ ملفوظ حضرت مخدوم جہاں ۔ مملوکہ ڈاکٹر محمد طیب ابدالی ۔
گلزار ابرار	
گنج ارشدی	۔ ملفوظ حضرت دیوان ارشد ۔ رشید جونپوری ۔ خانقاہ رشیدیہ ۔ جونپور ۔
گنج لا یخفی	″ حضرت حسین نوشہ توحید بلخی ۔ کتبخانہ بلخیہ فتوحہ ۔ پٹنہ ۔
گنج لا یفنی	۔ ″ حضرت مخدوم جہاں ۔ ″ ″ ″ ″ ۔
فوائد المریدین	۔ مصنفہ ″ ″ ۔ ″ ″ ″ ″ ۔
فوائد رکنی	۔ ″ ″ ″ ۔ ″ ″ ″ ″ ۔
فوائد رکنیہ	۔ ملفوظ حضرت رکن الدین جندھوی ۔ ″ زاہد سجاد
مآثر عالمگیری	۔ مصنفہ محمد ساقی مستعد خاں ۔ ″ مشرقیہ خدابخش خاں پٹنہ ۔
معدن الاسرار	۔ ملفوظ حضرت قاضی علا شطاری ؟ ″ خانقاہ منیر شریف ۔ پٹنہ ۔
معز المعانی	۔ ″ حضرت مخدوم جہاں ۔ مملوکہ ڈاکٹر محمد طیب ابدالی ۔
مکتوبات دو صدی	۔ مصنفہ ″ ″ ۔ مملوکہ شاہ جعفر حسین بنک روڈ پٹنہ ۔
مکتوبات قدوسیہ	۔ ″ حضرت عبدالقدوس گنگوہی ۔
ملفوظ الصفر	۔ ملفوظ حضرت مخدوم جہاں ۔ کتبخانہ بلخیہ فتوحہ ۔ پٹنہ ۔
ملفوظ المبارک	۔ ″ حضرت مولانا آمون ۔ ″ ″
مونس القلوب	۔ ″ حضرت احمد لنگر دریا بلخی ۔ ″ ″
مونس المریدین	۔ ″ حضرت مخدوم جہاں ۔ ″ ″

مطبوعات

اردو کی ابتدائی نشو ونما میں صوفیائے کرام کا کام ۔ ڈاکٹر عبدالحق ۔

الدر المنثور ۔ عبدالرحیم صادق پوری ۔

انوار ولایت ۔ شاہ عبدالقادر اسلام پوری

آئین اکبری جلد سوم ۔ علامہ ابوالفضل ۔ علامی

بہار میں اردو زبان و ادب کا ارتقا ۔ اختر اورینوی

پنجاب میں اردو ۔ حافظ محمود خاں شیرانی ۔

تاریخ او جلد دوم ۔ منشی ونانک پرشاد

تذکرہ ابونجیبؒ ۔ شاہ حسن میاں پھلواروی

تذکرۃ الکرام ۔ نعمت اللہ قادری پھلواروی

جادۂ عرفاں ۔ ڈاکٹر محمد طیب ابدالی

در محل پر بہار شریف ۔ خزینۃ الاولیاء ۔ غلام سرور

خوان پر نعمت ۔ ملفوظ حضرت مخدوم جہاںؒ

دعوت و عزیمت حصہ سوم ۔ مولانا ابوالحسن ندوی

سہ دفتر ابوالفضل ۔ ابوالفضل علامی ۔

سیر الاولیاء ۔ ملفوظ حضرت نظام الدین اولیاء

سیر المتاخرین ۔ غلام حسین طباطبائیؒ

شاہ عالم نامہ ۔ غلام علی خاں ۔

طبقات اکبری ۔ نظام الدین احمد ۔

گل فردوس ۔ حضرت شاہ امین احمد ۔

ماثر الامراء ۔ شاہ نواز خاں خوافی ۔

مخ المعانی ۔ ملفوظ حضرت مخدوم جہاں ۔

معدن المعانی ۔ " " "

مرآۃ الاسرار ۔ عبدالرحمن چشتی ۔

مکتوبات صدی ۔ حضرت مخدوم جہاںؒ ۔

مکتوبات بست و ہشت ۔ حضرت مولانا مظفر بلخیؒ

مناقب الاصفیاء ۔ حضرت مخدوم شاہ شعیبؒ

منتخب التواریخ ۔ عبدالقادر بدایونی ۔

نظام تعلیم و تربیت ۔ مولانا عبدالباری ۔

وسیلہ شرف ۔ مرتبہ ڈاکٹر محمد طیب ابدالی ۔

وفات نامہ حضرت مخدوم جہاںؒ ۔ حضرت زین بدر عربی ۔

رسائل

رسالہ ماہنامہ تاج کراچی ستمبر سنہ ۱۹۶۳ء

رسالہ ماہنامہ کرن ۔ گیا سنہ ۱۹۵۶ء

مصنف کی دوسری کتابیں

۱ــــ وسیلۂ شرف و ذریعۂ دولت ــــــــــــ ۱۵/
(بزرگانِ دین کے تذکرے)

۲ــــ راحت روح ــــــــــــ ۱۵/
(رمزی و تمثیلی داستان)

۳ــــ حضرت صوفی منیری کے نثری کارنامے ــــــــــــ ۴۰/
(تحقیقی مقالہ برائے پی۔ ایچ۔ ڈی)

۴ــــ جادۂ عرفاں حصہ اول ــــــــــــ ۱۵/
(ریڈیائی نشریے کا مجموعہ)

۵ــــ اوراد مقبول ــــــــــــ ۵/
(اوراد و وظائف کا مجموعہ)

۶ــــ جادۂ عرفاں حصہ دوم ــــــــــــ زیر طبع
(صوفیائے کرام کے احوال)

۷ــــ مشائخ بہار ــــــــــــ زیر طبع
(صوبہ بہار کے بزرگان دین)

AL-SHARF
By Dr. Mohd. Taiyeb Abdali

Rs. 40/-

مصنف کی دوسری مطبوعہ تصانیف

۱۔ حضرت صوفی منیری کے نثری کارنامے

۲۔ الشرف

۳۔ راحتِ روح

۴۔ وسیلۂ شرف و ذریعۂ دولت

۵۔ جادۂ عرفاں (حصۂ اول)

۶۔ انتخاب کلام آسی غازی پوری

زیر ترتیب

۱۔ تذکرۂ مشائخ بہار

۲۔ جادۂ عرفاں (حصہ دوم)

۳۔ حضرت آسی غازیپوری "حیات اور شاعری"